

h101 n

عَدَّ اللَّهُ حِجَابَ الْبَيْضِ لَهُمْ اِحْيَا حُجَّاجَهُمْ
قَالَ اللَّهُ فِي مَنْ فَيَنْقُضُ وَمَنْ فَيَنْجِي

۱۹۶۲

حصہ دوم

التبلیغ

AR JUNG 1ST

(Oriental Section)

DU PRINTED BOOKS

ion No

تذیبات الاسباب

فی شیخ الاصباب

التماس ضروری منجانب

مولف

حضرات شیعہ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آل محمد کا دشمن جانکر برکتیں جس کو انکی روح غلطی پہ لیکن ہم آل محمد کو برا نہ کہہ کر
دل کی بھڑاس میں نکال سکتے کیونکہ وہ سالت مانع پیس بخیاں ترک اولیٰ ہیں پیر وان آل محمد کو بھی شوخ
وگستاخ الفاظ سے مخاطب نہیں کیا صرف سادہ الفاظ سے دفع مضامین کیا ہوتا کہ اگر وہ روح مقدس سید المرسلین
شفیع المذنبین رضی اللہ عنہم کو اگر کسی شاعر نے ہم مذہب ہر دو اختیار فرما دیتے تو غالباً ایسا ایک ن خوش بانی کی
بدولت ہم حضرت شیعہ سے تباہی ترک کر دیتے کہ کائنات پر ہر گاہ وہ نونی قین شیر و شکر ہو جائے تاکہ انشاء اللہ تعالیٰ
نصیحتی کثمت بشنود بہانہ مگیر کہ ہرچہ ناصح مشفق بگویت بہ پذیر

بابتما نظیر حسین سرمد مطبع صلیح کچھ ضلع سائر طبع شد

احقر الزمن علی حسن جوہری تقریر نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خمدہ ونصو علیہ

مصائب و بربادی الہییت رسول کے اجزاء عیب تو آنحضرت سے بکثرت
مردی ہیں ازاںکہ حضرت غوث اعظم و سنگیر نے فیتۃ الطالبین میں جناب علیؑ سے
اخرج ابو یعلیٰ عن علی قال قلت روایت کی ہے اوکھون نے فرمایا ایک
یا رسول اللہ ما یکلیک قال صغابین دن پہنچے خدا رو رہے تھے سینے عرض کیا
فی حد و راقوام لا ییدون لا آپ کیوں روتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ
من بعدی۔ تمہاری طرف سے اقوام کے دلون میں کینہ ہو

وہ اوس کینہ کو ظاہر نہ کرینگے مگر میرے بعد ظاہر کرینگے (دلیل المتجربین) اور سند
امام احمد صنبل اور اکام المرحان فی احکام ہجان قاضی بدرالدین شبلی میں ہے کہ
عبداللہ ابن مسعود نے ایک دن ایک سفر میں آنحضرت سے پوچھا کہ آپ بیتا بانہ کیوں
روتے ہیں آنحضرت نے فرمایا موت قریب ہے مجھے اپنی ائمہ کا خیال ہے کہ ہمارے
بعد کیا ہوگا ابن مسعود کہتے ہیں۔ سینے عرض کیا کہ آپ ابو بکر کو کیوں نہیں خلیفہ بتا دیتے
قلت لا استخلف ابابکر فاعوذ من عقی پس آنحضرت نے منہ پھیر لیا میں سمجھا کہ ان
خزایت انملہ یوافقہ قلت یا رسول اللہ حضرت کو یہ معروف نہ پند نہ آیا پھر سینے

لاستخلف عمر فاعرض عنی انه لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ لاستخلف تو بھی آپ نے منہ پھیر لیا میں یہ سمجھا کہ یہ ضرور علیا قال ذلک ولذی لا الہ غیرہ لوبایعتموہ واطعتموہ دخل الجنة۔ اگر آپ علیؑ کو کیوں نہیں خلیفہ بنا دیتے تو آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم علیؑ کی بیعت کرو گے اور اس کی اطاعت کرو وہ تم کو جنت میں داخل کرے گا انتہی محصلہ۔

ازالہ الخفا مقصود صفحہ ۲۷ میں یہ احادیث درج ہیں۔

واخرج الحاكم عن علی قال ان مما عهد الی النبی صلعم ان الامة مستقذہ بعدہ۔ انتہی محصلہ۔
 حاکم نے جناب علیؑ سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا آنحضرتؐ مجھ سے عہد کیا ہے کہ میرے بعد میری امت تم کو برا جانے لگی انتہی محصلہ۔

واخرج الحاكم عن ابن عباس قال قال النبی صلعم علی اما انک ستلقى بعدی جہدا۔ ایضاً حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم کو میرے بعد مصیبتیں پیش آئیں گی۔

ایضاً ابویہی کی جناب علیؑ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ آنحضرتؐ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ میں چل رہے تھے کہ ایک باغ میں پہنچے میں نے کہا کیا اچھا باغ ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جنت بن تمھارے لئے اس سے بہتر باغ ہے پھر دوسرا باغ آیا تو میں نے اس کی بھی تعریف کی تو آنحضرتؐ نے پھر وہی فرمایا کہ جنت بن تمھارے لئے اس سے بہتر باغ ہے عرض سات باغوں کی تعریف پر آنحضرتؐ یہی فرماتے رہے لیکن جب فلما خلا لا طریق اعتقنی ثم اجهت وسطہ اعجاز سے خالی ہوا تو آنحضرتؐ

بالکيا قال قلت يا رسول الله مما مجھے گلے لگا کر خوب چچھ کر روئے میں نے
 يبيك يا قال صفاغنى في صدور عرض کیا آپ کیوں روتے ہیں آنحضرت
 احوال صید و فساد الامن بعدی نے فرمایا کہ لوگوں کے دلوں میں بغض ہو
 وہ تم سے میرے بعد دشمنی ظاہر کریں گے انتہی محضاً مدارج النبوة مشیخ عبدالحق
 دہلوی بیان وفات سرور کائنات میں ہے جس کا خلاصہ یہ کہ آنحضرت نے جناب
 علیؑ کو اپنے قرضہ کی ادائیگی کی وصیت فرمائی اسی حالت میں کہ آپ کے منہ سے بکثرت
 رال بہ رہی تھی اور فرمایا اے علیؑ تم کو میرے بعد مصیبتیں پیش آئیں گی تم صبر کرنا۔
 اور اسی تاریخ اور وقتہ الاحباب میں ہے کہ آنحضرت نے اپنے آخری خطبہ
 فہل عسیتم ان تولیق فی الامن و میں اصحاب سے فرمایا قریب ہے وہ زمانہ
 تقطعوا الاحامک۔ کہ تم زمین میں فساد کرو گے اور رشتے
 ناتے قطع کر دے گے انتہی (سورہ محمد)

اسد الغابہ جلد ہفتم ترجمہ علی ابو علی ہمدانی سے مروی ہے جس کو انھوں نے
 اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔ اونکے باپ نے کہا کہ میں آنحضرت کے پاس اوس
 بیماری میں گیا کہ جس میں آپ کا انتقال ہو گیا حضرت فاطمہ علیہا السلام آنحضرت
 کے سر ہانے بیٹھیں تھیں وہ رونے لگیں حتیٰ کہ اونکے رونے کی آواز بلند ہوئی
 آنحضرت نے پوچھا کیوں روتی ہو حضرت سیدہ نے عرض کیا کہ آپ کے بعد مجھے اپنے
 برباد ہونے کا اندیشہ ہے انتہی محضاً۔

ایسی جملہ پیشین گوئیوں کی نسبت ہمارے بعض علماء اہلسنت مثل امام احمد
 حنبل اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی وغیرہ کی رائے ہے کہ حضرت عائشہ و حفصہ اور
 سیدہ سلوۃ اللہ علیہا کی خاتلی رنجشیں تھیں جن سے بیچن اور اونکے دوست متا
 ہوتے رہتے تھے مگر نفس الامر میں عداوت کی ابتدا ان حضرات سے نہیں ہوئی

بلکہ اسکی ابتداء زمانہ جاہلیت سے ہوئی چنانچہ ازالۃ الکھفائشاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مقصد اول صفحہ ۴۰۱ میں ہے۔

قلت وای غل قال غل الجاہلیۃ کہ بنی تیم و عدی یہ دونوں قبیلے بنی ہاشم ان بنی تیم و عدی و بنی ہاشم کے دشمن تھے اور یہ عداوت زمانہ جاہلیت سے تھی انتہی محصلہ۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ قبیلہ عدی کو قبیلہ تیم و قبیلہ امیہ کے حلیف بننے کے سبب بنی ہاشم سے عداوت تھی اور قبیلہ تیم کو بنی ہاشم سے عداوت ایک سبب خاص سے تھی جسکو ابن اثیر جزری نے اپنی تاریخ کامل جلد دومین لکھا ہے وہ یہ کہ حضرت ابوبکر کے دادا اصغر بن عمرو بن کعب نبی نے امیہ کے اغوا سے حضرت عبدالمطلب کے حلیف اور پڑوسی یہودی کو دولت کی لالچ سے قتل کر دیا تھا اور امیہ نے اسے چھپا رکھا تھا اور حضرت عبدالمطلب قاتل کی تلاش میں سال بھر تک پریشان رہے جب امیہ سے قاتل یکجہ لیا گیا تو حسب قانون حجاز حضرت ابوبکر کے دادا اصغر سے بہت بھاری دیت لی گئی اور مقتول یہودی کے بھتیجے کو دی گئی اور پھر حسب قاعدہ دس سال کے لئے اصغر کو جلا وطن کیا گیا۔

بنی امیہ سے بنی ہاشم کی عداوت کے وجود کی ہین از آنجملہ ایک یہ کہ بنی امیہ کو بنی ہاشم سے ہم جد ہونے کا دعویٰ تھا اگرچہ اون کا یہ خیال غلط تھا جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا دوسری عداوت یہ تھی کہ دولت و ثروت و حکومت بخت تولیت حضرت عبدالمطلب کو تھی پس بنی امیہ اسی دولت حکومت کے سبب سے بنی ہاشم کا زوال نعمت چاہتے تھے اور چونکہ وہ ثروت و حکومت جناب ابوطالب پر منتقل ہوئی تھی باین وجہ جناب امیر علیہ السلام سے بھی عداوت تھی اور وہ عداوت جلیلہ یہ تھی (وقاۃ) یعنی حجاج کو کھانا کھلانا (سقایت) حجاج کو پانی پلانا (تھناتہ)

یعنی فصل خصومات قومی کرنا (لوا) یعنی سپہداری افواج۔

تیسری وجہ عداوت یہ ہوئی کہ حضرت عبدالمطلب کے چچا نوفل بن عبدمنہ بن عبد عثمان بن عفان نے انکی جائداد غیر منقولہ پرنا جائز قبضہ کر لیا پس حضرت عبدالمطلب اپنے مامون کو مدینہ میں اطلاع دی اور وہ وہاں سے اسی مدوگار لیکر آئے اور بہت سی ٹکرار اور حقیقلش کے بعد نوفل کے قبضہ سے جائداد ونگا لکر حضرت عبدالمطلب کے قبضہ میں ویکر واپس مدینہ ہوئے۔

چوتھی وجہ عداوت یہ کہ حضرت عبدالمطلب کو چاہ زہرم کے نکالنے کا الہام ہوا جو کہ ایک مدت سے ناپید ہو گیا تھا پس جب آپنے اسے نکلوا یا تو بنی امیہ نے چاہا کہ ہم بھی اس چاہ میں شریک و مساہم بنیں پس اس پر بھی بہت جھگڑے ہوئے اور اس میں بھی بنی امیہ ناکام رہے۔

پانچویں وجہ عداوت یہ ہوئی کہ حضرت عبدالمطلب نے بنی امیہ کی شرارتوں اور عداوتوں سے تنگ ہو کر بنی جوہم کو اپنا حلیف بنالیا جو ایک جنگجو اور بہادر قبیلہ تھا۔ الغرض یہ اور ایسے اور بہت اشتادات ہوئے جن کے سبب بنی امیہ اور ان کے اجداد و حلیف سے بنی ہاشم کی عداوت وراثتہ چلی آرہی تھی اور بنی تیمہ و عدی معین بنی امیہ تھے کہ ان عداوتوں کی تازگی اشاعت اسلام سے وقتاً فوقتاً بڑھنے لگی اور اسی وجہ سے ابوسفیان کی حقیقی ہمیشہ و عورائینی کانٹری ام حبیل الملقب جحالتہ الحطب نے اپنے پسران عقبہ و عتبہ سے ام کلثوم و رقیہ کو طلاق دلوائی اور ان حضرت کی راہ میں جنگل سے کانٹے لاکر بچھائے لگی اور ایسے اقسام کے اور اظلام آن حضرت اور مسلمانوں پر حضرت ابوطالب کی وفات کے سبب سے بہت بڑھ گئے اور ان اظلام کے معین بعض قبائل قریش بھی ہو گئے پھر بعد ہجرت مقتولان بدر و مرسیع و احد و خندق و خیبر و حنین و تبوک و سراپا و غیر ہم کے طالب قصاص لوگوں

کی عداوتوں نے رونق بڑھا دی جن مقتولوں میں حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ و سعد بن ابی وقاص و عبدالرحمن بن عوف و طلحہ و زبیر کے دشمن ہوں تھے مثلاً عمیر بن عثمان بن کعب اور حذیفہ بن یمان اور عثمان و مالک برادران حضرت طلحہ و عقیل بن حضرت ابو بکر اور طلحہ کے عزیزان قریب قتل ہوئے اور ابوالعاص بن قیس بن عدی اور ابو جہل سہمی بہ عمر بن ہشام اور ہشام بن امیہ حضرت فاروق کے عزیزان قریب قتل ہوئے اور معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص اور عاص بن سعید بن عاص بن امیہ حضرت عثمان کے عزیزان قریب قتل ہوئے اور حذیفہ بن ابی سفیان اور ولید بن عتبہ اور عامر بن عبداللہ وغیرہ معاویہ و حضرت عثمان کے عزیزان قریب مقتول ہوئے اور عمر بن عوف اور عاصم بن ابی عوف حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کے عزیزان قریب قتل ہوئے ان مقتولین میں صرف ابو جہل خال فاروق جنگ احد کا مقتول ہے اور باقی سب جنگ بدر کے مقتولین ہیں جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے پس حضرت فاروق کی یہ رائے جو اسیران بدر کی نسبت شہور ہے کہ اسیران میں سے ہر شخص اپنے عزیز کو جو قتل کرے تو اس کا سبب یہ ہی تھا کہ جیسے ہمارے عزیز جنگ بدر میں قتل ہوئے ہیں بنی ہاشم کے عزیز بھی رسول اللہ اور جناب علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوئے تاکہ دشمن بھی کم ہوں اور آپس میں بنی ہاشم بھی بنی ہاشم کے دشمن ہو جائیں۔

قصہ کو تاہ بعض خانہ برباد بنی قریظہ و بنی النضیر اور بعض اور غیر اللہ کے پیاروں کی فتاوت اور بعض شیریں نفس کفار کی عداوت قدیم کو چار چاند لگاؤ لیکن جب آنحضرتؐ نے بنی امیہ اور ان کے احوال و انصار کا قلع و قمع کرنا چاہا تو دصال ہی ہو گیا۔

فی الحقیقت وہ زمانہ اسلام کے لئے ایسا خوفناک تھا کہ اگر جناب امیر علیہ السلام
 پیغمبر خدا کی وصیت کے مطابق صبر نہ فرماتے تو اسلام کا خاتمہ ہو جاتا کیونکہ تمام مخالفان
 بنی ہاشم غنیمت جمع کر کے مالدار ہو چکے تھے پس جیسے بہت پرستان ہند پر اچھڑ
 کھا ہو تو ہم یعنی سر کا کھانا کھلا کر اور زبان جلا کر اور گائے گوبر اور پیشاب کھانی کر پھر
 ہندو ہو جاتے ہیں یہ حضرات بھی اپنے آبائی مذہب پر بیسومات عرب عود کر جاتے
 لیکن خلق کثیر کے لئے پراچہ کا ہوم محال تھا بایں وجہ اجماع ایجا دیکھا اور خلافت
 ملنے پر اظہار اسلام سے خلافت کا استحکام پایا گیا اور منافقت کا اخفا بایں وجہ
 ان حضرات نے بجا حصول خلافت وہ روش و اعمال اختیار کئے جو اسلام اور
 مسلمانوں کیلئے موزوں اور مناسب تھے چنانچہ صدر الائمہ اخطب خازم نے
 اپنی کتاب میں حضرت ابوطیفیل عامری ابن وائلہ کی روایت سے اس مقصد کا
 اشارہ کیا ہے یعنی ابوطیفیل فرماتے ہیں کہ مجلس شوری کے وقت میں حاضر تھا اوس
 وقت جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے صاحبو! لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کی
 فسمعت علیا یقول یا ایہ الناس ہا بکو حالانکہ خدا کی قسم میں اوس سے اولی
 وانا واللہ اولی بالامر منہ واحق فیسمتہ و افضل تھا خلافت کے لئے پس جب
 واطاعت محافۃ ان یجمع الناس ویکھا کہ وہ بن گیا تو پہنچے مجبوراً اس خوف
 کفاد یعنی بعضہم نقاب بعضہم سے سکوت کیا کہ بباد لوگ کا فر ہو جائیں
 اور ایک دوسرے کی گردن تلوار سے کاٹے اور اسی طرح عمر کے خلیفہ ہو جانے
 پر عود کفر سے ڈرا انتہی محضاً

المختصر اون پرانی اور نئی عداوتوں کے اجماع سے پہلے تو خلافت ہو ہوئی
 اور پھر خانہ سوزی سیدہ و اسقاط گل حضرت حسن و گرفتاری علیؑ و پائے قتل
 علیؑ و محرومی میراث و منہطی خیبر و فک و غیرہ سے اسلامی دنیا میں عداوتوں کا

ظہور شروع ہوا اور جناب امام حسین علیہ السلام کی ہیکسی و بے بسی کی شہادت سے سارے منہ زوی و مخفی راز بر ملا ہو گئے اگرچہ بنی ہاشم کے ہاشمی جوش اور خاندانی جڑتیں برسوں مقابلہ و مقاتلہ کرتی رہیں لیکن خلافت اولیٰ کے زبردست پارٹی نے ایسا مڑا لیا کہ دنیا میں بنی فاطمہ اور بنی ہاشم ملکہ و نکتے متبعین آسودگی سے بسر نہ کر سکے حتیٰ کہ آج ~~۱۳۳۳~~ ہجری جو آج تک پیروان علیؑ اور عداؤن اور ہربادیوں سے قطع نظر خون جبین کا بدلہ لے سکے بلکہ اس کشن اور آزا و سلطنت میں شہید مظلوم کی من مانی عزاداری کو ترستے ہیں۔

اس کا پالپٹ کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ دشمن جس فریب اور بیداد مغتری سے کامیاب ہوا تھا اسے اور اس کے ہائستینوں نے اسی فریب و چالاکی کو اپنی اپنی بدھتا حکومت میں بلہ اس اسلامی جمہور کا عقیدہ بنا دیا اور مقلدین اولیٰ اور انکی نسلیں تا فنی سے اسی جمل پرستقیم گئیں اور اب اسی علیؑ ایسی ہفتوں پرچہ کہ اگر پیغمبر خدا بھی تشریف لاکر میں تشریف سے باز رکھنا چاہیں تو ممکن نہیں۔

استیصال عداوت و تفریق اعداء و اعداؤں قبائل حجاز وغیرہ کیلئے پیغمبر خدا نے بہت سی تدابیر مناسب فرمائیں اور بہت چاہا کہ بنی تمیم و عدی و بنی امیہ و ثقیف و بنی عطفان و سلیم و زہرہ و اسد وغیرہم کے طالب قصاص کسی کہ کسی طرح راضی ہو جائیں۔ اور اسی طرح غیر اللہ کے پجاری اپنے معاہدوں کی توہین اور اپنے او قانون کی سہنٹی اور لوٹ کے نقصانات بھول جائیں اور جلا وطن قبائل عداوت سے دست کش ہوں لیکن یہ بات یہ نہ ہوئی بلکہ پیغمبر خدا کی مدت حکومت و وسعت سلطنت کے ساتھ ساتھ دشمنان خدا کا حسد بڑھتا گیا جو ان کی جہلت میں و ولایت تھا اور ان سلمان شہیدوں کے پس ماندگان بھی اپنے عزیز مقتولوں کے غم و ہم میں موقع کے منتظر رہے کہ جبکہ باب بھائی کی بیٹا شوہر اعانت اسلام میں شہید ہو چکے تھے۔

فہرست

اگرچہ پیغمبر خدا نے ان جملہ اقوام کے دشمنوں کو زیادہ عنیمت دینی اختیار کی اور طرح طرح کے ایثار کے یعنی اونکو مالی اور فوجی عہدے دے اور نظر تالیف و اخلاق الکو عمدہ خطابات عنایت فرمائے اور بعض کے فضائل مشہر کے مگر بات نہ بنی پھر پیغمبر خدا نے قیام وقت عزت کیلئے حدیث سفینہ و حدیث ثقلین و حدیث تشبیہ و حدیث ولایت و حدیث نور وغیرہ مختلف زبان و مکان میں ارشاد فرمایا اور ان احادیث کی تائید میں بکثرت آیات مثل لا اسئلكم علیہ احرا الا المودة فی القربی و انما دلیتکم اللہ و رسولہ الخ و یرید اللہ لیذہب عنکم الجبر الخ و دہلنا و دہلناکم و نساء ذالک الخ و وقفوہم انہم مستولون و ادلائک ہم خیر البریہ الخ و یا ایہا الرسول بلغ الخ حتی کہ اہمیت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا تک بھی نازل ہوئی لیکن بیدار مغز دشمنوں نے ان سب آیات و احادیث کو جعلی و مصنوعی سمجھا اور موقع کے منظر پر ہر اور جمعہ و جماعت کی حاضری اور بار رسول اللہ کی ندا سے بلند سے اپنے اپنے کینوں کو چھیٹا رہے۔

پس قرآن عقلی و نقلی اور فرست ایمانی سے معلوم ہوتا ہے کہ تقضیر و توہین من اقصین میں جو آیات مثل ومن الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الآخر و ساءلوا منہم اور اذا جاءك المنافقون قالوا نشہد انک لمرسل اللہ الخ وغیرہ جو نازل ہوئے تو یہ اون ہی ہیں جن کی تم وعدی دینی ایسہ کے حق میں ہیں جو موزان نبی ہاشم تھے۔

جب تمام تدبیر اور انعامات کثیر و عطیات جاگیر و عہد ہائے حلیل کے احسانات کا اثر پیغمبر خدا نے اون منافقوں میں نہ پایا بلکہ ہر ایک فرد نبی ہاشم کو کچھ کر اپنی بات قطع کرنے لگا جیسا کہ کتب صحاح میں موجود ہے و پیغمبر خدا کی انکسین کیلئے آیات سورہ قصص و جعلناہم اجماع یدعون الی النار و یوم القیمۃ لا ینصرون و اتبعناہم فی ہذہ الدنیا العنۃ و یوم القیمۃ ہم من المقبوحین وغیرہ نازل

آیات لعن ہر المفسر

ہوئیں سو ورنہ آپؐ کیسے علیہ السلام ہدیہ و لکن اللہ یعدی من یشاء کا کلمہ
آگیا جس کے سبب سے آنحضرتؐ منافقین کی تہذیب و ہدایت سے یابوس ہو گئے۔

چارم انتقال سے دو سال قبل قریش کے مقررے پیغمبر خدا کو اپنی علت کے اجازت
لئے آپؐ کو یابوس میں آنحضرتؐ نے وہ یابوس کے کلمات فرمائے جو عنوان مقدمہ
ہذا میں لکھے گئے اور اسی ہم و غم میں بعض کلمات ایسے بھی فرمائے جن سے دشمنان
عسرت کا دینی وقار برہا و ملک و ملک اہل نملہ جو ثابت ہو جائے اور جو عسرت سے ظاہر
و باطن بدی کرے تو نفع خدا بھی جان لے گا و شمس منافق ہے یا حیض بچہ یا ولد
الزنا چنانچہ وہ احادیث ذیل میں درج کرنا کہ جانی نہیں لیکن یہ جہاں ہے کہ حلال
میں حضرات شیعہ کی طرف سے تصبیح و تہلیل الی جو احادیث پیش ہوئی ہیں وہ عام
قبائل عرب کے اندر گردش کینے معلوم ہوتی ہیں اور احادیث ذیل انسداد
بناوٹ اور قیام وقت عسرت سینے اور ان احادیث میں بعض آنحضرتؐ سے اور
بعض اصحاب و ائمہ علیہم السلام سے نقل ہیں وہ ہذا۔

صواعق محرقہ ابن حجر کی صفحہ ۱۰۸ میں ہے۔

واخرج ابو الشیخ والبیہقی علیہ السلام نے فرمایا جس سے میری عسرت
السلام من العبر وحق عذقی و مرد و گور دن کا حق نہ پہچانا و زمین میں
الافد و نحو احد من الشیخہ ما فی فی سے ایک ہو گیا وہ منافق ہو گیا یا ولد الزنا
وما الزانیۃ و ما حملتہ بہ فی غیظہ یا زہر جس بچہ ہو گا گنتی قصہ۔

مودۃ القربی سید علی ہمدانی کی ورنہ بہ میں حضرت امام ہفیر صادق علیہ
قال من احبنا من الیوم یحیی اللہ یتنقل برایت فرمایا جو ہم بیعت کو
ولی التعمق و ما ولی التعمق و دوست رہے تو ہم کو خدا بہترین نعمت
علیہم السلام و لا یحبنا الا من طاب کا بندہ و اگر کوئی نے عرض کیا یا حضرت

حکایت۔ | اولین انعم کیا ہے حضرت نے فرمایا یا نسب کا
 پائیزہ ہونا اور ہم سے محبت نہیں رکھتا مگر ولد اکلال انتہی محصل اسی کتاب کی سورت
 ششمین آنحضرت کے غلام ابو ارفع سے مروی ہے اس نے کہا آنحضرت نے
 قال من لا یؤد حق علی فهو احد من
 الثلاثة اما الزانیة او حلتہ امر من
 غیر طہرہ او منافق۔ ایک ضرور ہوگا یا دود ولد الزنا ہوگا یا حیض
 بیکہ یا منافق ہوگا انتہی۔
 نہایہ میں ابن اثیر نے جناب امام جعفر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔
 قال الامام جعفر الصادق علیہ السلام
 المسلام لا یجب مناہل الزنا وخذ
 دحم منکومہ۔ حصن حسین سے صاحب اسنی
 المطالب نے بروایت عبادہ بن صامت لکھا ہے: عبادہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ
 وعن عبادہ بن صامت قال کنا
 نقعد اولادنا یحب علی بن ابیطالب
 علمنا انہ لیس منا ولد لغيرہ وشدۃ
 ہو کبیر الزنا وامنکات المشین الجمۃ
 ولد الزنا وہو مشہور من قدیم
 والی الیوم وانہ ما یبغض علیا الا
 ولد الزنا ووحینا ذلک ایضاً عن
 ابی سعید الخدری وحی اللہ عنہ۔
 تتبع کتب سے ظاہر ہے کہ عرب میں کثرت حرام و زنا سے شناخت ولد اکلال
 و حرام کی ضرورت تھی اسی واسطے خدا تعالیٰ نے مکہ معظمہ میں دو بیابان ایسے مقرر

کہ فوتے تھے کہ جس سے اپنی زوجہ کی اوراد کو بچان لیتے چنانچہ ہدایت السعد
 قاضی شہاب الدین عمر ملک العلماء دولت آبادی کے صفحہ ۷۷ میں وہ قصہ موجود ہے
 جسکی نسبت لکھا ہوا ہے کہ وہ اندک پیش ازین درون دیوار کعبہ دو بار بودند کہ ایشان
 معیار تولد میگفتند و آنچنان بود کہ ہر فرزندیکہ در کہ مبارک تولد می شد بعد سوم
 روز ولد را درون کعبہ می آوردند و می نهادند آن مار کہ محک نام داشت از دیوار
 بیرون می آمد اگر فرزند حلال زادہ می بود بوسے نیکر دو بازگشت پدر و مادر آن ولد
 میزدانی میکردند اگر فرزند حرام زادہ می بود آن مار قف میزد و آن ولد سے بیخوش
 می شد حکم میکردند کہ ولد حرام زادہ است چون شاہ علی کرم اللہ وجہہ تولد شد درون
 کعبہ آوردہ اند کہ ہر دو بار فرود آمدند خواستند تا بوسے کنند شاہ ہر دو بار گرفت
 و درید و پارہ پارہ کرد و بیل کہ در جزدش شدند کہ محک را گشت و در گریہ میزدند
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود نگین مشوید خداوند عزوجل محکم عالم علی را
 گردانید و یک محلی دو محکم بنام شد ہر کہ علی و فرزندان او را دوست دارد حلال
 زادہ است و ہر کہ دشمن دارد و تواند بود کہ حرام زادہ باشد انتہی بلفظہ پس حضرت
 عبادہ نے بعض علی کو مولید ولد الزنا کے لئے معیار قدیم جو فرمایا ہے تو وہ اس ہی
 واقعہ کی بنیاد پر فرمایا ہوگا اور منافقین کی پہچان صحابہ بعض علی سے کیا کرتے
 تھے تو اس مضمون کی احادیث بطریق مختلف نسائی و ترمذی و ابن الفارسی و احمد
 حنبل و ابن شاذان و خوارزمی و ابن خالویہ وغیرہ علماء اہلسنت نے بکثرت
 روایت کی ہیں بلکہ دیلمی نے مستورات کے منافق ہونے کی شناخت کی بھی یہی
 حدیث روایت کی ہے کہ جو عورت جناب علی سے بغض رکھتی ہوگی وہ سلقین ہوگی
 یعنی وہ دہر کی طرف سے عائضہ ہوتی ہوگی المعرض اور بھی ایسی احادیث ہیں
 کہ جن سے مخالفانِ عترت و دشمنان علی اکبر و ولد الزنا منافق ہونا پایا جاتا ہے اور

مشاہدات کثیرہ سے بھی اسکی تصدیق ہو چکی ہے پس ان بنیادوں پر ہم امام ابوحنیفہ کی طرح احادیث رسول کی تکذیب نہیں کر سکتے لیکن اسلام کی اشاعت بموجب تواریح اہلسنت اقطاع کثیرین اوں ہی لوگوں کے ہاتھوں ہوئی ہے اور بظاہر اؤںکو اسلام کا اقرار بھی تھا اور اؤںکے بعض اعمال اسلامی کتب کثیرہ سے ثابت بھی ہیں پس باین وجہ حیف ہے کہ عثمان اسلام ہی سے روگردانی کیجائے جس سے اؤں مکرم و معظم عموماً ان اسلام کی تسلیں تک دلیل و حقیقہ یوں اور تمام مذاہب و ممل و دین کے سامنے اسلام بھی دلیل ہو پس ہمارا دل اس ذلت کو گوارا نہیں کرتا لہذا ان افتاد کی تطبیق کیلئے ہم حضرات شیعہ کے خیال نا پاک یہ موضوع کتاب ہذا کے بموجب اس حصہ میں یہ اصلاح کرنی چاہتے ہیں کہ وہ مکرر جان اہلسنت و جماعت کثیرہ ہم اللہ افتخار کم کو دل الزمانہ سمجھیں اور تندرہ اس لغو و اہل جہال سے توبہ کریں۔

ہم نے اس دوسرے حصہ کا نام تنزیہ الاہساب فی شیوخ الاصباب رکھا ہے اور اسکے سات الاباب میں صحابہ کبار کی تنزیہ نسب کی بحث ہو اور آٹھویں باب میں خفت گناہ و اطاعتنا کی نسبت عقلی و نقلی اباحت اور کرامات اقطاب کے امثال ہیں۔ خدا کرے کہ اس حصہ سے بھی حضرات اہلسنت کو مسرت اور حضرات شیعہ کو نہایت ہو۔ آمین رب العالمین۔

باب اول بحث نسب فاری و رضی اللہ

حضرات شیعہ طاعن ذیل سے جو کچھ اپنے دل میں بری باتیں ٹھہرتی ہیں۔ اپنی کتب کلامیہ میں لکھتے ہیں اؤںکا ذکر دہرانا ہم پسند نہیں کرتے اور نہ لحاظ ادب و ملت اؤں کا بدل کر سکتے ہیں اور نہ دنیا میں کافی کا حقیقی جواب گالی ہو بلکہ..... ہے لیکن ہم اؤں مطاعن کا صحیح حاصل لیکر اور اہل علم شیعہ کافی الضمیر جاکر منقول کا

کہا کہ پھر تو عمر وعاص ابن خطاب نے بہتر ہوئے نقیب سے کہا کہ شاید عمر بن خطاب کو یہ قول بہت آئینہ چکا ہوگا اس پر حتمال ہے کہ اس قول سے ابن خطاب کے سینہ میں کینہ ہوا ہوا انتہی محسوس۔

حجاج جو کہ ہشام صاحب میرہ کے باپ کے شاگرد اور جن سے ترمذی و بخاری وغیرہ نے کثرت روایات قبول کی ہیں اور یہ صاحب اسباب عرب مشہور تھے تو انھوں نے اپنی کتاب مثالب میں لکھا ہے۔

ہشام عن ابیہ قال کانت صفا کہ ہشام نے اپنے باپ محمد بن السائب کلیبی سے روایت کی ہے کہ صفا کہ حبشہ باندی ہاشم علیہ نفلہ بن ہاشم غم وقع علیہ بن عبد مناف کی تھی اوپر نفلہ بن ہاشم عبد العزی بن رباح بن عت بن نفیل قاد ہوا پھر وہاں عبد العزی بن رباح کا ور ہوا پس اس سے نفیل جد عمر بن الخطاب

پیدا ہوا انتہی محسوساً معارف ابن قتیبہ و یزوری مطبوعہ مصر جو اسباب صحابہ کی معتبر کتاب ہو اس کے صفحہ ۵۵ میں ہے۔

کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش وامہ امرأۃ من فہر و کانت تحت نفیل فتزوجھا عمرو بن نفیل بعد ابیہ فولد لہ ذید وامہ امی اما الخطاب و ذید ہی واحدہ۔ کہ خطاب عام قریش سے تھا اور اس کی قریش وامہ امرأۃ من فہر و کانت تحت نفیل فتزوجھا عمرو بن نفیل پس عمرو بن نفیل نے اپنے باپ کے مرثیہ بعد اپنی ماں صفا کہ سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے زید پیدا ہوا اور ذید خطاب

کی ماں ایک تھی انتہی محسوساً فتح البادی کتاب الفتن مطبوعہ مصر کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش ابن خطاب بن نفیل عام قریش سے تھا وامہ امرأۃ من فہر و کانت تحت اور قبیلہ فہم سے تھی جو نفیل کی جو رو تھی

نفیل فتوحہا عمرو بن حقیل۔ پس ابن نفیل نے اپنے باپ کے بعد
جد امیہ فولد ذیل حد العشرة اوپر تصوف کیا اور اسے زید کو جانا اور
الذین بشرہ رسول اللہ بالجنة یہ زید عشرہ بشرہ سے ہیں جنکی بشارت
فولد الخطاب زید بن الخطاب و جنت رسول خدا نے دی ہے اسکے بعد
وعمر بن الخطاب۔ خطاب نے اسی مان سے زید اور عمر

فاروق کو جنوایا انتہی محصلاً

فوطی نسب نامہ فاروق یہ ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد لغری بن ریح بن
قرط بن مذاح بن عدی بن کعب (از تاریخ الخلفاء سیوطی)

انجواب

افسوس کہ جناب موصوف کے حامد و فضائل کا موقع نہیں ہو سکا۔ کتاب مانع
ہے ورنہ یہاں فضائل ہی سے ان مطاعن کا جواب ادا ہو جاتا۔ مجبوراً قاعدہ جواب
دیجاتا ہے۔

ابن ابی الحدید مشرقی شایع صحیح البلاغہ اگرچہ طبعیت سے سب سے لیکن عام لوگ
ایسکو رافضی جانتے ہیں اور اسی خیال سے اس سے سند نہیں دیتے اسی طرح
حجاج صاحب مثالب الکملی قول احمد بن محمد بن کعب الناس جانتے ہیں دبیران الاعتدال
ذہبی صفحہ ۵۸۱ اسی طرح ابن قتیبہ کو خارجی جانتے ہیں اس وہ بھی قابل سند نہیں
ہاں حنہ کہ حبشیہ کہ بانڈی ہونا ہر ایک سنا ہے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی
نے جو حضرت فاروق کی مان کا نام حنہ کہ ظاہر کیا ہے اس پر سخت تیرت ہے اور کسی سنا
کا ایسا قول دیکھنے میں نہیں آیا۔ فی الحقیقہ حنہ کہ حضرت فاروق کی داوی نہیں چاہی
نہایتہ ابن اثیر میں ہے حضرت ام عمرو بن الخطاب وہی بدت ہشام حضرت
بج جہل پس معلوم ہوا کہ حضرت فاروق بطین حنہ سے تھے اور تاریخ کامل میں یہ

کہ حضرت خالد بن ولید بھی آپ کو اعیس بن صنتہ کہتے تھے اب رہا یہ طعن کہ صنہاکہ
حضرت فاروق کے پردا و اجداد الغری کے نصرف بن آئین اور پھر کپکے دادا کے
اور آپ کے چچا کے اور پھر باپ کے نصرف بن آئین تو یہ فعل زمانہ جاہلیت میں بعض
قبائل حجاز کے نزدیک حلال تھا جیسا کہ فصل دوم سے واضح ہوگا اور صنہاکہ کے
جیشہ باندی ہونے کا طعن اگر اس نظر سے ہے کہ اس زمانہ میں باندیان عموماً فاحشہ
ہوتی تھیں جس سے نسب کی صحت میں شبہ باقی رہیگا تو حب بقول موسیٰ انشراح اللہ
اوطیر اخبار وطن لہ موثر فارغ عرب باندیوں کو اپنے دروازہ پر بٹھا کر نود و خرچی بھگاتے
تھے تو اس ناعابائز نگہ . جس طریقہ کا انتظام غریب صنہاکہ کیا کرتے تھے یہ نہیں لیکن کسی
نسب نے جب صنہاکہ کا ایسا فحش نہیں لکھا تو آپ حضرات کو اس طعن کا کیا حق
ہے اور جو جیشہ باندی کا طعن اس نظر سے ہے کہ حضرت فاروق باندی بچے
تھے تو یہ طعن ہی غلط ہے کیونکہ ان کی والدہ ماجدہ صنتہ کسی کی باندی نہ
تھیں اگر کسی شرافت کا الزام ہے بھی تو حضرت فاروق کے باپ کی نسبت ہو سکتا
ہے جناب محمد کے کی نسبت نہیں ہو سکتا۔

اگر باندی بچے ہو نیکے سبب کی شرافت تصور کی جائیگی تو بڑے بڑے شرفاء و حجاز
باندی بچے ثابت ہوئے کیونکہ حضرت ابوبکر فاندان تیم سے تھے اور صیاح بن
تیم کے معنی غلام کے ہیں پس ابوبکر فاندان غلاموں کا ہوا۔ اور اسی طرح حضرت
طلحہ بنی تیم سے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود خود غلام اور غلام زاوے تھے
سیرت رسول میراجرت دہلوی کے حصہ اول میں لکھا ہے کہ مسعود غلام کا نکاح
مرومان حضرت عائشہ کی والدہ سے ہوا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ام رومان بھی
کسی کی باندی ہوئی جو غلام سے عقد کیا۔ عبداللہ ام رومان کے غلام تھے اور
حضرت ابوبکر کے ہاں ام رومان کے سبب سے پرورش پائی اسی وجہ سے غالباً

یہ ابن ام عبد شہور ہوئے اسی طرح حضرت مسیب و بلالی حضرت عباس بن عبد المطلب کے زید غلام تھے (استیعاب)

الغرض یہ بات ایسی نہیں کہ طعن کے قابل نہوں ہاں بلحاظ عرف عام قابل طعن یہ بات ہے کہ خاندان فاروق میں ماؤن سے نکاح کیا کرتے تھے جو فعل زمانہ جاہلیت میں بھی بعض خاندانوں میں معیوب تھا لیکن حقیقتہً اس فعل پر بھی خاندان فاروق کو بھی قابل طعن سمجھنا لغو ہے جس کا ثبوت فصل آئندہ سے ہوگا۔

فصل دوم رواج نکاح امہا بنیہ جا

ماؤن سے نکاح کا رواج اگر صرف خاندان فاروق ہی میں ہوتا تو اہل بیت سے بات قابل طعن تھی لیکن جب بکثرت قبائل عرب میں یہ فعل جائز اور معیوب نہ تھا بلکہ رسماً درو اجا کیا جاتا تھا تو اس صورت میں طعن کرنا زیادتی ہے چنانچہ آغا قی مولفہ امام علی بن الحسین بن القریشی اصفہانی کے جز ثالث مطبوعہ بیروت ترجمہ زید بن عمرو بن نفیل میں لکھا ہے۔

فحرمات عنہا فخر و جہا ابنہ عمرو
 خلدت زید و کان ہذا نکاحاً
 بنکحوا اہل النجاہلیۃ۔
 کہ جب نفیل مگر گیا تو اس کے بیٹے نے اپنی ماں سے نکاح کیا اور اس سے زید پیدا ہوا اور یہ نکاح تھا جو زمانہ جاہلیت میں

کیا جاتا تھا انتہی پس فقرہ آخر سے نوح مقت کا رواج پایا گیا تفسیر کبیر خزاز زوی جز ثالث مطبوعہ بیروت کے صفحہ ۳۴ تحت آیہ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم اولی میں ہے۔ ابن عباس اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ

قال ابن عباس جمہور المفسرین کان
 اہل النجاہلیۃ یتزوجون بازواج اباؤہم
 اپنی ماؤن سے نکاح کیا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آیہ مذکور سے ایسے نکاح

فہنا ھذا اللہ ھذہ الایۃ۔ اہی مانت فرانی اتھی محمداً
 تفسیر حقانی جلد سوم سورہ سارحت آیہ مذکورہ میں مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب
 دہلوی سلمہ نے لکھا ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ بڑا بیٹا باپ کی ازواج سے نکاح
 کر لیا کرتا تھا معالم التبریل محی السنۃ شیخ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی مطبوعہ
 مہدی کے صفحہ ۲۱۷ میں ہے کہ حضرت ابو بکر کے بہنوئی اشعث بن کندی مہدی نے اپنی
 ماں سے نکاح کیا تھا آغانی جلد آٹھ ترجمہ مسافرن ابی عمرو کی صفحہ ۱۴۱ میں ہے کہ
 ابی عمرو مکی نے بھی اپنی ماں سے نکاح کیا تھا اور یہ مسافر نامی وہ شخص ہیں کہ
 جنکی نسبت بعض اشباب عرب نے لکھا کہ جناب مہدیہ انھیں کے صلب سے تھے
 جنکا حال اسی حصہ کے باب پنجم میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ پس اب ہم مقام خاص
 کے بعض قبائل حجاز کا قانون نکاح مقت پیش کرتے ہیں تاکہ حضرت فاروق اس
 الزام سے بری ہو جائیں۔

قانون نکاح اہل سنت

معالم التبریل بغوی مطبوعہ مہدی کے صفحہ ۲۱۷ تحت آیہ لا یحل لکم ان تنکحوا
 النکاح کوھا لکھو اسے کہ یہ آیہ اہل بدعت کے حق میں نازل ہوا ہے جو لوگ زمانہ
 نزولت فی اہل المدینہ تک انہو فی الجواہلیۃ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں اپنے باپ
 و فی الاسلام اخامات النکاح و لہ کی ازواج سے نکاح کر لیا کرتے تھے (اوشکا
 امرؤۃ جاء ابنہ من غیرہا و قویۃ طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی مہیا اور اس
 من عصبۃ خالق ثوبہ علی تلک میت کا کوئی فرزند و سری ازواج سے
 المرؤۃ او علی خباثتھا ضابطہ ہو گیا کوئی عصبہ یعنی میت کا بھائی یا بھتیجا
 بہا من نفسہا و من غیرہا خان پوتا واسہ ہوتا تو وہ اپنا کبریت کی بیوہ

شاء تزوجها بغیر صداق الا بصداق
 الاول الذی احدھا المیت وان شاء
 زوجھا عنی وحده صیدا وان
 شاء عضلھا وصنعھا من الاخذ واج
 بضلھا لتقتدی منه بما ورثته من
 المیت او تموت هی فورا فکان ذ
 المراة الی اهلها قتل ان یلقی علیها
 ولی زوجها ثوبه فی الحق بنفسها
 حکاما علی هذا حتی توفی ابو قیس بن
 الاسلت الانصاری ومترک امره کبیش
 بنت معن من الانصاریة فقال بن
 من عنیها بقال له حصن وقال
 مقاتل بن جبران اسم قیس بن
 ابی قیس فطرح ثوبه علیها فودت نکاحا
 فوترکھا فلم یترجعا ولم یفوق علیها
 یضارھا لتقتدی منه فانت کبیش
 عند رسول الله صلعم فقال یتاربع
 ان ابی قیس توفی وودت نکاحا ہی اب
 فلا ینفق علی ولا یخل ب ولا یخل
 سبیلی فقال رسول الله صلعم قد
 فی بیتک حتی یاتی فیک امر الله فانت

ڈیل دیتا تھا پس اس عمل سے وہ لڑکا
 یا عصبہ بہ نسبت غیر من کے اوس بیوہ سے
 تزوج کر لیا یا وہ مستحق سمجھا جاتا اور اگر قرینہ
 مستحق یا عصبہ چاہتا تو اوس پر سے ہر کو
 کسی غیر شخص سے وصول کر کے اوس بیوہ
 مادر کو عقد کر دیتا تھا یا چاہتا تو اس بیوہ
 مادر کو نکاح ثانی سے باز رکھتا تاکہ بیوہ
 بے شوہری کے عذاب سے چھوٹنے کے
 لئے میت کا ترکہ ورثہ چھوڑ کر اپنا بیچھا چھوڑ
 ے یا وہ بیوہ مادر اوسنی ایام میں مرجاتی
 تو ستونی کا فرزند اس کے مال کا وارث
 ہوتا تھا لیکن وہ بیوہ سویلے بیٹے یا کسی
 عصبہ کے کپڑا ڈالنے کے قبل اپنے ماں
 باپ کے ہاں چل جاتی تو پھر وہ بیوہ اپنے
 حقد تانی کی خود مختار سمجھی جاتی تھی یہی
 دستور تھا کہ ابو قیس بن اسلت الانصاری
 کا انتقال ہوا اور اوتھوں نے ایک بیوہ
 مسماہ کبیشہ بنت من انصاریہ چھوڑ دی
 کہتے ہیں کہ ابو قیس کا بیٹا جو دوسری بیوہ
 سے تھا اور اسکی شادی بھی ہو چکی تھی
 جس کا نام حصن تھا اور مقاتل بن جبران

اللہ تعالیٰ الذین امنوا لا یجملکم
ان توفوا النکاح کرھا۔

اوس ترجمہ اور سے مقابرت ترک کر دی اور نان و نفقہ بھی بند کر دیا تو کہیشہ نے آن
حضرت سے شکایت کی کہ ابو قیس مرگیا اور اوس کا بیٹا وارث نکاح ہوا لیکن اب
وہ نہ کھائے کو دیتا ہے اور نہ مجھ سے مقابرت کرتا ہے اور نہ چھوڑتا ہے اس پر آنحضرت
فرمایا تو اپنے گھر بیٹھ اوس وقت تک کہ تیرے پاس حکم خدا بھیجے پس اللہ تعالیٰ نے
یہ حکم نازل فرمایا اے ایمان والو یہ بات تمھارے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کو
میراث میں لے لو انتہی محصلہ چونکہ بعض قبائل بکیر کے نکاح مقت کے اسناد اوپر لکھ دے
اور یہ قانون نکاح مقت اہل مدینہ کا پیش کیا گیا ہے جس سے واضح ہو گیا کہ حجاز کے
قبائل میں نکاح مقت کا رواج تھا صرف خاندان فاروق ہی میں نہ تھا۔

سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ مذکور کے نزول کے بعد جبر یہ نکاح مقت
ہونے پر موقوف ہو گئے ہونگے بیوہ کی خوشی پر میت کا بیٹا یا عصبہ نکاح مقت کر سکتا ہو
اور جو کوئی بیوہ مادر محشل کا ارادہ کرتی ہوگی تو اوس سے جبراً نکاح مقت کیا جاتا ہوگا
کیونکہ ذاب صدیق حسن خان مرحوم کے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار النسخ و
المنسوخ کے صفحہ ۷۷ میں ہے یا ایہا الذین امنوا لا یجمل لکم ان توفوا النساء
الغفۃ الذین منسوخ است بایہ الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ (سورہ نسا)

عراح لغت مقت میں لکھا ہے کہ مقت یعنی دشمن گرفتار اور اسکو مقت
مقت یعنی دشمن گرفتار بقتال مقتہ اور مقتیت و مقتوت بھی کہتے ہیں اور زمانہ
فیہ مقتیت و مقتوت و نکاح مقت جاہلیت میں نکاح مقت یہ تھا کہ لوگ اپنی
کامات فی الجاہلیۃ ان یتزوج الکمل باپ کی جو روکن سے نکاح کر لیا کرتے
تھے انتہی محصلہ۔

ان تمام اسناد سے نکاح مفت کا رواج بہت سے قبائل عرب میں پایا گیا اور
خاندان فاروق سے اس نکاح کی خصوصیت باقی نہیں رہی اور یہ کلیہ ماننا پڑ گیا
کہ جن لوگوں میں کسی فعل کا رواج ہو تو وہ فعل اسی گروہ کے کسی فرد کیلئے معیوب
ہے نہ قانونی جرم نہ قومی گناہ چونکہ عنہما کہ جدہ فاروق کا تعلق اپنے فرزند عمرو بن
لقیل سے پابندی رسم خاندانی تھا اسلئے وہ تعلق ہرگز ناجائز نہ تھا دوم وہ شریعی
گناہ بھی نہ تھا کیونکہ اس زمانہ میں شریعت محمدی نہ تھی اور نہ وہ لوگ کسی پیغمبر کی شریعت
کے پابند تھے ہاں نزول آیہ کے بعد بشرط قبول اسلام اگر عنہما کہ اور عمرو بن لقیل
یہ حرکت ہوتی تو دونوں قابل رحم اور لائق تشیع و تنبیح ہوتے لیکن حضرت فاروق
اوس صورت میں بھی تقبیح نہیں سے بری سمجھے جاتے کیونکہ بمصداق یہ لائق تہنیت و تهنیت
و ذمہ اخوی ایک گناہ دوسرے کے ذمہ نہیں ہو سکتا۔

نکاح مفت کے رائج ہونے کی نسبت عذر دیا بھی یہ ہے کہ اکثر و بیشتر ایسے ممالک
افلاس و ناداری کے سبب کسی قوم میں رواج پاتے ہیں اور اہل حجاز و شام بہ نسبت
اور ممالک کے بہت زیادہ مفلس و نادار تھے بقول مولوی سید الطاف حسین حالی
دہوی عرب کی یہ حالت تھی ہے

گھروں میں نہ غلہ نہ جنگل میں گھسیٹی عرب اور کل کائنات اسکی تھی (جو ترجمہ)
از انجملہ حضرت فاروق کا خاندان مفلسی میں ضرب الشل تھا چنانچہ ضعیف اس وقت عدد
میں لکھا ہے بقال ہوا قوم عدی اسی عذبا پس اس بنا پر بھی خاندان
فدوق نکاح اہمات کے ساتھ قابل تشیع نہیں دوم عرب میں بات پر جہاں
قتال صدیقین رہتا تھا بلکہ قبائل کے قبائل بجز عورتوں اور بچوں کے تمام قتل مہجایا
کیتے تھے اس وجہ سے بیواؤں کی کثرت رہتی تھی غالباً اس باعث سے بھی نکاح
مفت کا رواج ہو گیا ہو تو کوئی تعجب نہیں پس ان بیواؤں پر اور قبائل عرب بھی

پس ان کی مدنی خاندان کے واقعات سے ثابت ہو گیا کہ بعض شرفاء حجاز کے بان
نکاح مہمت معیوب بلکہ حرام تھا۔

تمام مذہب ادیان و مل میں جو نکاح امہات کی ممانعت ہے تو یہ اشارہ فطرت
ہے کیا معنی کہ جملہ مرد جو پیدا ہوئے ہیں وہ قدرتی محنتوں ہوتے ہیں جس پر ذرا سا پردہ ہوتا
ہے جسکو مسلمان جدا کر دیتے ہیں اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ خدا نے نہ چاہا کہ رحم مادر سے
اوس کا مس ہو اور بعض کے قدرتی ختنہ پر جو پردہ نہیں ہوتا تو انکی دو قسمیں ہیں ایک
وہ جو غیر معصوم ہوتے ہیں تو ان کا یہ نقص نقص خلقت ہے اور معصوم جو بغیر پردہ ختنہ
کے پیدا ہوتے ہیں تو فی الحقیقت وہ بی ادب انسان ہیں ایک نوع خالص ہے جسکی
نظیر وہ آپ ہی ہیں بایں وجہ وہ رحمہ دار سے نہیں بلکہ وہ پہلو سے مادر سے پیدا ہوتے
ہیں وجہ دوم حرمت امہات یہ ہے کہ ایسے اسماء و تعلقات انہماں کے واقع ہونکی
موقع سے تعلیم و تربیت مادر اسکی اولاد میں اثر پذیر نہیں ہو سکتی اور نہ آئندہ کی سختی
کے خوف پر تعلیم کے واسطے مان تیار کر سکتی ہے اور نہ کاظ و شرم جو جوہر انسانی و شرف
نفسانی ہے وہ پیدا ہو سکتا ہے جسکے نہونے سے انسان بغاوا لہی سے محروم اور کمال
انسانی سے ہر نہ بے رہتا ہے اسی وجہ سے یہ ہی طریقہ پیغمبر خدا نے اختیار فرمایا چنانچہ
معالمہ الشریعہ مطبوعہ ہبی نقیہ سورہ نسا کے صفحہ ۱۴۱ میں حضرت ہر ابن عازب کے
مروی ہے کہ ایک صحابی نے مدینہ میں اپنی ماں سے نکاح کیا تو آنحضرت نے اون صحابی
کے قتل کا حکم دیا تھا اسد الغابہ بن اثیر لہ اول سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے
جن صحابی کونامہ ماور کے قتل کے واسطے مقرر فرمایا تھا وہ یاس بن نباب مہربی تھے
لیکن جنہور سلف اہلسنت کا نکاح مہمت کی حرمت پر اتفاق نہیں جیسا کہ فضل آئندہ
سے ظاہر ہو گا اسلئے خاندان فاروق و قیرہ قبائل عرب جنکے بان نکاح مہمت کا رواج
تجاوہب قابل تشبیہ نہیں

حرمت امہات بقاضی فطرت

فصل سوم در حلیت بعضی مائیدی

لغت بن النحر کے معنی غنم اور مائیدی کہن اور کبھی عقد کو بھی کہتے ہیں اور کبھی جماع کو امام زہری اور امام مالک نے فرمایا کہ کلام عرب میں نخل جماع ہے اور ابو القاسم رجائی نے کہا کہ نخل کے معنی وطی و جماع و دونوں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں صاحبوں کے نزدیک نخل کے معنی اقرب جماع کے ہیں خواہ نسا سے ہو یا مرد سے پس یہ دونوں قول مذہب شیعہ کے بھی مطابق ہیں۔

ابو علی فارسی نے ایک باریک بات کہی ہے کہ جب کوئی عرب کتابہ کے نخل خلافت خلافت تو اس موقع پر نخل سے عقد معروف مراد ہوتا ہے اور جب کوئی عرب کتابہ کے نخل خلافت امر عقد تو اس موقع پر نخل سے مراد جماع ہوتا ہے اور قاضی ابواللیث شافعی اور متولی اور قاضی حسین کے یہ اقوال ہیں کہ نخل حقیقہ عقد ہے اور جماع مجازاً ہے اور قرآن شریف میں بھی ایسے ہی بیان پر ہے اور یہی رائے امام شافعی و مالک و ابو ثور وغیرہ کی ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک نخل کے حقیقی معنی جماع ہیں اور عقد مجازاً ہے اور تیسرا قول امام ابو حنیفہ کا یہ ہے کہ دونوں معنی حقیقہ بالاشتراك ہیں اتنی مخلصاً (از ترجمہ صحیح مسلم موسوم بہ المعلم کتاب النکاح صفحہ ۴۱) ترجمہ نواب وقار نواز جہانگیر شاہ اور مسی و حید الزمان خان مقیم حیدرآباد دکن

ان اسناد سے معلوم ہوا کہ علماء اہلسنت کا گروہ کثیر اس بات کا قائل اور معتقد ہے کہ نخل کے معنی عقد کے ہیں مگر جملہ شیعہ اور چند علماء اہلسنت ہیں کہ جن کے نزدیک نخل کے معنی جماع کے نہیں ہیں اس قلیل فرق کے نزدیک باپ کی موطوۃ و مسودہ و ممتوۃ و مستظورہ و منکوحہ ہر قسم کی مائیدی اور نخل کے معنی اہلسنت کے گروہ کثیر کے نزدیک نخل کے معنی عقد کے ہیں اس کے نزدیک باب داود و انانی منکوحات حرام اور باقی

نخل

سب قسم کی مائین حلال۔

نور الانوار فریح العزیز صلا اللہ علیہ وسلم ۳۸ ص ۱۰۱ میں امام شافعی سے
اجتہاد مذکور ہے یہ دلیل لکھی ہے بعد ازاں نے قرآن مجید میں بطور غرر فرمایا ہے کہ خدا
وہو الذی خلق من لاء فیہ اور بعد ازاں وہ ہے جسے آدمی کو مائین سے پیدا کیا اور
نسباً وصہراً۔

واللہم یا جو کہ حرمت مصاہرت اجنبیہ کی اہمات کو نسب سے ملحق کر دیتی ہے
اور خدا تعالیٰ نے مصاہرت کا احسان بتایا ہے (اور احسان ناکارہ شئی پر جتایا ہوا نہیں
جاتا اور ظاہر ہے کہ زنا معصیت ہے اور قوہ معصیت کی عطا احسان میں داخل نہیں
اس دلیل سے امام شافعی کے نزدیک وطی زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی
انہی محصلاً اما ہم شافعی کی اس دلیل سے واضح ہو گیا کہ اگر آپ نیز عقد کسی عورت
پر فادہ ہو جائے تو بیٹا خواہ وہی عورت کے لہن سے کیوں نہ ہو وہ بھی اوس مان سے
نکاح کر سکتا ہے۔

ہدایہ چھاپہ آمہنی مطبوعہ شیخ یحییٰ کے صفحہ ۳۸ میں ہے جو شخص ایسی عورت سے
من تزوج امرأہ لا یحل لہ نکاحھا وظلھا نکاح کر کے وطی کرے کہ جس سے نکاح
لا یحبہ اللہ عندہ حیثۃ۔ اگرنا حلال نہیں تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک
حذنین انہی محصلاً اس اجتہاد امام موصوف کی یہ دلیل لکھی ہے کہ ابو حنیفہ کے
ولاہی حیثۃ ان العقلہ صادق محمل لان محل التصرف وما یقبل مقصود
اور عورات بنات آدم قابلہ ولد متناہل بن اور نکاح کا یہی مقصد ہوتی
وہو المقصود۔

محصلاً خلاصہ مطلب یہ کہ نکاح کر لینے سے محلات ابدی بھی جلد نہ محل تصرف ہو جاتی ہو

اجتہاد امام شافعی

اجتہاد ابو حنیفہ

جسکے سبب منزععات اور جبکہ نبات آدم ہوینگے سبب سے اون میں تو والد و متا سل کی قابلیت ہے تو پس نکاح کا مقصد اون سے ہی حاصل ہو جاتا ہے۔

غایۃ الاوطار ترجمہ و مختار جلد دوم کتاب النکاح باب النکاح الکافرین مولوی خرم علی صاحب نے عبارت مندرجہ حاشیہ کا یہ ترجمہ فرمایا ہے۔ تیسرا قاعدہ یہ ہے والثلث ان کل نکاح حرم المحرمۃ اگرچہ نکاح بسبب حرمت محل کے حرام ہو جیسے المحل کما یرقیع حائز و قال مشائخ اب بھائی وغیرہ) تو جائز ہے اور مشائخ العواقل ابل فاسد و لا اول اصح و عاق (یعنی شیعہ) نے کہا ہے کہ ایسا نکاح جائز علیہ فجب النفقة و یحد قاذف۔ منین بلکہ فاسد ہوگا اور پہلا قول جو از نکاح محرم کا بالکل صحیح ہے پس اس مرد پر عورت کا نفقہ واجب ہوگا اور اگر کوئی اسکو زانی کہے گا تو اوپر حد قذف جاری ہوگی انتہی محضاً تفسیر کبیر جلد ثالث تحت آیہ حرمت علیکم امہاتکم میں ہے۔

قال الشافعی رحمہ اللہ اذ تزوج الرجل بامہ و دخل بها یلزمہ الحد قال ابو حنیفہ لا یلزمہ۔ شافعی نے کہا کہ جب کسی نے نکاح کر کے الرجل بامہ و دخل بها یلزمہ الحد جماع کیا تو اوپر حد لازم ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ اوپر حد لازم نہیں انتہی محضاً۔

تبیین الحقائق مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۰ میں ہے کہ اگر کوئی شخص محرم سے و اذا اتزوج محارمہ عالم بالاحرمۃ ثم قریباً یسقط الحد۔ عدا نکاح کر کے جماع کرے تو اوپر سے حد ساقط ہو جاتی ہے انتہی محضاً۔

کنز الدقائق زیلعی کے صفحہ ۵۰ میں ہے عثمان بنی نے کہا کہ اگر دو ہمین ہوں وقال عثمان التبییح و جمع المحارم تو محرم کا نکاح میں جمع کرنا جائز ہے غیر کاختین و هو منہب داود اور یہی مذہب داؤد ظاہری اور خراج الضاہر و المحارم۔ کاب انتہی۔

جائز نکاح محرم

عثمان بنی بڑے مشہور فقیہ اور امام ابو حنیفہ کے دوست اور معصم بن کیونکہ
قلام العیقان ابن حجر عسقلانی کے چھٹے باب میں امام صاحب کا ایک خط ان ہی
عثمان بنی کے نام کا ہے۔

کشف الایباب مولوی محمد سعید تارسی کے آخر صفحہ میں بحوالہ شرح مسلم نووی لکھا ہے
وقال مالک والشافعی والاوزاعی کہ امام مالک وشافعی والاوزاعی وغیرہم نے
لا اثر لوطی الزنا بل الزانیات یتزوج کما کہ وٹی زنا کا کچھ اثر نہیں بلکہ اگر چاہے
امر المزنی بھاوی نہ تابل زاد الشافعی نو مزنیہ کی مان با و سکینہ بیٹی سے نکاح
فجوز نکاح البنت المتوزنة مریعہ اگر سکتا ہو اور امام شافعی نے یہ بات اور
بالزنا۔ بڑھادی کہ زانی کو جائز ہے کہ وہ اپنے

نطفہ کی اوس بیٹی سے بھی نہ کر سکتا ہے جو اسے زنا سے جنوائی ہو انتہی محضاً۔
تفسیر کبیر جلد ثالث سورۃ نسا صفحہ ۸۸ تحت آیہ حرمت علیکم امہاتکم لکھا ہے (دوسرا
المسئلة الثانية قال الشافعی رحمہ اللہ مسئلہ شافعی نے کہا جو لڑکی زنا سے
البنت المحلوفة من ماء الزنا لا تحرم پیدا ہوئی ہو وہ اپنے باپ پر حرام نہیں ہے
انتہی محضاً نو اب مسدین حسن خان بھوپالی کے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار
الناسخ والمنسوخ مطبوعہ انعامی کے صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم
منسوخ است یہ آیہ الا ما قد سلف الغرض بکثرت کتب واقوال علماء اور
اجہادات مجتہدین سے ظاہر ہے کہ بعض حیلون سے مذہب اہلسنت میں محرمات سیدی
سے نکاح جائز ہے پس جبکہ نہما کہ ہادی حضرت فاروق کے پرداد یعنی عبدالعزیٰ یا داد
نفیل سے عقد شرعی ثابت نہیں اور بعض علماء و مجتہدین کے نزدیک محرمات سے
جائز ہے تو اس اصول کی بنیاد پر بالفرض اگر حضرت فاروق بھی نہما کہ کو زوجیت
میں قبول فرماتے تو جائز اور مطابق مذہب اہلسنت ہوتا لہذا حضرات شیعہ کا طعن

بھی خلاف اصول مذہب اہلسنت والجماعت ہے
 فقہائے حرمت مصاہرت ثابت ہونیکا عام اصول ہے یعنی ہندو شیخہ سی سب
 متفق ہیں کیا معنی کہ اگر زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی تو ولد الزنا بھی مثل ذوی
 المفروض و عصبائ میراث و ترکہ کا مستحق ہو کرتا اور ولد الزنا کی پرورش قانوناً یا روایاً
 اوسکے حقیقی باپ کے ذمہ ہو کر تی لیکن ان مذاہب مذکورہ میں ایسا ضابطہ نہیں لندا
 ثابت ہے کہ زنا سے مزنیہ اجنبی ہی رہتی ہے اور اسی اصول پر بعض خلفاء مروانیہ و عباسیہ
 نے بھی عمل کیا جن میں کاہر ایک اعلم اور ماہر دین نہیں تھا چنانچہ ثبوت دعویٰ میں بعض
 امثال پیش کی جاتی ہیں -

مثال جماع باہرات

تاریخ الخلفاء سیوطی بیان ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان صفحہ ۷۷ میں ہے
 فقالوا ما تنتقم عنک فی انفسنا | کہ متنتقم جبری من جب لوگون نے ولید کو قتل
 لکن تنتقم علیہ امتنا و ما حرم | کر نیکی و سطر گرفتار کیا تو اوس نے کہا کیا تو
 اللہ و شرب الخمر و نکاح جمل امہات | تم پر احسان نہیں کیا قاتلون نے کہا لگہ ہم اپنے
 الاولاد و استغفارک بامر اللہ - | نفسوں کا بدلہ نہیں لینے بلکہ اس بات کا بدلہ لینے
 ہیں کہ تو نے اون چیزوں کو مباح کیا جنکو خدا نے حرام کیا اور تو نے شراب پی اور باپ کی
 جو روؤں سے نکاح کیا اور اللہ کے حکموں کو ذلیل کیا انتہی مھلا

تنبیہ - ظیفہ موصوف پر یہ الزامات جملہ کی طرح سے ہیں صدمہ ہم لکے جوابات تفصیل
 دیتے تاہم اس کتاب کے دونوں حصوں سے جواب الزامات مذکور ہو چکے ہیں -

مثال دوم تاریخ مذکور فصل فی ہند میں اجازت الرشید صفحہ ۷۷ میں ہے سلفی نے
 طہوریات میں عبداللہ بن مبارک یزید رشید الامام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ ہماری

فلما اقصت الخرافۃ الی الرشید و تعبت
فی نفسہ جمادیۃ من جوارحہ الی
فوجہا علی نفسہا فقالت لا اصلح
لک ان ابالک قد طاف فی قنقرف
بہا فادسل الی ابی یوسف فسللہ عندک
فی ہذا شئ فقال یا امیر المومنین
اوکلما اذ عنت امۃ شیعا ینبغی ان
تصدق ولا تصدقہا فانہا الیسر
بما مونت۔

کے مرید کے بعد ہارون رشید کا دل اپنے باپ
کی ایک کنیز پر آپس اور سکوٹا بھیجی یوں باندی
نے کہا کہ تجھے مناسب نہیں کیونکہ تیرے
باپ نے مجھے مقاربت کی ہے پس اس انکاح
پر شوق موافقت بڑھا اور اپنے شیخ الاسلام
قاسمی ابو یوسف کو کہلا بھیجی کہ تیرے پاس
جواز و طی مادر کا کوئی مسئلہ ہے تو پیش کرو
امام صاحب موصوف نے فرمایا کہ بونڈی
نے جو دعویٰ کیا ہے تو کیا لازم ہے نہ تو اس کو

سچ ہلنے اور وہ کذب سے مامون بھی نہیں ہے انتہی محضاً اس روایت کے
آخری حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید نام صاحب موصوف کو خلیفہ کی جانب سے
اجتہاد و طی مادر کے قبول میں سوظنی ہوئی تو اجتہاد مذکور پر اضافہ کر کے ہارون کو
یہ اطمینان اور بھی دیدیا کہ تو اپنے باپ کی ہمتک حرمت کر اور اپنی خواہش
اہتک حرمتہ ایلک واقعی شہوتاکہ پوری کر اور اس کا وبال میری گردن
و صدیہ فی دقتی۔

میں ڈال انتہی محضاً

مثال سوم امام صاحب موصوف کے اجتہاد مزید سے ہارون کو یہ فہم
ہوا کہ وہ خود و طی مادر کا مفتی ہو گیا۔ سچ ہے العاقل تکلفہ الاستادۃ چونکہ ہارون
رشید و محدث تھا پھر شیخ الاسلام موصوف کو دوبارہ اس مسئلہ میں تکلیف
دینے کی نوبت نہ آئی چنانچہ جب ہارون کے بیٹے مامون کا دل ہارون کی کنیز پر
آیا تو اس نے ایک حرکت دیکھ کر بیٹے سے دریافت کیا کہ کیا تو اس کنیز پر فریفتہ ہے۔
مامون نے کہا جی ہاں پس ہارون رشید نے فرمایا اچھا او ظم اور اس قبہ میں ابھی اس

وقال انجہا قال نعم قال قوقاد
 بھاتا الفیہ خفا مفلما خرج
 قال له قل فی هذا شعرا تاریخ الخلفاء
 سیوطی بیان مامون مثلاً
 کینز کو لیجا پس مامون اوس کینز کو قبہ میں
 گیا اور جب باہر نکلا تو بارون نے کہا کہ
 مامون اوس لطف صحبت کی نسبت کچھ
 اشتہا بہت مامون نے فی البدیہہ اشعار
 کہے جبکہ اصل یہ ہے کہ بکری کی بولی کرینے اپنے دل سے رغبت کر کے کینز
 کو گود میں لیا پس اوس نے باز رکھا ہوتوں کو شہ سے اور نہایت غرہ سے
 اوس نے رد کیا اپنے حجاب کو دور کر کے پس میں اوستہ مقام مرغوب پر رہا حتی کہ
 میں اوس پر قادر ہو گیا انتہی محضاً

مثال جماع با ختمہ

نوحہ اثنا عشر جلد اول میں ہے کہ حسن بہانہ نے ملک شاہ سلجوقی کو خط لکھا
 اور بسبیل تذکرہ خلفائے امیہ و بنی عباس کے کچھ حالات لکھے اور اس کے منجملہ یہ
 بھی لکھا کہ امین ابن رشید نے اپنی چھوٹی چھپی سے بشارع تو اسکو باکرہ نہ پایا امین
 نے اسکا سبب پوچھا تو اوس چھپی نے کہا کہ یہ سے باپ نے دنیا میں کس کو اسی کو
 چھوڑا ہے جو مجھے چھوٹا انتہی محضاً

مثال جماع با ختمہ

نادیج مخمس دیار کہری بن صالح بن سلیمان سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ولید
 عن صالح بن سلیمان قال اذ اذ الولید بن زید نے حج کا ارادہ کیا اور وہاں چھپر
 الحج وہاں بشیر بن الخمر خوف ظہر الکعبہ خانہ کعبہ کی چھت پر شراب پی اور اس کے
 و قتل کفریائہ و فسق کثیر امثالہ کفر و فسق کی بکثرت روایات ہیں انا بخل

منہ دخلیما فوجدنا بطنہا جالسا مع
داوتھا فبولھ علیہا اذال بکارقھا
فالت لہ الدادۃ ہذا حین الجوس
فانشد من واقب الناس مات
ظما ہوقاذا اللذات العجسو -

یہ ہے جسے لوگوں کی شرم کی وہ غم میں مرا اور جسے جبریت کی اسے مجسماتی لذتیں
اوٹھائیں انہی محضاً ان پانچوں مثالوں میں ضرور ہے کہ جن جن خلفائے حق جن جن
عورتوں سے مقاربت کی وہ قطعی ولد لڑنا ہوگی خواہ اونکی بیوی یا اونکے باپوں کی
ورنہ اس غیر القرون میں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ یہ اعلم لوگ ہمیشہ افضل کرتے کیونکہ
یہ زمانہ ائمہ اربعہ کا ہے اور باکھوس بارون و رشید خود محدث و عالم و علیہ ایسے
تھے کہ سو کعبت نوافل بغیر عذر شدید کے کبھی نا اہل نہیں کرتے (تاریخ الخلفاء)

پھر قاضی ابویوسف شیخ الاسلام صاحب جب جواز وطی مادر کا معنی دوسرے
مامون و امین خود عالم و فاضل شاگرد امام مالک پس ان تینوں حضرات کی نسبت
تو ہرگز سوری نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے باوجود فضل و کمال علم پر ملا اپنے مذہب
کی مخالفت کی ہوگی اور باعلان مرتکب نہ ہوئے ہونگے۔

ظاہر ہے کہ اسناد مزبورہ کی رو سے مادر غیر منکوحہ اور اسکی مان بن اور حقیقی
بیٹی و بن متولدہ بننا یہ سب حلال ہیں جبکہ مذہب اہلسنت میں بعض محرم سے
بعض صورتوں میں جماع جائز اور نکاح حلال ہے تو عمر بن نفیل کا یا خطب بن
نفیل کا اپنی مادر غیر منکوحہ سماتا و صہنا کہ جدہ فاروق سے نکاح کس قاعدہ اور اصول
اہلسنت و الجماعت سے قابل طعن سمجھا گیا۔ یا داؤدی سے باپ کے ملوث ہوجانے
پر نسب فاروق میں کس صورت سے الزام قائم کیا گیا و ما اوسانوں کو بجا کر کے

حضرت شیعہ صاحب دین مگر صیغہ یہ تہذیب الفاظ سے بنے اجتہاد کیا ہے
اویسی شیعہ پر جواب لطیف فرمایا جائے۔

تبیہ تہذیب و سنت و جماعت

پس ساری کتاب میں اپنے مذہب کے خلاف و معارض کتب اہلسنت سے
جو مناوہ احکام و دج کے ہیں وہ صدیوں سے معمول بہ اہلسنت نہیں وہ ترخیصات
فقہاء صوفیہ اسلام کو گن کیلئے اجتہاد کیے گئے تھے اور وہ لوگ قریب العهد
بکفر ہو چکے سبب الہی رہائشوں کے مستحق بھی تھے جو کہ حضرات شیعہ نے انہیں
اسلاف پر اعتراض کیے تھے۔ لیکن انہیں اسناد سے محال ہے کہ ناکہ کیا گیا ہے
اور اب صدیوں سے یہ اور ان جیسے اور مسائل باجہتاد یہ و ترخیصات معمول بہ اہل
سنت نہیں بفضائل خدا جو اصل اصول اسلام کا منشا تھا پس اب وہی اخلاقی اصول
حسن معاشرت کے احکام صدیوں سے جاری ہیں اور افعال مذکور کو حرم مطلق
جانتے ہیں یا فہم فقہ ہے۔

باب دوم در تہذیب عثمانی عنبر

جناب عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس کی نسبت معاندین
کے مطاعن حسب ذیل ہیں مروج الذہب علامہ سعودی جلد اول صفحہ ۱۰۴
و قال عقیل بن ابی طالب اللولید | من ہے۔ حضرت عقیل بن ابی طالب
راخی عثمان من امیر کائنات کا دوری | حضرت عثمان کے کجا کیے بھائی کا دوری
من انت و انت علی من اهل صفورہ | تو ہوتا ہے کہ تو کس کا لفظ ہے جو موضع کا
وھی قویۃ بین عکا و عجون من | و کھان کے درمیان علاقہ اردن بلا و طبرستان
اعمال الادب من بلاد طبرستان

مطاعن و زہد عثمان

کان ذکر ان اباء کات یہودیت سے ہے پس تیرا باب وہاں کے یہودیوں
منہا۔ ہے تھا انتہی محضاً

ابو الحسن دہشام صاحب سیرۃ ابنی تاج کے صاحب بنی امیہ بن کھاسہ کہ
وعفان بن العاص من کات حضرت عثمان کے باپ عفا بن العاص
یقیناً و یلعب۔ سے لوگ محنت کا کام لیتے امداد سے

دل لگی کجاتی تھی اتھی اور صاحب احقان الحق شیعوں نے اپنی کتاب مذکور میں
من کات یلعب بہ و یفعل عفاں لکھا ہے کہ جس سے دل لگی کی جاتی تھی اور
ابو عثمان حکام یضرب بالذکر عثمان اپنا نسب غیر لوگوں سے ملاتا تھا حضرت
عثمان کے باپ تھے جو دف بجاتے تھے انتہی۔

ان نسبی خرابیوں کی روئی کیلئے حضرات شیعوں نے یہ بھی جوڑ لگائے ہیں کہ اصحاب
فی معرفۃ الصحابہ جلد اول صفحہ ۴۴ میں ہے

تزوج حکو بن کيسان مولى بنی کہ حکم بن کيسان حجام بنی مخزوم کے غلام
مخزوم و کان حجاماً امنہ بنت نے آمنہ بنت عفا بن ہشیرہ عثمان سے نکاح
عفاں اخت عثمان و کانت مشاً لکھا اور وہ مشاطہ گری کرتی تھی انتہی محضاً
ایسا ہی طعن صاحب احسن الاصلاح و شیعہ نے حیوۃ النبیان و میری اخت
جزو سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان کے عم حقیقی عکرم العاص جانوروں کو بڑھایا کرتے
تھے اور تاجیخ کامل ابن اثیر سے یہ طعن نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان نے فرمایا کہ
حافظ دھڑیلہ و قلد معاشی ابن ایسہ خلاصہ ہون جو اہل ضرورت و قاف
اور قلیل معاش بن انتہی محضاً

فصل در نسب حضرت عثمان بن عفان

نسبی مطاعن سے جوابات تو ہم بعد میں کر چکے مگر پہلے ہم حضرت عقیل کی نسبت عرض کرتے ہیں کہ اول تو یہ صاحب بنی ہاشم جو بنی امیہ کے دشمن تھے دوم لاہکی کہ حضرت ابو طالب کی ملک پر قابض رہے ہوئے کہ حضرت جعفر اور جناب امیر علیہ السلام کا میراث تک نہ وی ہی طرح پیغمبر خدا کے والد اور والدہ کی طرف سے میراث میں جو سامان اور مکانات ملے تھے وہ پیغمبر خدا کے بغیر مشورہ و اطلاع کے بیکر اپنے تصرف میں لائے (دیکھو آسنی المطالب بزرگجی و بخاری و مسلم و ابن ماجہ و شرح معانی الآثار طحاوی و مستخرج علی صحیح البخاری وغیرہ)

پھر سب سے بڑھکر یہ لایا کہ جناب امیر جیسے برادر حقیقی شفیق کو چھوڑ کر اونکے دشمن جانی مویہ کے پاس دشمن پہنچے پس ایسے لاہکی صاحب کی روایت سے نسبی طعن کو صحیح ماننا عقل و عدالت کے خلاف ہے دوم حضرت عقیل بن گالی گلوچ کی عادت تھی چنانچہ تاریخ نے الخلف ابو طی میں ہے۔

قال استب عقیل بن ابی طالب و کہ ابو بکر و عقیل بن گالی گلوچ ہوئی اور ابو بکر و کان ابو بکر و سبباً۔ ابو بکر بڑے گالیان دینے والے تھے انتہی محملاً و اس سے زیادہ ان جناب کی مخالفت فحش آری جناب مویہ سے ہوئی چنانچہ شیعہ الاوراق کے صفحہ ۵۱ میں ہے کہ حضرت عقیل معاویہ کے پاس گئے تو مویہ نے فقال معاویہ کا صحابہ خدا عقیل عام اپنے اصحاب سے کہا کہ دیکھو عقیل میں کہ جکا ابوصیف فقال عقیل و هذا معاویہ چاہا ابوصیف ہے حضرت عقیل نے فرمایا دیکھو عمتہ حالہ انما تحب شو قال یا معاویہ یہ معاویہ جو اسکی بی بی حلالہ الخطیب زوجہ ابوصیف

سہ زوجہ ابوصیف کا نام ام حیل لقب جو راہنی کا لڑکی اسی کا نام حلالہ الخطیب ہے اس خطاب کی وجہ تفسیر ابن عباس کے صفحہ ۱۱۳ میں یہ ہے و لقال فی عفتہ اس لیث الذی استفتت یعنی گمانا یہ کہ اسکے گھر میں ایک عورت تھی اس سے وہ اپنا نکاح کر لیتی تھی۔ یہ زوجہ ابوصیف عرب بن امیہ کی بی بی ابوصیف کی بی بی مویہ کی بی بی ہیں ہے۔ ۱۱۳

اذا دخلت النار فاعل ذات
المیاد فانك متجوعی ابالهم مفتوشا
عمتك حمالة الحطب فانظر ایهما
حبر الفاعل امر المفعول۔

انتہی محصلاً تو یہ توجہ اب انصاف فرمایا جائے کہ جس شخص کے مزاج میں ایسی
ہتک و غش آمیز طرافت صحابہ سے ہو او سکی روایت کیا قابل اعتبار ہو سکتی ہو
مگر اب ہم اصل جواب کی طرف توجہ کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ حضرت شیعہ
کے جملہ مطاعن نسب حضرت عثمانؓ شخص لغو اور بے اصل ہیں دیو ہذا

الجواب

ایسے واہمی قیاسوں کا کچھ ٹھکانا ہے۔ حالانکہ حضرت شیعہ کے ہاں قیاس
حرام ہے لیکن تعصب نے ایسا اندھا کہ اہلسنت کی مخالفت میں اس سے بھی حلال
سمجھ لیا۔ اول تو ہم اس امر کو بھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ حضرت غنیؓ کی والدہ ماجدہ
بدکار تھیں کیونکہ ہمارے کسی مورخ و محدث نے انکی نسبت بد خیال ظاہر نہیں کیا
اور نہ عوفان کا محنت ہونا تسلیم کرتے ہیں کیونکہ ابو النذر اکذب الناس ہے حدیث
حصہ اول کے باب اول تلامب علت ابنہ فادق من شرح الشرح جۃ الفکر سے
واضح ہو چکا ہے کہ عثمان بن عفان و شخص سٹھے پس غالباً مرض مذکور کا سبب
اور محنت دوسرا عفان ہو گا کیونکہ سند مذکور میں اسم عفان بغیر قید قبیلہ ہے اور
شرح نجمین عثمان بن عفان ہے جس پر قیاس ہوتا ہے کہ وہ عفان کوئی
اور ہو گا جسکو محنت اور ڈٹلی بجائے والا کہا گیا ہے مسعودی التزل اگر یہ
تسلیم بھی کیا جائے کہ معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے والد بن عیبت مذکور تھے تو
اسکے لئے لازم نہیں کہ ہر ایک بچہ ولد الزنا ہو تو اسکی جملہ اولاد بھی ولد الزنا

ہو گئی وہ دوسرے سے بھی لازم نہیں کہ جسکے باب نے انتحال نسب کیا ہو تو اسکی اولاد بھی انتحال یعنی تبدیل نسب کر لگی تیسرے سے بھی لازم نہیں کہ جو شخص لو اطلت کا عادی ہو تو وہ عودت کے کام کا ہی نہ کہ وہ صاحب اولاد نہ ہو پس ایسے قیاسات شیعہ بعض بغوی و مہمل لہذا ہم دونوں قسموں کی مثالیں پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

محاصرات بن امام ابو القاسم رزاعی اصغہانی نے ترجمہ عبداللہ بن مبارک شاگرد امام ابو حنیفہ بن لکھتے۔

لما استوفى الناصر على طبرستان
فوصل الى عبد الله ابن المبارك
القضاء وكان يرمي بالابنة فقال
يا امير المؤمنين انا احتاج الى رجل
يعينوني فقال قد بلغني ذلك
جویری مدد کر بن ناصر نے کہا مجھے اس طلب کی ضرورت پہلے ہی سے معلوم ہو
پہ انتہی محبتاً تتبع کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب صہر تھے۔

دوسری سے مخنث قاضی یحییٰ بن اکثم مامون رشید کے قاضی القضاۃ شیخ
الاسلام یہ فاعل ہی تھے اور مفعول بھی اور صاحب اولاد بھی تھے انکی نسبت
تاریخ حلیب بغدادی بن لکھا ہے۔

وقلت من املاء ابی بکر محمد بن القسیم
الباری للمقدم ذكره ان القاضی
یحییٰ بن اکثم قال حل بالنسب و
یما نحه ما شمع الناس یقولون فی
قال ما سمع الا خبرا قال استعاذ

ابو بکر محمد بن قسم الانباری کہ جنکا ذکر پہلے آچکا
ہے اسکے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ نقل دینے
دیکھی ہے کہ قاضی یحییٰ نے ایک شخص
جو اولاد کا بے تکلف دوست تھا اور اس
سے مذاق ہوتا تھا اس سے پوچھا کہ یہ

ذکر مخنث اول

ذکر مخنث دوم

لتزکیہ قال اسمعتہم یوموت القضا
بالابنة قال فضجک وقال المشہور
عنہ منا۔

سے نہیں پوچھتا (سچ کہو) اوس دوست نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ قاضی صاحب
کو علت ابنہ ہے قاضی یحییٰ ہنسے اور کہا کہ اسکے خلاف مشہور ہے یعنی لونڈے باز
انتہی محمل اور صن المناظر محب الدین ابوالولید محمد بن محمد بن الشحہ ترجمہ قاضی یحییٰ
میں ہے۔

فکان ذمیم الخلق یومی عجبۃ العلیان
حق قال فیہ وکذا نزحی ان نر
العدل ظاہرا وادعا عقبنا بعد الجوار
قنوط بدمتی تصلیح الدنیا و یصلح اہلها
وقاضی القضاۃ المسلمین یلوط +
ہوئی ایسی حالت میں دنیا اور اہل دنیا کو اصلاح کی کب توقع ہو سکتی ہے جبکہ
مسلمانوں کے قاضی القضاۃ خود لو لواطت کرتے ہوں انتہی۔

محاضرات بن راعب صفہانی نے لکھا ہے کہ ایک دن یحییٰ بن اکثم مامون
دخل یحییٰ بن اکثم علی المامون بن
بد یہ غلام صبیح فقال یا یحییٰ ستنطق
وامتحن فقال لا یحییٰ ما الخبر فقال
لطلاقۃ لسانہ الخیر حیوان ایہا
القاصی خبر فی الارض و هو انک
لوطی و خبر فی السماء و هو انک مابون

فقال المامون وایضا لامع فقال
 خبر السخا لا یکن مبغضن یحیی و یقظع
 ابنہ ہے مامون رشید نے پوچھا کہ ان دونوں
 خبروں میں زیادہ صحیح کونسی ہے غلام نے کہا کہ آسمان کی خبر جھوٹی نہیں ہوتی پس
 یحییٰ شرمندہ ہو کر چپ رہ گیا انتی محضاً ان قاضی صاحب کے ایسے قصص کی
 اسناد اور بھی ہیں جن سے ان میں دونوں علینین پائی جاتی ہیں جو خوف طوا
 نرک کئے گئے۔

اب یہ بات باقی رہی کہ ایسے اعمال کے لوگ صاحب اولاد بھی ہونے میں یا
 نہیں تو ہیں وہ بھی ملاحظہ ہو ستادینچہ بغدادی بن ان ہی قاضی صاحب کے
 بیٹے کا یہ قصہ لکھا ہے۔

وقال اسمعیل بن محمد بن اسمعیل
 الصفار سمعنا ابی العینا فی مجلس
 العباس المبرور یقول کنت فی مجلس
 ابی عاصم النبیل وکان ابو بکر بن
 یحیی بن الکتم حاضر افتاح علاما
 فترفع الصوت فقال ابو عاصم
 فقال هذا ابو بکر بن یحیی بن الکتم
 فقال ان یسوق فقد سوق ابی
 کہا کہ ابو بکر بن یحیی۔ ابو عاصم نے اس آیت کو بدکر یون پڑھا ان یسوق فقد
 سوق ابی لہ مراد یہ کہ اگر اس لڑکے نے چوری کی تو کیا ہوا اسکے باپ نے بھی
 چوری کی تھی انتی محضاً

نوٹ جناب امام رضا علیہ السلام کی جو ولیہدی ہوئی تو مامون کی طرف سے

ان قاضی عیسیٰ بن الکثم نے بھی یہ خط لکھی تھی اور احکامات مذہب مجہزی کے جوہر
 بن ابی صاحب ہار ج ہوئے تھے۔

نوٹ مدرکاتب حلبی صاحب کشف الظنون نے اپنی کتاب
 عقد منظوم فی ذکر افاضل الروم ترجمہ عیسیٰ بن نور الدین بن لکھا ہے کہ یہ فاضل حل
 بھی اپنے ہم نام ابن الکثم جیسے صفات کے تھے لیکن ان کے صاحب اولاد ہوئے
 اسناد میر نہ آئے اس لئے ترک کیا گیا۔

تیسرا صاحب علت ابنہ صاحب اولاد عبد النعم المعروف بہ طویس تھا چنانچہ
 قاموس و صراح میں اسکا حال بھی درج ہے اور منتخب اللغات میں اس طرح
 لکھا ہے۔ ہو بس بالضم والفتح وادنام مخنث است نہ وروینہ واول اور طاوس
 می گفتند چون علامت مختلفان وروی غایہ رشہ اور اطویس فی گفتند و
 اومی گفت کہ اے اہل مدینہ منتظر خروج و جمال باشید وام کہ من در میان ہستم
 و چون بہر ہم آمینہ از خوف این ہبہ در امان باشید زیرا کہ، و من در میان ان
 الضار غامی گردے و چون ماہرا و حضرت رسول عم وفات کرد و وزیر کہ مرا از
 شیر باز کرد و ایند خلیفہ اول فوت شد و وزیر کہ بجز بنو غرہم خلیفہ ثانی کشتہ
 شد و وزیر کہ خدشہم خلیفہ ثالث کشتہ شد و وزیر کہ و رخانہ من فرزند شد
 خلیفہ چہارم کشتہ گردید پس کیست مثل من انتہی بلفظہ

چون تھا مخنث صاحب اولاد ابو جہل خال فاروق چچو کی علت ابنہ کا ذکر جس
 اول کی فصل ششم میں مجمع الامثال میدانی نیشاپوری سے لکھ چکے ہیں و کا
 فرزند حکمرمانی تھا کہ حسب کا خون فتح مکہ کے دن پیغمبر خدا نے بد مذکورہ تھا اور
 پھر عکرمہ کی جو بیوی سے عکرمہ کی جان بخشی ہوئی تھی اس عکرمہ کے
 حالات اب روایات صحیحین میں موجود ہیں۔

ذکر مختصر

ذکر مختصر

میں
میں

پانچواں صاحب اولاد حضرت عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سہل
بن تیم تھا جو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا باپ تھا جس ان شواہد سے ثابت ہو گیا کہ
ملفوظ صاحب علت ابنہ بھی صاحب اولاد ہو کر تے ہیں لہذا حضرت عثمان سے
والد عفان بن العاص کو حضرت بھی مان لیا جائے تو بھی جناب موصوف عفان
ہی کے فرزند صلیبی ہو سکتے ہیں پس ان بنیادوں پر حضرات شیعہ کا یہ اعتراض بھی
لغو و مہمل۔

حضرت عثمان غنی کے صحیح النسب ہونکی قوی دلیل یہ بھی ہے کہ آنحضرت
نے اپنی دو بنات آیکے جلالہ کراح بن دین اگر وہ معیوب النسب ہوتے تو گمان کیا
ہے کہ آنحضرت صاحبزادوں کو اولاد سے منسوب نہ فرماتے کیونکہ آنحضرت نے بکثرت
مواقع میں اپنے اصحاب طاہرہ و ارحام زکیہ سے ہونیکا فخر فرمایا چنانچہ در حدیث
سیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۹۵ میں ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ من نكح و اسفخرت لے فرمایا ہماری ولادت نکاح سے
لما اخرج من سفاح ولم يزل الله ہوئی سے نہ زنا سے اور ہماری کسی پشت
ينقلني من الاصلاب طيبة الى کے ابوبن نے زنا نہیں کیا ہر پشت میں اللہ
الاحكام الطاهرة مصفى مہذباً لغالی اصحاب پاک سے ارحام پاک کی
لا ينشعب شجعات الا کنت سخیوھا طرف منتقل کرتا ہر طرح مہذب و مصفا
تھا اور جب یک غائبان کے دو شعبے ہوئے تو ہم باہمت خاندان کی پشت میں
رہے انتہی محنتاً۔

پس جس نفس زکیہ کا دعویٰ اپنے نسب پاک کی نسبت ایسے شد و مد سے ہو تو وہ
اپنی نکت جگر دین کے واسطے نبی عجب کیون گوارا فرماتے لہذا یہ قرینہ حضرت غنی
کے صحیح النسب ہونیکا ایسا محکم ہے کہ بخوبی مان کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

الحاشیہ دریناویہ اسرور کلتا

بعض شیعہ کا دعویٰ یہ ہے کہ رقبہ دام کثوم جنکا نجات حضرت عثمان سے ہوا وہ
 آنحضرت کے صلب سے نہ تھیں بلکہ وہ یہی بات منیر تھیں یعنی وہ لوکیان حضرت خدیجہ
 الکبریٰ بنت خویلد کے بطن اور عتیق بن عائد مخزومی کے لطف سے تھیں جو حضرت خدیجہ
 کے شوہر اول تھے یا وہ صاحبزویان ابوہالہ بن زرارہ بن اش ابدی تھیں کے لطف سے
 تھیں جو حضرت خدیجہ کے شوہر دوم تھے یا وہ لوکیان حضرت خدیجہ کی بہن ام ہالہ
 بنت خویلد کے بطن سے تھیں جنکو حضرت خدیجہ نے مثل اولاد پالا تھا اور بلحاظ متعارف
 وہ لوکیان آنحضرت کو باپ کہتی تھیں جیسے ہند ابن ابوہالہ کا قصہ ہے چنانچہ اسد
 الغابہ ابن اثیر میں ہے کہ ہند مذکور دعویٰ تھا کہ میں سب سے افضل ہوں کیونکہ میرا باپ
 محمد رسول اللہ اور مان خدیجہ الکبریٰ اور بن سید علیہما السلام ہیں حالانکہ آنحضرت
 کی اولاد مذکور وراثت میں باتفاق جمہور اسلام کوئی ہند نامی لوکا بالطریق نہ تھی اور
 سلف سے یہ قاعدہ چلا آ رہا تھا کہ اولاد ربیب شوہر مادر کو باپ کہتی تھی جیسے
 حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ سورہ ہود میں ہے کہ آپ نے اپنی زوجہ نوحہ کے فرزند
 کو بیٹا کہا جسکے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ایسے من اهلک یعنی اسے نوح یہ
 تھا اور فرزند نہیں ہے چنانچہ کنعان کے ربیب ہونے کا ذکر تفاسیر فریقین میں ہے از اہل
 تفسیر یوسفیادای قاضی نور الدین جلد اول سورہ ہود صفحہ ۳۵۶ میں ہے و نادای
 نوح ابنہ کنعان و قری علی ابنہ و کان و بیبہ اور تفسیر مدارک سورہ ہود صفحہ ۱۲۳
 میں کنعان کی نسبت لکھا ہے وقیل ابن امراءۃ تھیر اسی سورہ کے تحت آہ
 ان ابغی من اہلی لکھا ہے و کان و بیبہ لہ فہو بعض اہلہ اور ایسا ہی
 تفسیر فخر رازی اور ہماری تفاسیر میں ہے پس ثابت ہو گیا کہ جو جب رسم قدیم بیت

بجائے بیانات پیر تہائی تہیم

کنعان ربیب حضرت نوح علیہ السلام تھا

کو بیٹا بنی۔ حضرت اسی کا بعد شعیب پر قہر دام کلثوم بھی بیٹیاں شہور ہوئیں۔
 بعض روایات اہلسنت نے جو رقیہ دام کلثوم کو بنات پیغمبر شہور کر دیا تو اس کا
 سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں فقط بنات حبشی حرام تھیں اور اسلام نے بیٹیاں
 کی بھی حرمت قائم کی جیسا کہ سورہ نسا میں ہے کہ حرام ہیں تم پر تمھاری رہبان جو
 حدیثاً علیکم اللہ فی جودکم من مناسک تمھاری عورتوں کی گودوں میں ہیں جسے
 اللہ دخلتم پھن۔
 حرمت کے سبب سے روایات اہلسنت کو قطعی دھوکہ ہوا۔

فقہ اہلسنت کے احکامات دیکھو تو ان سے بھی حضرت عثمان کی مصاہرت مغیرہ بنت
 نہیں ہوتی چنانچہ دارقطنی اور بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
 الا لا تخرج النساء الا الاولیاء ولا نے فرمایا کہ عورتوں کا کوئی نخرج نہ کرے
 یزوجن الا من الکفاء (شرح وقایہ) اگر وہی اور عورتین نخرج نہ کیجا میں مگر ان
 مردوں سے جو انکے کفو ہوں چونکہ جناب عثمان کفو مغیرہ نہ تھے اس سبب سے
 رقیہ دام کلثوم بنات پیغمبر نہیں ثابت ہوئیں کیونکہ عثمان کے مان باب کے انساب پیغمبر
 خدا سے جدا تھے یعنی عثمان کا ابوی نسب یہ تھا کہ عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس
 اور عثمان کی ماں سماء اروی بنت کریر بن ربیع بن حبیب بن عبد شمس تھیں پس جناب
 عثمان کے انساب ابو بن ہاشمی نہ تھے اور حضرت عثمان کی ماں سماء ام حکیم البیضا
 بنت عبد المطلب جو پیغمبر کی چچی تھیں ان کی قرابت کا خیال ہو تو یہ قرابت نسب میں
 داخل نہیں ہو سکتی اور کفو کے معنی لغت میں برابری کے ہیں اور زمانہ جاہلیت و اسلام
 میں بنی امیہ و عبد شمس بنی ہاشم کے ہم مرتبہ نہ تھے دوم اصطلاح فقہ اہلسنت
 میں کفو سے مراد لیاک و اولیٰ اولاد ہے نہ کہ دو جاہلیت کے دوا کی اولاد و سوم
 عام مسلمان کفو ہو سکتے ہیں عام مسلمانوں کے لیکن جو بذات خود مسلمان ہوا ہو اس سے

نکاح

عثمان کفو پیغمبر خدا

دو چار پشت کے مسلمان کی بیٹی کا نکاح قاضی نے ہوا اور کتب فقہ چوگلا حضرت
 کے ابو بن کی نسبت جملہ شیخہ اور بعض علما اہلسنت مؤمن ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں
 اور جناب عثمان جدید الاسلام تھے پس اس مناسبت سے بھی صہریت یا غیر ثابت
 نہیں ہوتی چھوٹے اسلام پر غور کرو تو وہاں بھی ڈھاک کے تین پات کیا معنی کہ معنی
 وہی ہیں جناب عثمان کی طرف پیغمبر خدا کا ارشاد ہے کہ جب دجال خروج کرے گا
 اذا خرج الدجال تبعہ من کان محباً تو عثمان کے محب او سکی یہ دمی کرینگے انتہی
 اُپس جسکے اسلام کا یہ درجہ ہو کہ اس کے
 عثمان ۔

محب کا فریقین تو ایسا شخص صہریت پیغمبر کے لائق نہیں ہو سکتا ۔

چہارم حاکم نے ابن عمر سے روایت کی ہے

العرب بعضی ہم کفاء بعضی قبیلۃ الخنجر نے فرمایا کہ بعض عرب بعض کے
 بقبیلۃ والموالی بعض اکفاء بعض کنفون اور قبیلہ قبیلہ کا اور غلام غلام کا
 ورجل برجل الاحانغا و حجاما (شرح و تفسیر) اور عام لوگ عام لوگوں کے لیکن حوالہ
 اور حجام مواندیکہ اوئی پیشہ والے عام خوشہ شون اور شریفون کے کنفون میں
 او پیغمبر خدا نے اپنے علوم تربت کا دعویٰ کیا ہو کہ خدا تعالیٰ نے کنانہ کو اولاد اسمعیل
 قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اصطفیٰ سے برگزیدہ کیا اور قریش کو کنانہ سے
 کنانہ من ولد اسمعیل واصطفیٰ اور بنی ہاشم کو قریش سے اور کھجکونی ہاشم
 قریش من کنانہ واصطفیٰ بنو شہر سے برگزیدہ کیا انتہی
 من قریش واصطفیٰ من بنی ہاشم پس جس ذات مقدس کو اپنے برگزیدہ
 خدا و خلق ہونے کا الیسا دعویٰ ہو تو کیا ممکن ہو

(مشارك الاذاس)

اپنی صلیبی بیٹی کو ایسے درجہ کے شخص کو دے کہ جب کباب عنونت بھرا ٹخنٹ اور دف بجا کر
 بسر کرتا ہو اور اس کا حقیقی بہنوئی حکم بن کیسان بنی مخروم کا غلام بھی ہو اور حجام بھی اور

اوسکی حقیقی بن مشاطہ گری کر کے بیٹا پالتی ہو چکا ہے اور یہ کہ وہ مجہول النسب بھی ہوا اور اس کا باپ اقبال نسب کا بلزم پس ہو گا یقین نہیں ہو سکتا کہ ایسے درجہ کے شخص کو پیغمبر خدا سے جو شرف کہ و توتلی کعبہ اور نجیب الطرفین تھے اوٹھوں سے اپنی صلیبی بیٹیاں ایسے درجہ کے شخص کو دی ہوں۔

ہمارے مذہب و ملت کے نزدیک جو لوگ اور وجوہات ذوالنورین ترک کر کے صرف رقبہ و ام کلثوم کو بنات رسول جان کر جناب عثمان پیغمبر خدا کو ذوالنورین کہتے ہیں وہ سلب ایمان کے خوف سے مامون نہیں کیونکہ فقہار اہلسنت کا اجماع و یقینی فی غیر الکفو بعد ام جواد | اس پر ہے کہ غیر کفو کے ساتھ لڑکی کا نکاح اصلاً و هو المختار الا فتویٰ (در مختار) جائز نہیں اور یہی مذہب مختار ہے۔

اور احادیث میں ہے بنا قنابلینا یعنی ہماری بیٹیاں ہمارے لڑکوں کو واسطے ہیں نہ کہ غیر کفو کے واسطے اور ذوالنورین کا خطاب عثمان پیغمبر خدا اور اللہ ہی سے ثابت نہیں اور لقب ذوالنورین کے راوی بھی ضعیف و ضلع خوشامدی ہیں پس ان بناؤں پر پیغمبر خدا کی توہین ہوتی ہے اور توہین پیغمبر کفر مرتجح ہے۔

مقام غور ہے کہ اوائل بعثت و آغاز اشاعت اسلام کے وقت حضرت علی علیہ السلام کی عمر باختلاف روایات اہلسنت سات سال سے بارہ سال تک تھی اور بکثرت احادیث اہلسنت سے ثابت ہو کہ آنحضرت بذیر کے دن مبعوث ہوئے اور اوسے دن حضرت خدیجہ الکبریٰ اودام امین زوجہ زید بن حارثہ مشرف باسلام ہوئیں اور گل کے دن جناب امیر سلمان ہوئے لیکن رقبہ و ام کلثوم کے قبول اسلام کی کوئی تاریخ اور کیفیت کتب اہلسنت میں نہیں پس اگر یہ صلیبی بنات بلکہ بطن حضرت خدیجہ سے ہی ہوئیں تو ان کے قبول اسلام کی تاریخ بھی ضرور درج ہوتی۔

بعض احادیث اہلسنت سے ثابت ہو کہ آغاز اسلام کے وقت کعبہ میں بروت

صلوۃ جناب خدیجہ دام امن و جناب امیر علیہ السلام پیغمبر خدا کا اقتدار کوٹے سے لیکن ان
اھا و بشت میں زینب دام کثوم و رقیہ کے اقتدار کا کہیں و کہیں اور تاریخ اختلاف پرستی
بیان عثمان صفحہ ۱۸ میں ہے۔

و تخرج رقیۃ بنت رسول اللہ صلعم کہ رقیہ بنت رسول اللہ کا نکاح عثمان سے
قبل النبوة۔

کا شرک صلوة ہونا کسی حدیث میں پایا جاتا ہے حضرت عثمان ہی کا مقتدری صلوة بنا
اوائل اسلام میں پایا جاتا لیکن ان مجاہد سے کتب فریقین خالی ہیں لہذا زینب و رقیہ
دام کثوم حقیقی بنات پیغمبر تھیں اسکے علاوہ بکثرت صحابیات و صحابہ حتیٰ کہ عمر و عاص
و معاویہ و ہزید کے فضلا کتب صحاح اہلسنت میں ہیں لیکن ان صاحبزادوں کے
فضائل کا یہ نہیں۔

ان سب سے قطع نظر ہمارے وقت یہ صاحبزادیان شریک عبا نہیں ہوئیں اور
جو کہا جائے کہ وہ لڑکیاں انتقال کر چکی تھیں تو پھر یہ ثابت کیا جائے کہ کون سے ملک
و دیار کے کون سے عالم اہلسنت نے زینب و رقیہ دام کثوم کا شرک و مسابہم آیتظہیر
سمجھنا پیغمبر خدا کا یا انحضرت کا اور ان لڑکیوں کی طرف یا اہل النبوة کا خطاب کرنا کہ
جیسے جناب سیدہ علی و حسنین علیہم السلام کی نسبت بکثرت احادیث فریقین میں موجود
ہے یا ان لڑکیوں پر صدقہ حرام ہونا کس کس کتاب و رسالہ میں لکھا ہے اور سکونش کیا
جائے۔

تتبع بنات رسول و تردید فوات جہول

دھیروا کثوم کے بنات پیغمبر یا ربیب پیغمبر یا حضرت خدیجہ کی بھانجیاں ہو
میں بعض اخبار و آثار و اجتہادات سے بیشک اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ جب

مستوری تاریخ اسلام رقیہ دام کثوم

حضرت صدیق و فاروق نے جناب میرہ صلی اللہ علیہما سے خطبہ کی درخواست
بنانا لینی۔

بیٹوں کے واسطے ہیں مواد یہ کہ غیرون کے واسطے ہماری بیٹیاں نہیں ہیں اس
سے معلوم ہوا کہ جیسے میراث میں رعایت الاقارب فالاقارب کا حکم ہے ویسا ہی کفو
میں نکاح کا حکم ہے چونکہ جناب عثمان نسب امیر سے ہیں اور آنحضرت بنی ہاشم سے
ہیں حضرت عثمان بن عفیر خد کے کفو نہ تھے لہذا ان سے بہت رسول کا نکاح ہی ناجائز تھا
اور اس پر ہم غیر بنی کا پورا اتباع جناب امیر علیہ السلام نے بھی کیا چنانچہ معارف
ابن قتیبہ صحیحہ میں ہے۔

دکات مساعونین علی ولد عقیل کہ جناب امیر علیہ السلام کی جملہ بیٹیاں اولاد
ولد العباس - وجعفر
نسب ہونی تھیں اس سند سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ام کلثوم بنت علی کو جو جناب
فاروق سے منسوب ہونا لوگ بتاتے ہیں تو علامہ اور دلائل کثیرہ کے ان اسناد
سے بھی یہ تاک بندی خیر خواہان فاروق کی گھڑت معلوم ہوتی ہے۔

ملاحی العلما شہاب الدین عمر دولت آبادی نے مشرف السادات میں
لکھا ہے (مردم ہر چند عالم و زاہد شوند اگر عجمی باشند با عجمی کفو اند و علوی اگرچہ
امی باشند بغیر علوی کفو نہ بود پس جبکہ علوی کی نسبت بعض علماے اہلسنت کی یہ
راے ہے تو اولاد بغیر کا درجہ علوی سے بہت ارفع ہے لہذا کسی طرح کوئی غیر بنی
ہاشم بنی ہاشم کا کفو نہیں ہو سکتا۔

اب ربی لقب ذو النورین کی شہادت اس بنا پر کہ آنحضرت کی دو نورین
عثمان سے بیاہی گئیں تو بیشک عام لوگ ذو النورین کی وجہ تسمیہ صرف اسی کو
سمجھتے ہیں لیکن روایات مندرجہ تاریخ الخلفاء سیوطی سے ظاہر ہے۔

تذکرہ الانساب

تذکرہ الانساب

آنحضرتؐ ذوالنورین کا لقب حضرت عثمان کو نہیں دیا بلکہ یہ لقب اول خوشامدیوں نے جناب مدوح کی نسبت مشہور کیا ہے جو مخالفت بنی ہاشم تھے یا جناب عثمان کی سختیوں کے مرید تھے لیکن تاہم یہ عطیہ لقب اس معنی میں تھا کہ حضرت عثمان نے دو ہجرتیں کی تھیں جو اور خلفاء راشدین کے کسی نے نہیں کی تھیں یا بعض نے ذوالنورین اس خیال سے کہا کہ قرآن کو خدا نے نور فرمایا ہے اور عثمان نے قرآن کو دوبارہ جمع کیا تھا یعنی ایک بار حضرت کے زمانہ میں اور دوسری دفعہ اپنے زمانہ خلافت میں یا بعض نے اس خیال سے ذوالنورین کہا کہ آنحضرتؐ نے دوبارہ انکو حاکم مدینہ فرمایا تھا ایک غزوہ ذات الرقاع کے وقت اور دوسری دفعہ غزوہ غطفان کے وقت اگرچہ اور بعض صحابہ بھی ان وجوہات پر لقب ذوالنورین کے مستحق تھے لیکن معاویہ کے زبردست غلبہ اور احکام نے سب کی ذوالنورینیوں کو مٹا کر انکی ذوالنورینی مشہور و معروف کر دی الغرض ایسی بناؤں پر دل گواہی دیتا ہے کہ رقیہ و ام کلثوم مغیرہ خدا کی صلیبی بنات تھیں لیکن ہمارے بعض علماء اہلسنت کے اکثر مورخ و محدث نے رقیہ و ام کلثوم کو صلیبی بنات مغیرہ لکھا ہے پس ہر کوئی افواہ پسند ہے جو پیش کیا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو

قسطلانی نے اپنی شجہ بخاری میں لکھا ہے امام مالک اس رائے پر مستقیم و قد جزم مالک بان اعتبارا الکفاہ میں کہ کفو کا اعتبار مختص بالبدن ہے مختص بالادین الناس سواہما افضل تمام انسان مساوی درجہ میں شخص عرب لعربی حلی العجمی اثما افضل بالثقلہ کو شخص عجم پر کوئی ترجیح نہیں ہو بیشک افضل وقال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ و بزرگی مقید بہ تقویٰ ہے اور خدا تعالیٰ نے بھی ایسا ہی فرمایا کہ تم میں خدا کے رسول

اتقیو۔

کو مختص باسلام

وہ بزرگ ہے جو تم میں متقی ہے انتہی محضاً اگرچہ بنظر آیات مودہ و تطہیر و مباہلہ
واحادیث ثقلین و تشبیہ بنور راہبت وغیرہ بنی فاطمہ اس عام اصول سے مستثنیٰ
ہو سکتے ہیں لیکن جب کہ خلفاء راشدین اور خلفائے امویہ و مروانیہ نے بنی فاطمہ
کو مستثنیٰ نہیں کیا تو آج ہم کیسے مستثنیٰ کر سکتے ہیں جس سے توہین حضرت عثمان
ہو۔

استیعاب ابن عبد البر جلد دوم صفحہ ۵۲ میں ہے کہ ام کلثوم بنت
ام کلثوم بنت رسول اللہ امہا خلیجہ رسول جنگلی مادر گرامی حضرت خدیجہ بنت
بنت خویلد ولد مقابل فاطمہ خلیجہ تھیں حضرت فاطمہ سے پہلے پیدا
وقیل وقیہ فیما ذکرہ مصعب۔ ہویس اور بعض کے نزدیک پہلے رقیہ

جیسا کہ مصعب نے ذکر کیا ہے انتہی محضاً اور مدارج النبوة شیخ عبدالحی دہلوی جلد
صفحہ ۵۳ میں یہ بدلہ کہ حملہ آخری اتفاق کردہ شدہ است برایشاں کہ شش اندہ
قاسمہ و ابراہیم و چار دختر زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ و در غیر ایشاں اختلاف
است و نسبت طیب و طاہر تشریح کردہ اند انتہی

پس ان دونوں سندوں سے رقیہ و ام کلثوم کا صلبی بنات بنعمر بنون ثابت ہو گیا
احمد رضا و عشرہ بشرہ کے حصول فخر کے علاوہ حضرت عثمان اوس حدیث ثقلین
کی حدیث داخل ہو گئے جو سند امام احمد بن حنبل میں حضرت فاروق سے مروی ہے
قال رسول اللہ کل سبب و نسب کہ انحضرت فرمایا کل سبب و نسب منقطع
منقطع بالموت کا سببی و نسبی۔ ہو جائینگے موت کے بعد مگر یہ سبب و نسب
منقطع نہوگا بعد موت بھی لہذا حضرت شیعہ کو جناب عثمان کا ادب کرنا چاہیے۔

ان دلائل کے علاوہ شجرۃ الاوراق حاشیہ مستطرف مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۴
میں حضرت امام حسن علیہ السلام کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ معاویہ نے حضرت امام حسن مجتبیٰ پر

فکرنا پڑتا ہے

لوگوں سے اعتراف کر اے تو اون میں سے پہلے عمرو عاص نے کھڑے ہو کر جناب
امیر علیہ السلام پر اعتراضات کئے اور اسکے بعد ولید بن عقبہ بن ابی معیط کلال
مقام الولید بن عقبہ بن ابی معیط خند | برادر ہستی حضرت فاروق نے حمد و ثناء کے
اللہ واثقی علیہ ثم قال یا بنی ہاشم بعد کھڑے ہو کر کہا اے بنی ہاشم عثمان بن
کنتم اصحاب عثمان بن عفان فنعلم الصبر عفان تمہارا داماد تھا اور کیا اچھا داماد تھا
کان یفضلکم و یرتککم ثم بغیتم علیہ کہ تمہاری بزرگی کرتا تھا اور تم کو اپنی طرف
فقتلتم۔ کھینچتا تھا پھر تم نے اوس سے بغاوت کی

اور اوسے قتل کر دیا انتہی محض اہل جبکہ عثمان داماد رسول نہ تھے تو حضرت امام حسین
مجتبیٰ نے صہریت عثمان سے کیوں انکار نہیں کیا اور ظاہر ہے کہ کتب الہست میں
امام مدوح کا صہریت سے انکار فرمانا کسی کتاب سے ثابت نہیں۔

ردی احمد بلاذری و ابوالقاسم کوفی وغیرہ نے اپنی
کوفی فی کتابہما انہما قاضی اور ابوالقاسم کوفی وغیرہ نے اپنی
و ابوجعفر فی التلخیص ان النہی تزج اپنی تالیفات میں اور اسی طرح بعض علما
بھا و کانت عذراء یولّد خلّاف فی شیعہ مثل سید رفعتی علم الہدی نے شافی
کتاب الانوار البیضاء ان یقہ و زینب | میں اور ابوجعفر نے تلخیص میں روایت کی
کانت ابنی ہاشم اخت خدیجہ۔ | انوار البیضاء میں ہے کہ رقیہ و زینب

حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کے بطن سے تھیں انتہی محض اہل شیعہ کا یہ دعویٰ اگر سچا ہو
تو تعجب نہیں کیونکہ حضرت زینجا بھی منکوحہ ہو چکے بعد باکرہ رہی تھیں اسی طرح حضرت
آسیہ زوجہ فرعون کہ باوجود رجولیت فرعون حضرت آسیہ پر قادر نہوا لیکن اول
تو یہ سبند محمد بن علی بن شہر آشوب شیعہ غالی کی کتاب مناقب سے پیش ہوئی

عدم انکار از صہریت عثمان

ذکر انکار از خدیجہ و زینب

ہے جو قابل وثوق نہیں۔ دوم جملہ علماء شیعہ کا اس پر اتفاق نہیں کہ رقیہ وام کلثوم صلب
پنمبر سے نہ تھیں سو صرف اسے جملہ علماء اہلسنت نے عظمت پنمبر کی اس باب میں
تنقید نہیں کی جو بو ثوق کہا جائے کہ وہ بنات منسوبہ عثمان صلب پنمبر سے نہ تھیں۔
چہا در علماء اہلسنت میں سے اگر کسی اکے دو کے نے رقیہ وام کلثوم کے صلبی بننا
رسول ہونے سے انکار بھی کیا ہو تو وہ جملہ علماء اہلسنت کا متفقہ مذہب اور عقیدہ
نہیں ہے بلکہ اسکے خلاف کے نظائر و اسناد بکثرت اور بھی موجود ہیں۔

اب رہا یہ امر کہ زینب و رقیہ وام کلثوم میں سے کوئی صاحبزادی آغاز اشاعت
اسلام میں جناب امیر کی طرح جماعت صلوٰۃ میں شریک نہیں ہوئیں یا جناب خدیجہ و
جناب امیہ کے اسلام کی تاریخیں احادیث میں موجود ہیں انکے قبول اسلام کی تاریخیں
مذکور نہیں تو اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ اصحاب فی معرفۃ الصحابہ بن حجر
عسقلانی میں ابن سعد سے روایت ہے کہ رقیہ وام کلثوم کا نکاح دس سال قبل
بعثت عقبہ و عتیبہ ابنان ابوالعباس نے چکا تھا اور اسی کتاب میں ہے کہ
ہی اکبریناتہ و اول من تنج مخضن | آنحضرت کی بیٹیوں میں سب سے بڑی زینب
ولدت قبل المبعثت بمائتین و عشرين | تھیں جنکی ولادت و نکاح قبل بعثت
ہوا اور وہ آنحضرت کی تیس سالہ عمر میں
سنین۔

پیدا ہوئیں اتنی محض چونکہ حضرت زینب و رقیہ وام کلثوم اپنے کافر و مشرک
شوہروں کے گھروں میں تھیں تو یہ بہت قید جماعت صلوٰۃ میں شریک نہ ہو سکتیں اور
ان صاحبزادیوں نے اپنے شوہروں کے کفر و شرک کے لحاظ سے جناب خدیجہ
و حضرت علی علیہ السلام کی طرح ظاہر اظہار اسلام نہ کیا ہو گا سگر باطناً وہ ضرور
سومنہ ہو گئی۔

اب رہا یہ امر کہ وہ صاحبزادیاں شریک بہا بنو میں تو حضرت زینب

و رقیہ وام کلثوم

زوجہ ابوالعاص کا انتقال شہہ ہجری میں ہوا اور حضرت بقیہ کا سلسلہ ہجری میں اور حضرت ام کلثوم کا سلسلہ ہجری میں اور مباہلہ شہہ ہجری میں ہوا (استیعاب)۔ پس جبکہ وہ عاجزاویاں زندہ ہی موجود تھیں تو شریک مباہلہ نہ ہو سکتیں۔ اب رہا یہ امر کہ کسی عالم اہل سنت نے ان بنات کو شریک آیہ تطہیر نہ سمجھا اور کہہ دیا کہ انہیں صدقہ کا حرام ہونا بیان کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یتیموں صاحبزادیوں کو لاد لگایا صرف حضرت ام کلثوم کے ہاں ایک بچہ حضرت عثمان سے تھا وہ کم سنی میں مرغ کی ضرب کے صدمہ سے مر گیا تھا پس اس وجہ سے علماء کو ان صاحبزادیوں کے باب میں زیادہ بحث کرنے کا موقع نہیں ملا۔

اب رہا یہ امر کہ دشمنان پیغمبر کے فضائل کتب صحاح وغیرہ میں موجود ہیں اور ان صاحبزادیوں کے نہیں تو اس لئے کہ یہ بنات سلسلہ پیغمبر سے خارج نہیں ہو سکتیں اور جس صورت میں ذیل فقہان نے ان کو حلالہ جزو اہل بیت نہ کیا ہے۔ یہ نہیں جہ سے تو اس ان صاحبزادیوں کے فضائل کو ان میں سے نہ لکھا گیا ہے۔ الغرض جسے ایک حضرت شیعہ مشو عثمان کے صلب پیغمبر سے ہونیکا انکار اقوال پیغمبر و ائمہ علیہم السلام سے پیش نہ کریں اوس وقت ان کو حضرت خدیو ام کلثوم کے بنات رسول ہوئیے انکار نہیں کرنا چاہیے اور اسی طرح جب تک سند مطلوب پیش نہ ہو اوس وقت تک حضرت عثمان مشہورہ صفت ذوالنورین سے خارج نہیں ہو سکتے خاصہ وہ ہیں۔

باب اول فی نسبت حضرت رضی اللہ عنہ

جناب ظہر بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ سے ہیں ان کے نسب کی نسبت بھی حضرت شیعہ نے عنایت کی ہے چنانچہ سیرت ہشام سے احقاق الحق شیعہ میں اس طرح وہ قد ذکر ابو المنذر ہشام بن محمد | منقول جو ابو المنذر ہشام بن محمد بن لکھا

طہ بن سبب

بن السائب الکلبی من علماء الجہود الکلبی جو جمہور علمائے اہلسنت سے ہیں
ان من جملة البغایا وذوی الروایات وہ کہتے ہیں کہ صاحب رایت زنا صعبہ بنت
صعبہ بنت المحزومی وکانت لدیہ حضرت میکہ میں تھی جسکے ہاں رایت زنا
جکے واستصفت بابی سفیان فوقع تھا پس ابوسفیان سے اسکی تعریف
علیہا ابوسفیان وتزوجها عبید اللہ کی گئی اور ابوسفیان اوپر نزع ہوا اور
بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعید صعبہ سے عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن
بن تیم بن عدت بطح بن عبید اللہ کعب بن سعد بن تیم کا نکاح ہو گیا اور
لست اشہد فاختصم ابوسفیان و نکاح کے چھ ماہ بعد حضرت طلحہ پیدا ہوئے
عبید اللہ فی طلحہ فجعل امرہا لے پس ابوسفیان اور عبید اللہ کا انبیت
معدنا فاستحققت بعبید اللہ فقیل لہا میں جھگڑا ہوا اور صعبہ کو اس نزاع کا پرچ
کیف نکحت اباسفیان فقتالت ید بنایا گیا تو اسنے طلحہ کو عبید اللہ کا نطفہ
عبید اللہ طلحہ وید بابی سفیان بتایا لوگوں نے صعبہ سے پوچھا کہ تو نے
بکرو۔ طلحہ کو ابوسفیان کا نطفہ کیوں نہ بتایا صعبہ

نے کہا کہ عبید اللہ مروی ہے اور ابوسفیان بخیل انتہی محضاً اور حضرت طلحہ کو عبید
اللہ کا نطفہ بنانے کے اسباب یہ تھے۔

ثبوت سبب اول نقل۔ مسلم کتاب الاقصیہ جلد رابع باب قضیہ ہندوت

عقبہ بن ربیعہ صفحہ ۸۱ میں حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ او نخل نے فرمایا کہ ایک
فقتلت یارسول اللہ ان اباسفیان دن ہند بنت عقبہ بن ربیعہ معویہ سے

۱۵ جناب ابوہریرہ کا نسب یہ ہے عبید اللہ بن ہاشم الموصوم بن عثمان بن عمرو بن کعب
بن سعد بن تیم اور طلحہ کا یہ نسب ہے طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن
تیم اس سے معلوم ہوا کہ حضرت طلحہ ابوہریرہ کے حقیقی بھتیجے تھے ۱۳

حالیہ سبب اور سبب ابوسفیان

دجل شعیج لا یعطینی من الثقتہ فایکفیہ حاضر ہو کر شکایت کی کہ ابوسفیان مجھ سے
دیکھتی ہے ابھی الاما احذت من مالہ اس قدر خرچ نہیں دیتا کہ جو مجھے اور میرے
بغیر علمہ۔
سے اس طرح جراتی ہوں کہ اس کو معلوم نہیں ہوتا انتہی محضاً

سبب دوم یہ کہ ابوسفیان نہایت ذلیل ہیشہ اور نہایت مغلوب الغضب
تھا چنانچہ حیوۃ الحیوان دمیری مطبوعہ مطبع مسطفی شاہین مصری جلد اول لغت
جزو صفحہ ۲۶۹ میں ہے۔

کان ابوسفیان بن حرب بیبع المیت کہ ابوسفیان روغن زیست اوج پر پھینکا
والا م۔
تھا انتہی۔

دوسرا ذلیل ہیشہ تایخ کامل ابن ابی حزمہ کے ماثیہ پر موضح الذہب
علامہ سعودی تھیں ہے اور سیکسنے ۵۰ میں تیس بن سعد صحابی رسول کا خط موعوبہ
کے نام کا ہے اس کا ایک فقرہ طعن موعوبہ میں یہ بھی اون بزرگ نے فرمایا ہے کہ
وعد کان لایث اوثر قوسہ وودع عثرہ اسے مہاوید بیشک تیرا پ یودیوں کی
خشغ بہ من عقبہ لاشق غیدہ۔ جہاد نگاہ میں دو تار اچاتا تھا اور پانی
پھینچتا تھا پس اس سے جھگڑاتا تھا جو پانی کھینچنے کے پتھر پر چڑھتا تھا اور لڑ جھگڑ کر
سب پانی پھینچ لیتا تھا انتہی محضاً اس روایت سے دُفالی اور ہشتی کا پیشہ
ظاہر ہوا۔

سبب سوم یہ کہ ابوسفیان اول درجہ کے حرام کار اور زانی تھے چنانچہ
وفیات الاعیان ابن خلکان میں میری شاعر کے یہ بیات ہیں۔

ابوسفیان

دوم

نکارسی ابوسفیان

ابلیغ معویہ بن صفورہ مغفلۃ من الرجال الیغای و انتضب ان یقال لہ عفا و توصی ان یقول بولہ رافی و فاشہد ان و حمای من زیاد کہ الفیل من ولد لاثان و واشہد انہما ولد زیاد و صفورہ من سمیۃ غیر دان -

دیتا ہوں کہ زیاد سمیہ کے لطن سے اون ہی ایام میں پیدا ہوا جن دنوں ابوسفیان کی سمیہ سے آشنائی تھی۔ اہی محصلہ۔ پس حضرت طلحہ کو صبیہ نے جو عبید اللہ کا لطفہ بتایا اور ابوسفیان کا لطفہ نہ بتایا تو ظاہر اسباب بالا کے سبب طلحہ کو ابوسفیان کا لطفہ نہ بتایا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

دوسرا طعن یہ ہے کہ حضرت طلحہ کی زوجہ فاحشہ تھیں چنانچہ سیرت میں ہشام بن محمد بن سائب کلبن نے لکھا ہے کہ ایک دن یزید بن معاویہ بن ابوسفیان قال جری بین یزید ابن معویہ و بین اسحاق بن طلحہ بن عبید اللہ کا مکالمہ ہوا جبکہ معاویہ خلیفہ بن چکا تھا یزید نے اسحاق سے کہا کہ تمہارے لئے یہ ہی بہتر ہے کہ تمام بنو حرب جنت میں داخل ہوں ان میں داخل بنو حرب کلہم الجنة امثلاً یزید نے یہ اشارہ ام اسحاق کے فحش کی نظر یزید الی ام اسحاق کا منت تلو الی بعض بنی النحر فقال لہ اسحاق ایاہ - جہاں سے لوٹ تھی۔ اسحاق نے

دکھناش ام اسحاق زوجہ طلحہ

ان خیرات ان یدخل بنو العباس کلہم کہا کہ تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ تمام ہی مجلس
الجمۃ فلو یعلم یزید قولا وفعلا جنت میں داخل ہوں لیکن یزید اس کی کیا
معویہ فلما قام اسحاق قال معویہ کو نہ سمجھا اور معویہ سمجھ گیا جب اسحاق ٹھکر
لیزید قشاشا تو الرجل قبل ان تعلم چلے گئے تو معویہ نے یزید سے کہا کہ تو بغیر
ما فیہ قال قصدت ان اناشدین سوچنے سمجھنے لوگوں کو گالیاں دیتا ہے
اسحاق قال وکذا لک ایضا قال کیف (یعنی عیب چینی کرتا ہے) یزید نے کہا کہ مہنوی
قال اما علمت ان بعض قریش فی تو اسحاق کی عورتوں پر چوٹ کی تھی معایا
الجاهلیۃ یزعمون انی للعباس فسقط نے کہا پس اسحاق نے بھی ویسا ہی جواب
فی ید یزید - دیا یعنی تیرے دادی ہندہ پر طعن کیا یزید

نے کہا یہ کیونکر معویہ نے کہا زمانہ جاہلیت میں قریش سے بہت لوگوں کا یہ خیال تھا
کہ میں (معویہ)

عباس بن عبد المطلب کے نطفہ سے ہے یزید چپ رہ گیا۔

چونکہ حضرت طلحہ چند ماہ کی مدت محل میں پیدائش کے سبب سے بہت کمزور شخص تھے
دو صبر جناب طلحہ کے باپ مخنث تھے اور بمصداق حدیث مشہور الولد سلا بید
حضرت طلحہ میں باپ کے مخنث ہونے کا جمود مشہور ہونا لازمی تھا بایں وجہ انکی زوجہ
فاحشہ ہو گئی ہوں تو تعجب نہیں اور عبید اللہ کے مخنث ہونے کا ثبوت اسی سیرت
ہشام میں ہے۔

من کان یخنث عبید اللہ ابو طلحہ کہ جو مخنث گری کرتا تھا وہ طلحہ کا باپ عبید
تھا مہنتی محمداً

لہذا ثابت کہ حضرت طلحہ مہول النسب تھے۔

فصل اول در تزیینہ حضرت ضیائے

صاحب احقاق الحق تینہ غالی اور ابو المنذر ہشام صاحب سیرت گوہر گہنی
مگر چہان کا جھوٹا اسلئے یہ طعن ہم پر محبت نہیں ہو سکتا۔ وہم ہمارے کسی معتبر و موثق کتاب
سے حضرت طلحہ کا نسب عیب ثابت نہیں اور نہ اون کی والدہ کے غش کا کچھ ذکر نہ محنت
ہونے کا اور نہ اون کی زوجہ کے غش کا کچھ حال۔ اس سے ہویدا ہے کہ یہ طعن نسب
بالکل مجہول ہے سو ہم بالفرض صعبہ فاحشہ بھی تھی تو جب بقول ابو المنذر ہشام
صعبہ کا نکاح عبید اللہ سے ہو گیا تھا اور نکاح کے چھ ماہ بعد حضرت طلحہ پیدا ہوئے تو اس
سے حضرت طلحہ کو ابو سفیان کا نطفہ قرار دینا چہ معنی دار دیکھنا یہ محال طبعی ہے کہ چھ ماہ
میں مولود انسان پیدا نہیں ہو تا یا جو پیدا ہوتا ہے تو کیا وہ زندہ اور طویل العمر نہیں
ہوتا دینا میں بکثرت مولود ایسے ہوئے کہ وہ چھ ماہ کی مدت حمل میں پیدا ہوئے
اور عمر طبعی کو کچھ بچہ اور بچوں نے انتقال کیا۔

اگرچہ حمل کی مدت طبعی انسان کیلئے عموماً نو ماہ ہیں لیکن دینا میں تمام مولود
اس قاعدہ پر پیدا نہیں ہوتے بعض چھ ماہ میں پیدا ہوتے ہیں بعض تین سال اور بعض
چار سال اور بعض آٹھ سال اور بعض دس اور بعض بارہ سال اور بعض اس سے
بھی زیادہ حمل میں رہ کر پیدا ہوئے غرض حمل انسان کی مدت انتہائی میں برسے
مشاہدہ سید اختلاف ہے اور نو ماہ عام طبعی مدت حمل ہے اور ایسی کمی یا زیادتی
بجست عوارض ہے چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام چھ ماہ کے حمل میں پیدا ہوئے
اور امام ہاشم تین سال اور امام شافعی چار سال میں پیدا ہوئے۔

سیراق طعن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہ حقیقۃً تو ابو سفیان کا نطفہ
تھے لیکن جو دشمنیں اور روئی ہیشہ اور بد مزاج تجھس صعبہ نے زیادہ آمدنی اور حلو و

اختلافات مدت حمل

کے خیال سے حضرت طلحہ کو عبید اللہ کا نطفہ بتایا تو اس اعتراض سے صعبہ کا فریب اور جھوٹ بولنا ثابت ہوا پس اس نامعقول اعتراض کا جواب بھی ملاحظہ ہو۔

جب کہ عبید اللہ سے صعبہ کا نکاح ہو چکا تھا تو بعد نکاح جو بچہ پیدا ہو گا تو وہ بچہ صاحب فرش کا سمجھا جائیگا خواہ نکاح کے چھ ماہ بعد ہو یا چھ سال بعد اور مولود کے نسب کی صحت عورت کے بیان پر کجاوگی اور مرد کے بیان کا اعتبار نہ کیا جائیگا (دیکھو کتب فقہ فریقین) دوم جبکہ اسی زمانہ والوں نے حضرت طلحہ کو عبید اللہ کا فرزند تسلیم کر لیا جو کہ عبید اللہ کے محنت ہونے سے بھی ضرور واقف ہونگے بلکہ جناب ابوسفیان بھی واقف ہونگے تو آج یہ طعن ہی عبث ہے سو ہم اگر عبید اللہ کے محنت ہوتے تو ابوسفیان طلحہ کی ابنیت کے جھگڑے کے وقت ضرور کہہ دیتا کہ تم محنت ہو تم کو اولاد نہ ہو ہی نہیں سکتی پھر طلحہ کی ابنیت کا دعویٰ کیسا۔ لیکن مطاعن پیش شدہ میں اس معارضہ کا ذکر نہیں ہے لہذا عبید اللہ ہرگز محنت نہ تھے اور حضرت طلحہ ان ہی عبید اللہ کے فرزند صلبی تھے چھ ماہ جبکہ ابوسفیان نے اوس وقت کے بعد پھر بھی طلحہ کی ابنیت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ کسی قاتل سے طلحہ کی ابنیت کی جلعج کرائی گئی جیسا کہ عرب لوگ بحالت شبہ مولود نسب کی جلعج کرایا کرتے تھے اور نہ معاویہ نے زیاد بن عبید کی طرح حضرت طلحہ کو بن ابوسفیان بنائیکو شش کی جیسا کہ حصہ اولیٰ میں لکھ چکے تو آج تیرہ سو تیس برس بعد آپ حضرات کو اس اعتراض کا کیا حق ہے پس ان معقول جوابات سے معلوم ہو گیا کہ حضرت طلحہ عبید اللہ ہی کے نسب سے تھے۔

فصل دوم در حلیۃ ایتقال و جو کذب

اس فصل میں دو باتوں کا جواب معقولی و منقولی پیش کیا جاتا ہے۔

جواب اول

بالفرض والتسلیم اگر صبیہ کا طلحہ کو عبید اللہ کا نظفہ فریباً ظاہر کرنا مان لیا جائے
تو جیسے منکوحہ غیر زوجہ قاعدہ وفقہ اہلسنت فریب سے حلال ہو جاتی ہے اسی قیاس
پر اولاد وغیرہ بھی فریبی کے نسب سے سمجھی جاسکتی ہے۔ اور مشیاء منسوبہ کیلئے بھی ایسا ہی
حکم ہے چنانچہ منحول غزالی میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اصول مذہب دینچ ہیں
اگر غاصب منسوبہ میں تغیر کر دے تو مالک کا حق ملکیت شی منسوبہ سے زائل
ہو جائیگا دوسرا اصول مذہب یہ دینچ ہے کہ اگر فریبی شخص تعلیمی گواہ کو کسی کی زوجہ
قال شہود الزور اذا شہدوا کا ذبیہ کے نسبت ایسی گواہی کیلئے پیش کرے
علی نکاح زوجۃ لغیر وقضایہ القاضی کہ یہ عورت عمر کی منکوحہ ہے اور وہ قلمی
بخطاء الزمۃ الشہود حل وان کان گواہ عمر کی منکوحہ ہونا بیان کر دے اور
علما بالتزویر حرمۃ علی الاولین قاضی اوس جھوٹی شہادت پر منکوحہ بکر
وہین اللہ تعالیٰ۔ کو عمر کا ذبیہ حوالہ کر دے حالانکہ مدعی
یہ جانتا ہو کہ یہ عورت بکر کی منکوحہ ہے تو بھی عمر کا ذبیہ پر وہ عورت خدا کے نزدیک
بھی حلال ہو جائیگی اور شوہر اول پر حرام انتہی محصلہ آپس جن اہل مذہب کا
خدا کے علام الغیوب کے نسبت بھی یہ اعتقاد ہو کہ وہ بھی فریبی مدعی کا حق تسلیم کر کے
عورت کو اصل شوہر پر حرام اور فریبی اور کاذب شوہر پر حلال کر دیگا تو اس عقائد
کی صورت میں عمل فریب احسن و مہلح سمجھا جائیگا اور اسی قیاس پر اولاد وغیرہ
مدعی کاذب کی مانی ٹہریگی۔ اور ایسے ہی فریب حلال کی تائید میں جامع الشرائع
فاسع البعدت امام محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی صحیح جلد اول کتاب النکاح میں
ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور سکے اخوی حصہ میں ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ
قال بعض الناس ان لو استاذن اگر باکرہ سے اجازت نہ لی گئی ہو بلکہ کسی

حلت زواجہ

البکر ولم تزوج فاحتال رجل فاقام
شاهدی ذورانه تزوجها برضاها
فانثبت القاضی نکاحها والزج یعلم
ان الشهادة باطله فلا یاس ان
یطاءها وهو تزویج صحیح -
کارروائی ہے مگر اس عورت سے مدعی کا ذب کو وطی حلال ہوگی اور نکاح صحیح
ہوگا انتہی محضاً۔

چونکہ نسب کا بادی جماع اور مقصود نتیجہ جماع اولاد اور جماع فریب سے
بھی ہادیان مذہب بلکہ خدائے علیم کے نزدیک حلال ہو جاتا ہے تو اولاد غیر بصورت
فریب حقیقی اولاد ماننی ٹرگی لہذا ثابت کہ فریب صعبہ نسب حضرت طلحہ کی نسبت
احسن اور جائز و حلال تھا اس بنا پر حضرت طلحہ عبید اللہ ہی کے صلب سے
تھے۔

بالفضل والستیلم صعبہ بنت حضرمی نے جھوٹ کہا کہ حضرت طلحہ ابوسفیان
کے نطفہ نہیں عبید اللہ کے صلب سے ہیں تو اس جھوٹ بولنے سے صعبہ شریعت
الہیہ کے مطابق کیا کافر ہوگئی یا جہنمی ہوگئی یا مرتکب حرام ہوئی پس حضرات شیعہ
کے ایسے تمام قیاسات و خیالات لغو و مہمل ہیں۔

کذب نفس الامریں بر انہیں صرف بیوقوفوں کے بجا استعمال کے سبب
بدنام ہے لیکن مذہب الہیہ نے اسے حرام نہیں کیا اس ہی لئے سیدین لوگوں نے
اسے کبھی ترک نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اسکا عمل اور شوق کرتے رہے ان بناؤں پر علماء
الہیہ نے خدا تعالیٰ کے امکان کذب کا مسئلہ تحقیق کر کے جوہر لکھا ہے وہ بہت
درست معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس مسئلہ کی تحقیق اور بحث موضوع کتاب سے

جد ہے اس وجہ سے ہم صرف اس کی حلت و وجوب کی نسبت لکھ کر اس نسب کی بحث کو ختم کرتے ہیں۔

ایضاً العلوم غزالی جلد دوم میں ہے اعلوان الکذب لیس حرام یعنی کذب حرام نہیں اور زاد المعاد ابن القیم جلد اول صفحہ ۳۹۹ میں ہر کلام کذب الکلام وسیلۃ الی المقاصد ص ۱۴۱ تحصیل مقصود ہے جو مقصود محمود مقصود محمود ممکن التوصل الیہ بالصدق اگر اس کو صدق و کذب دونوں سے حاصل کر سکتے ہیں تو اس موقع پر کذب حرام ہے اور اگر صرف کذب ہی سے وہ حاصل ہو سکتا ہے نہ صدق سے مقصود حاصل ہو سکتا ہے نہ صدق سے حاصل ذلک المقصود مباحاً وجوباً تو اگر تحصیل مقصود جائز و مباح ہے تو کذب بھی مباح ہوگا اور جو مقصود کی تحصیل واجباً ان کا مقصود واجباً۔

ہے تو کذب بھی واجب ہوگا انتہی محضاً پس جبکہ مذہب اہلسنت و الجماعت کے بموجب کذب حرام نہیں بلکہ بعض صورتوں میں کذب فرض و واجب ہے تلایک جاہل کا فرہ عورت صعبہ کے جھوٹ پر کیوں طعن کیا جاتا ہے اور جو کہا جائے کہ صعبہ نے حضرت طلحہ کا یہ انتقال نسب بہ تقیہ کیا تھا جو حرام ہے تو بیتک تقیہ کی حرمت میں کلام نہیں لیکن اہلسنت نے اس کو شیعہ پر حرام کیا ہے اور صعبہ شیعہ نہ تھی ہاں اگر صعبہ کو شیعہ ثابت کر کے اس انتقال و تبدیل نسب طلحہ کو کسی کتاب معتبر سے تقیہ ثابت کر دیا جائے تو ہم جملہ اہلسنت کے ترک اسلام کرینا کا وثیقہ لکھ دیں گے۔

باب چہام و بنی شیبہ حضرت ابوسفیان رضی

حضرات شیبہ کہتے ہیں کہ اولاد کتب بن لوی سے فقی بن کلاب وہ

دوب کذب

شخص ہیں کہ جن سے قریش کی ابتدا ہوئی۔ ان قصی کے چار فرزند تھے عبد الدار
عبد مناف۔ عبد العزی۔ عنداؤد عبد مناف کے بھی چار فرزند تھے ہاشم عبد
شمس۔ مطلب۔ نوفل اور عبد شمس کے پانچ فرزند تھے عبد امیہ و ربیعہ و عبد
العزی و نوفل و جیب (یا یح) کا مل ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۸) اور امیہ کے فرزند حرب
حاصل تھے۔ باقیوں کا حال معلوم نہیں ہوا۔

پس مشہور یہ ہے کہ عبد شمس کا کوئی فرزند امیہ نامی نہ تھا ہاں ذکوان غلام
عبد شمس تھا جسکو امیہ بھی کہتے تھے چنانچہ اصحاب ابن حجر عسقلانی جلد اول
صفحہ ۶۱۵ طبع ۱۰۲۰ء ترجمہ ثوب میں ہے کہ جب حضرت ثوب دبار معاویہ میں پہنچے
تو انھوں نے اٹھا کر کلام میں معاویہ سے کہا کہ تم لوگ جھوٹا دعویٰ کرتے ہو کہ امیہ
عبد شمس کا بیٹا تھا بلکہ حقیقتہ میں ذکوان غلام عبد شمس تھا جسکو حقیر سمجھ کر لوگ
امیہ کہتے تھے انتہی محضاً ایسا ہی ثمرۃ الاوراق صفحہ ۵۴ میں حضرت شریک
بن اخور کے مناظرہ میں ہے کہ اسے معاویہ تو امیہ کا بیٹا ہے اور امیہ تصغیر ہے امہ
کی جو چھوٹی اور ذلیل باندی کو کہتے ہیں ان روایات سے ابوسفیان بھول
نسب معلوم ہوتے ہیں اور روض الاف سہیل میں حضرت وعقل صحابی
کبیر انس کا قصہ بھی اسی معنی میں ہے کہ معاویہ نے اون سے پوچھا کہ آپ نے
حضرت عبد المطلب کو بھی دیکھا تھا کہاں ہاں دیکھا تھا وہ شیخ نجیم و سیم تھے
کہ دس بیٹے ادان کو ستاروں کی مانند گھیرے رہتے تھے پھر معاویہ نے پوچھا
کہ آپ نے امیہ کو بھی دیکھا تھا حضرت وعقل نے فرمایا ہاں دیکھا تھا وہ چندھا کر گیا
بد شکل عبد شمس کا غلام تھا معاویہ نے کہا کہ وہ عبد شمس کا پیشا تھا حضرت
وعقل نے فرمایا ہاں تم لوگ ایسا ہی کہتے ہو لیکن حقیقتہ میں وہ ذکوان غلام عبد
شمس تھا اور اسی کو امیہ کہتے تھے انتہی محضاً چونکہ خالد ابن بنی امیہ ذلیل اور

دنی پیشہ تھا دوم عرب کے باندی غلام اکثر و بیشتر بتلائے زنا رہتے تھے پس ابوسفیان کے مہول النسب ہونے میں کلام نہیں۔ اور تاریخ کمال مذکور اور اصناف میں حضرت سفینہ صحابی کا یہ قصہ درج ہے کہ کسی نے اون سے پوچھا کہ بنی امیہ کذبیت اسماہ یعنی الزرقاء بل ہم اگمان کرتے ہیں کہ خلافت ہم سے مخصوص ملوک من شتر الملوک ہے تو آپ نے فرمایا بنی زرقا نے جھوٹ کہا

وہ تو بدکار بادشاہوں سے ہیں اتنی مٹھا کتاب الامثال میدانی نیشاپوری میں ہے کہ سماء ارنب کا عرف زرقا تھا اور یہی زرقا ابوسفیان کی ماں تھی جسکے ہاں رایت زنا تھا چونکہ حضرت سفینہ کے قول میں خاندان بنی امیہ کی نسبت بنی زرقا ہے اور عرب لوگ ولد زنا کو ماں کی ابنیت سے خطاب کر نیکی عادی تھے پس معلوم ہوا کہ ابوسفیان صحیح النسب نہ تھے۔

فصل تیرنسب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

حضرات شیعہ نے جناب ابوسفیان کے نسب کی نسبت جو اسناد پیش کئے ہیں وہ مفید یقین نہیں کیونکہ وہ کتب معتبرہ سے منقول نہیں ہیں دوم زرقا کی نسبت جو صاحب رایت زنا ہوں بیان کیا ہے تو وہ مروان بن حکم کی ماں کا نام ہے ہاں وہ صاحب رایت زنا تھی سوم مذکورہ خواص الامہ سبط ابن جوزی سے حصہ اول ضل نجم میں ہم نے جو یہ روایت لکھی ہے کہ حمامہ معاویہ کی واما حمامہ تھی بعض جدات معاویہ ایک داوی تھی جو فاحشہ تھی اور اسکو حکان لھا دایت بذ المجاز من ذال ہاں رایت زنا تھا تو یہ حمامہ مدخلہ جزا بغایات فی سماع۔ ہوگی مادر ابوسفیان کا نام تو ارنب تھا

جسکا نقش کسی کتاب سے ثابت نہیں اور ستطرف کے صفحہ ۲۱ میں ابوسفیان

کی ماں کا نام قبلہ لکھا ہے اور قبلہ کا فاحشہ ہونا بھی کسی لسانب نے نہیں لکھا اور اسد
 الخا جلد پنجم میں ابوسفیان کی ماں کا نام صفیہ بنت حرث لکھا ان کا فاحشہ ہونا بھی کسی لسانب
 نے نہیں لکھا پس جبکہ جناب ابوسفیان کی مختلف نام کی ملائیں مزنیہ ثابت نہیں اور
 نہ ابوسفیان کے ابن حرب ہونے میں کسی لسانب و محدث نے کلام کیا ہے تو حضرات
 شیعہ کا یہ بے سرو پا طعن لغو ہے۔

چہارم جناب ابوسفیان کا ذلیل پیشہ ہونا اور مغلس ہونا تو یہ بھی ہماری کتب سے ثابت
 نہیں ہوتا بلکہ رئیس اور صاحب الرکے اور ہمارے ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ مروج
 الذہب علیہ مسعودی جو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ کے حاشیہ پر لکھی ہے اس کے صفحہ ۵۱ میں
 ایک خط محمد بن ابی بکر کا معاویہ کے نام کا ہے اس کا مطلب بقدر ضرورت یہ ہو کہ
 وانت اللعین ابن اللعین لو تزلزلت معاویہ تو ملعون ابن ملعون ہے ہمیشہ تم
 وابوہ تبغیان لرسول اللہ صلعم الغوا وونوں باپ بیٹے رسول اللہ سے لڑتے
 ویتحدان فی اطفاء نود اللہ تجتمعان رہے اور نور خدا کے بجھانے میں کوشش کرتے
 علی ذلك المجموع وبقدر لان فیہ رہے اور مال خرچ کرتے اور قبائل کو بھڑکاتے
 المال وقولیان علی القباہل علی اللہ تھے اس حالت میں تیرا باپ مر گیا اور تو اوکا
 مات ابوہ وعلیہ خلفۃ النبی علیہ السلام جا نشین ہوا کہ بقیہ اس لشکر کا تیرے پاس
 من تدانی ویلجا علیک من بقیۃ جمع ہوتا ہے اور روسا وفاق کا جمع رہتا
 الاحزاب ورساء النفاق ہے انتہی بھلا۔

الفصل جاثمہدت بالاحادیث اسی کا نام ہو کہ عثمان بن عفان سے جناب ابوسفیان کا

۱۰ غلبہ وہی حزن بن ابی وہب ہیں کہ جفا نام آنحضرتؐ سے رکنا ہوا تو انھوں نے اسم سے

انکار کیا اور کہا انما السیولۃ للحار واھلہ اعلوہ استیعاب جلد اول

۱۱ نام حوز بن حرب اور کنیت ابوسفیان ہے اور دوسری کنیت ابو قتله (اسد انساب)

مالدار اور رئیس ہونا ثابت ہو گیا گو کسی قسم کا ہوا وجودہ ازالہ ہمیشہ ہوتے تو لوگ اون کے پاس کیوں جمع ہوتے پینچہ فضل بن روزبهان نے ابطال الباطل میں حضرت طلحہ کی جنسٹ ولادت کے جواب میں فرمایا ہوا اس سے کوئی ذمی غم اٹھا نہیں کر سکتا چنانچہ فرماتے ہیں کہ جنسٹ ولادت کا ذکر سوائے شرفا حش کے اور کچھ نہیں اور صاحب المثالب شوماذ کہہ لیس الافشار الفاحشہ کلا کی نقل پر کوئی اعتماد نہیں ہو سکتا کیونکہ جو اعتماد علی نقل صاحب المثالب فان کوئی شخص کسی ایک باب میں کتاب لکھتا من صفت کتابا فی شئی فلا ید یاءقی ہے تو اس میں روایات قوی اور ضعیف بکل عنث وسمین وید کہ فیہ معائب کو بیان کرتا ہے اور اس میں لوگوں کے الناس و لیس فیہ حلیل ولا حجج۔ عیبوں کا ذکر جوتا ہو پس ادب میں کوئی دلیل و حجت نہیں آتی محضاً چونکہ ابن روزبهان ایک محض پر رسول مبتلاہ کرو لی کامل ہو گئے پس ایسے تخریر کا راور علوم ظاہر و باطن کے واقف کار کی بات ضرور مؤثر و معتبر ہوگی لہذا نسب ابوسفیان با اعتراض لغو اور مہمل ہے

باب پنجم در بحث معاویہ رضی اللہ عنہ

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہی مطاعن کے علاوہ اور بھی اقسام مطاعن ہیں اول حضرت شیعہ فرماتے ہیں کہ وہ ادنیٰ درجہ کے آدمی تھے دوم جناب معاویہ عام لوگوں کے سامنے فاحشہ منہسی ہنستے تھے سوم بر سر منبر گویا راتے تھے چہارم جناب معاویہ اولاد نیوگے تھے پنجم مطاعن نسب کہ معاویہ وہ چار شخصوں کے نسب سے تھے پس مطاعن اول و دوم و سوم و چہارم کا جو سب باختصار دیا گیا مگر مطاعن نسب کثیر ہیں اس سبب سے جواب میں بھی طول ہو گیا ہے

طعن اول بدرجہ ادنیٰ

مستطرف صفحہ ۱۱ میں ہر وائل بن حجر (جو شاہزادہ بن تھے) آنحضرت کی خدمت

وقیل انی وائل بن حجر الی النبی صلعم میں حاضر ہوئے تو آنحضرت نے او کو کچھ زمین خا قطعاً عیناً وقال لمعویہ اعرض هذا جاگیر دی اور جناب معاویہ کو او کی نشان

الارض علیہ لکنہما لخریج مع معویہ وہی کے واسطے روانہ فرمایا تمازت آفتاب

فی ہاجرۃ شدیدۃ ومشی خلف سے جناب معاویہ کے پاؤں جلنے لگے تو

ناقتہ فاحرق حر الشمس فقال لروء وائل سے کہا کہ مجھے بھی اونٹ پر بٹھا لو۔

خلفاء علی ناقتہ وقال لست وائل نے کہا کہ تو بادشاہوں کیساتھ نہیں

من اعداء الملوک قال فاعطانی بیٹھ سکتا معاویہ نے کہا اچھا جوتا ہی دیدو

نعلیک قال ما یجمل یمنعنی یا من پس ہیں کہ پاؤں جلا جاتا ہو وائل نے کہا

ابی سفیان ولکن اکثر ان یمیلج اقبال کہ ہم خیل نہیں جو نہ دیں مگر تم کو اس سے شرم آتی ہو

الیمن انک لبست نعلی و ان مشی کہ لوگ میں گئے معاویہ نے وائل کا جو تہ

فی ظل ناقتی فخر سبک جہاں شرفا پس لیا پس تیرے شرف کیلئے یہی کافی

ہے کہ میرے ناتہ کے سایہ میں چلا آؤ آتش محمداً۔

طعن دوم بمزاج بد

ثمرۃ الاوراق کے صفحہ ۴۲ میں ہے کہ ایک روز شریک بن اعور نامی شخص جو

ان شریک بن الاعور دخل علی معاویہ ایک قبیلہ کا سردار تھا اور جناب امیر علیہ السلام

و یجتال فی مشیہ فقال نہ معویہ کا دوست وہ اکثر تاہوا معاویہ کے پاس گیا

واللہ انک لشریاع و لیس اللہ معاویہ نے کہا کہ تیرا نام شریک ہے اور خدا کا کوئی

شریک و انک ابن الاعور و اوصحیح شریک نہیں (یہ ولد الزنا ہونیکا اشارہ ہے)

خیر من الاعور و انک لدیمع و الوسیم اور تو کلام ہے اور صحیح کہنے سے اچھا

خیر من الیمیم فہم سعد و قوماک ہوتا ہے اور تو بد شکل ہے اور خوبصورت

فقتل له شيئا والله انك ملعوب و
 ما ملعوب الا كلمة غوت فاستغوت
 فسميت ملعوب خلقك ابن حروب و
 المسلو خير من المحارب وانك ابن
 والسهل خير من الصخر وانك ابن
 وما امية الا مة صغرت فسميت اميا
 فكيف صرت امير المؤمنين -
 اور تو امیر ہو گیا۔ اتنی

لو ہدی کو کہتے ہیں پس تو کیسے ایر المؤمنین بن گیا۔ اتنی
 طعن سوم در اخلاق سیدہ

بيع الابرار زعشري وكشاف ميں ہے کہ جناب معویہ نے خطبہ پڑھنے میں ایک
 يا ايها الناس ان الله خلق ابداناً كوزر كبريا اور کہا اے لوگو خدا نے ہر مخلوق
 وجعل فيها روحا فاما تلك الناس كيا اور پید کر کے ہوا بھردی تو کوئی اور سبب
 ان يخرج منهم -
 حضرت معصوم بن سو حان موجود تھے اونھوں نے کھڑے ہو کر فرمایا اے حضرات
 اما بعد فان خروج الارواح في المتوفى
 سبباً وعلى المنابر بعد عدا واستغفر
 الله لي ولكم -
 مصلیٰ

اليوم واقعة دوم صاحب تاريخ الاذان نے رسالہ مذکور کے صفحہ ۵۱ میں لکھا ہے
 الحمد لله الذي جعل خروج الروح
 نے فرمایا شکر خدا کہ اس نے روح کے نکلنے میں ہر کو راحت دی پس سامعین خطبہ میں

گوئی و خطبہ

ایک صاحب نے معاویہ کے جواب میں لکھا کہ منبر پر گوز بکھلنے میں قباحت
ولکن علی المنبر قباحة ووقاحة۔ اور نالائق ہے۔

غالباً ایسی ہی تشریح کے اجازت کے امام پر حضرت نے جو اصحاب کو نصیحت
قال اخذایتم معاویہ علی منبری | قربانی تھی کہ جب معاویہ کو میرے منبر پر
فاقتلوه (تایخ ظہری) | دیکھنا تو اسکو قتل کرنا۔ انتہی محسوس۔

الفرص ایسی سبک روی کی نسبت قیل کا حکم دیا ہو تو کوئی تعجب نہیں۔

شیعہ حضرات کے یہ نبیل طعن ایسے میں کہ جیسے ہم نے اسی حصہ دوم کے
عنوان میں لکھا ہے کہ ان حضرات کے اعتراضات وہی بتا ہی اور خلاف اصول ہنسنت
ہوا کرتے ہیں اول کے دو اعتراضوں کے جواب کیا دیں جو اس کتاب کے طرز و
روش کے خلاف ہیں لیکن ہم صرف اسی طعن سوم کا جواب دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں کہ خدا کے عزوجل اور امام صاحب ہیں
صرف چار ہی واسطے ہیں چنانچہ صاحب درمختار نے اپنی کتاب موصوف کے
دیباچہ میں میزان شعرانی سے یہ روایت فخریہ نقل کی ہے ابو حنیفہ عن طاو
عن ابن عباس عن النبی عن جابر عن عبد اللہ عن زوجہ کذا فی المطای
پس جب ایسے مقرب اللہ کی رائے میں گوز اور تمام احداث سے نمازیں کوئی کسب و
نہیں مانا تو خطبہ میں کیا جرح ہو چنانچہ رسالہ ترجیح مذہب شافعی میں ہے کہ حنفیہ کے نزدیک
يجوز عندہم الخروج من الصلوة بالظن | حالت نمازیں گوز اور تمام اقسام کے حد تک
وساثر الحدیث | جائز ہیں اس اجتہاد کا پتا قتال مروزی

سید محمد بن علی بن اسماعیل معتزلی شافعی معروف بہ قتال مروزی امام ابو الحسن اشعری کے دوست و
مؤید جوی میں لکھا انتقال ہوا علامہ ابن مسکی نے طبقات کبری میں من قتال کوکان امام شافعی
التفسیر فی التحدیث و فی الکلام و فی الاصول والفروع لکھا ہے ۱۲

شافعی فقہ کی صلوٰۃ سے گلتا جو شہنشاہ سبکتگین غرق کے سامنے نہانہ قادر ہا اللہ
عباسی طبعی گئی اور بجائے سلام گوزرہ کیا تھا اور حضرت فاروق کے گوز کا اولیک
حجام کے گوز پر انعام پانیکا حال ہم حصہ اولی میں لکھ چکے ہیں الغرض فقہہ خروج یح
راحہ کا لکھنا اور اس کا واقع ہونا عیب میں داخل نہ رہا۔

طعن چہارم در نسب نیوگ

جناب معاویہ کے نسب میں دو قسم کے اعتراض پائے جاتے ہیں بعض تو جناب
معاویہ کو اولاد نیوگ سے لکھتے ہیں اور بعض صرف جمہول النسب کہتے ہیں پس ان
مطالعین کے اسناد جہادہ لکھ کر جواب دینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب معاویہ وابوسفیان کی نسبت حضرات شیعہ کا یہ خیال ہر کہ یہ دونوں
بت پرست تھے اور بت پرستان ہند میں رسم نیوگ اب تک جاری ہو دوں نکلج
استبضاح کی رسم قائمان معاویہ میں ہونی حصہ اول کے باب اول میں گذر چکی جو
مشابہہ نیوگ ہو پس اس زمانہ کا وہ نیوگ تھا اور اس زمانہ کا نیوگ ذرا فرق سے
ہے اور جناب معاویہ کی بت پرستی کے اسناد کتب اہلسنت میں موجود ہیں ملاحظہ ہوں۔
صاحب الوار النعمانیہ نے ابوبکر بلا ذری کی تیانج سے حضرت فاروق و معاویہ
کا ایک معاہدہ نقل کیا ہے جو زید بن معاویہ بن ابوسفیان نے عبد اللہ بن عمر کے
ایک طعن کے جواب میں لکھ بھیجا تھا وہ یہ ہے۔ پس لکھ بھیجا زید نے عبد اللہ بن
فہعث الی عبد اللہ بن عمرو مکتبۃ ابیہ عمر کی طرف جو اس کے باپ نے معاویہ کو
الی معویہ ہذا محمد بن عمر بن محمد لکھا تھا جان تو مے معاویہ بیشک
المخاطب الی معویہ بن ابوسفیان محمد بہتان لائے اور دروغ اور منع کیا
اعلم ان محمد قاسم عبد کلاخ و ہکولات وغری سے اور ہمارا مونہ کعبہ کی
والسحر ومنعنا من اللات والغری طرف سے اس وہم سے پھیرا کہ وہ قبلہ

وحول وجوهنا الى الكعبة التي هي
 انما قبلۃ الاسلامية فكان هذا
 من غايۃ غلوہ و محاببتہ فی السحر
 مصراۃ علی موسی و عیسی و
 کافۃ بنی اسرائیل و نحن علی الدائم
 کنا قبل خلاف و ما ترکنا اللات و
 الہبل و لما توفی محمد فواطینا مع
 اربعین من اهل غلنا و شہدنا انہ
 قال لا ائی من قریش و عزلنا علیا
 من الخلافۃ الی فوضہا الی محمد
 مخصوصۃ ثم کففتہا و اخرجناہ الی
 ابی بکر و امرنا الناس ببعثہ و کنا
 نظاہر بستمہ محمد لعلہ رب
 الناس عنا و لکن فی باطن کلامہ علی
 الدین کنا قبل ذلک ثم بعد ذلک
 انتقمنا من اولادہ و ذریئہ علی
 حسب طاقتنا و قد رتبنا و اما انت
 یا معویہ فاوصیک ان لا تشاح
 فیہا و اقل من اولادہ و احفادہ ما
 اقل الی یدک و قد ہتک و لولہ
 لقد ر علی استیصال خالفتہ

و حول وجوہنا الی کعبۃ اللہ الی
 او کی جاو میں مہارت ایسی تھی کہ وہ آواز
 موسی و عیسیٰ کو سنت کرتی تھی اور کانہ
 بنی اسرائیل کو اور ہم دیکھتے ہی رہے کہ جس
 پہلے تھے اور نہیں چھوڑا ہتھ لات و ہبل
 کو اور جب محمد مر گئے تو ہم نے روند ڈالا
 اپنے چالیس بچے والوں کی اعانت سے
 اور ہم نے گواہی دی کہ امام قریش سے
 ہو گئے اور معزول کیا ہم نے علی کو خلافت
 سے جو اسکو پیغمبر نے سونپ دی تھی اور
 اس کے لئے مخصوص کر دی تھی پھر ہم نے اسکی
 مشکیں کس لیں اور بحال لائے اور سیکے گھر
 سے اور ابو بکر کے پاس بیعت کیلئے لائے
 در حالیکہ ہم ظاہر کرتے تھے سنت محمد کو کوئل
 ہمسے بھاگ نہ جائیں لیکن باطن میں ہمارا
 و سببی عقیدہ تھا جس پر ہم پہلے سے تھے پھر
 اس کے بعد ہم نے انتقام لیا اس کے بعد محمد
 کی اولاد اور ذریت سے حسب لیا قریب
 اور اپنی قدرت سے سب لیا اور یہ دار ہو
 تو اسے ماویہ پس وصیت کرتا ہوں میں
 تجھے کہ نہ سستی کرے و ابوس کام میں اور

یہ سب سببی قریشی ہوا ہے

خوفاً من تنفر الناس وبتاعدهم
منك وخروجهم عليك لكن في طين
الامر على دفعهم وانزالهم عن مقام
واخطا امر اتيهم ولائذ هب عجب
اللائات والعزى عن قلبك فانها
طريقنا وطريق ابا عنا وانا على ان
مقتدون (عربینہ خاور)

میں کمی کر سکے اور محبت لات وغری کی نہ نکال بیشک وہی ہمارا اور ہمارے آہار
کا طریقہ ہے اور ہم اون ہی کے نشانوں کے پیرو ہیں۔ انتہی محمداً۔

مروج الذهب علامہ سعودی جزایح کامل ابن اثیر کے حاشیہ پر چھپی ہو اسکے
صفحہ ۸۵ ہیں ہے کہ قیس بن سعد صحابی رسول نے معاویہ کو خط میں لکھا کہ اے

خکب الیہ قیس بن سعد اما بعد ظنا
انت وثنی ابن وثنی دخلت فی
الاسلام کو ہوا وخرجت من طوعا لم

بقدم ايمانك ولو حداث نفاقك
وقد كان ابی اوكركو بس ورحی
عوضاً فتغيب به من بلغ عقبة لا

شق غيرة وعن انصار الدين الذي
من خرجت واعدا عاالدين الذي

فيه دخلت۔

اور دشمن ہیں اوس دین کے جس میں تو داخل ہے انتہی محمداً۔

اور ہلوگ انصار دین
ہیں اوس دین کے کہ جس سے تو نکل گیا

ان اسناد کے پیش کرتے ہیں حضرت شیعہ کا پتہ اشار ہے کہ چونکہ بت پرستان ہند میں آج تک نیوگ کی رسم جاری ہے اور جناب معاویہ اور ان کے ابوین بت پرست تھے بایں وجہ انکی ولادت نیوگ سے ہوگی استغفر اللہ استغفر اللہ۔

ایسے واپسی قیاسوں کا ٹھکانا نہیں۔ اول تو کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ جناب معاویہ کے ابوین بت پرست تھے کیونکہ ذونواس یہودی نے اکثر قبائل عرب کو یہودی بنایا تھا اور ان میں تیم و عدی و امیہ کے قبائل بھی یہودی بن گئے تھے پس یہود کو بت پرستی سے کیا واسطہ و وہ کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ بعد قبول اسلام جناب فاروق و معاویہ نے بت پرستی کی ہو چہ مارم بالفرض بت پرستی کی تبتا اگر ہے مگر تو حضرت فاروق کی طرف سے جناب معاویہ کی طرف سے نہیں چہ مارم ہندام معاویہ و ابوسفیان کثیر الاولاد تھے اور نیوگ اولاد کی نایسہ ہی میں ہوا کرتا ہے اور نخل استبذع کا رسم اولاد کے شریف ہونیکے واسطے بعض عرب کیا کرتے تھے نہ کہ محض اولاد کے واسطے پس ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ اس باب میں حضرات شیعہ کا طعن لغو اور محض بے اصل ہے۔

طعن چہم در معائب مشاب

مشاب ابن السمان ہیں وجہ ثروت ابی سفیان کا اس طرح اشارہ ہو کہ

ان المسافرین ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس کا داخا جمال و عفاء عشق	بیشک مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس خولصورت و سخن تھا اور ہند پر
ہند و جامعا سفاحا و اللہ تہروت	عاشق پس اس نے ہند سے زنا کیا اوکی
ذات فی قریش و حلت ہند خرب	شہوت ہو گئی اور ہند کو مسافر کا عمل رہ
مسافرین ابیہا عتبہ و طلب عتبہ	گیا اور مسافر بن کے باپ عتبہ کے خوف

ابا سفیان و وعدہ جمال کثیر و رحمتہ
ابتداء ہند فو صنعت معویہ بعد
ثلاثۃ اشھر۔
انتہی محصلہ۔

ابو سعید اسمعیل نے اپنی کتاب میں اور شیخ ابو الفتوح جعفر بن محمد ہمدانی نے
ہجۃ المستفید اور سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ میں ایسا ہی نسب معویہ
کی نسبت لکھا ہے از انجلہ تذکرہ موصوف میں ہے کہ معویہ کی ولادت چار شخصوں
ان معویہ کان یقال امہ من اربعۃ کی طرف منسوب تھی عمارہ بن الولید بن
من قریش عمارہ بن الولید بن المغیرہ المخزومی اور مسافر بن ابی عمرو
المخزومی و مسافر بن ابی عمرو و
ابی سفیان والعباس بن عبد
المطلب و ہولاء کا نہ انداماء
سفیان و کان کل یاتیہم بھنداء
ہے کہ عمارہ قریش میں نہایت خوبصورت شخص تھا اور ابی نجاسی کی جو روم عمارہ کی
عاشق تھی عمرو عاص نے مخبری کی نجاشی نے عمارہ کو بھاؤ سے مروا ڈالا۔

لیکن ہشام کلبی نے اس روایت کو دوسرے الفاظ و اسما سے لکھا جو یہ کہ عمارہ
ان معویہ کان یقال من الاربعۃ
بن الولید بن المغیرہ بن المخزومی و
المسافر بن ابی عمرو و ابی سفیان
و رجل اخر سماہ قال و کان امہ من
المغیرات و کان احب الیہا سوا

ذکر ابی بن معویہ

وكان اذا ولدت اسود قتل۔۔۔ مارڈالتی تھی نہتی مھلا
 پھر اسی سلسلہ کلام میں کہی سے یہ نقل کی گئی ہے کہ مسافر عام قیرش سے
 واما مسافر بن ابی عمر و فقال ابھلی تھا اور بیشک معویہ اوی کا لطفہ ہے
 عامة الناس وان معویہ من كان کیونکہ اوس سے مشابہ تھا اور مسافر ہند
 كان اشد الناس جاھلندا فلما کوہست جاہتا تھا پس اوس کا حمل ہند
 حملت ہند معویہ خاف المسافر کو رہ گیا اور حمل کے ظاہر ہونیکے خوف
 ان يظھران منہ فھرب الی طائف سے بھاگ کر وہ ملک حیرہ چلا گیا اور
 الحیة الخ۔۔۔ جب ابوسفیان حیرہ گیا تو وہاں مسافر

نے ابوسفیان کی زبانی سنا کہ اوس سے نکاح ہو گیا جو پس اس دائمی مفارقت
 کے غم میں بیمار ہوا اور اوی مرض میں مر گیا اتنی مھلا پھر اسی سلسلہ کلام میں لکھا
 وقالت كانت الھند من المغتلات ہو کہ ہند فاحشہ عورتوں سے تھی اور
 وكانت قبیل السواد ان من رجال حبشیوں پر مرتی تھی اور جب کالابجہ
 فكانت اذا ولدت من اسود قتل۔۔۔ ہوتا تھا تو اوس سے قتل کرتی تھی نہتی مھلا
 باوجود حبشیوں پر مرنیکے ہند کو اپنے حسن ظاہری پر بڑا فخر تھا چنانچہ تاریخ
 الخلفاء سیوطی بیان مامون بن ہارون رشید میں ہند کی مصنفہ یہ نظم ہے
 نحن بنات طارق، دمشعی علی الفارقی، دمشعی قضا المحارقی، شرح
 کلام یہ کہ طارق رطل اور ستارہ صبح کو کہتے ہیں اور طارق بن ایسہ بن عبدس
 کی بنات خوبصورتی میں شہزہ آفاق تھیں اور ہند اوس گھرنے کی بہو بنی تھی اور
 نمرق بضم اول وضم را بمعنی نکیہ وپالان مراد ستر نرم او دمشعی بمعنی بارگے قطن
 او قضا بفتح مرخ لنگ خوار مراد چکورا اور محارقی بمعنی دہم چھین کسی
 زندہ (منتخب اللغات)

پس حاصل نظم یہ ہے کہ ہم نہایت خوبصورت ہیں اور نرم چھوکنے پر ایسے چلتے ہیں جیسے چاند کے گرد چکور۔ انتہی۔

ربیع الا برار ز محشری بابا ٹھائیس ذکر اسباب و حقوق ابوبن میں

وکان معویہ یغزی الی اربعۃ الی کہ معاویہ چار شخصوں کے نسب کے منسوب

ابی عمرو بن مسافر والی ابی حماد تھا ابی عمرو بن مسافر اور عمارہ بن الولید

بن الولید والی العباس بن عبد اور عباس بن عبد المطلب اور صباح

المطلب والی الصباح مغن، اس جو حبشی ڈوم اور معاویہ عمارہ کا لفظ ہے

کان لعمادہ وقالوا کان ابوسفیان اور لوگوں نے کہا کہ ابوسفیان کو اہل قدر

ذمیما قصیرا وکان الصباح عسیفا اور دہلا تھا اور صباح جسم اور ابوسفیان

لابی سفیان شایا وسیما فد عند سے زیادہ جوان اور خوبصورت تھا پس

هند الی نفسہا وقالوا ان عتبہ ہند سے زنا کیلئے طلب کیا اور

بن ابی سفیان من الصباح واھا بعض لوگوں نے کہا کہ عتبہ بن ابی سفیان

کرھت ان تضعہ فی منزلاھا صباح کا لفظ ہے اور ہند بیکہ حبشیہ

فخرجت الی جھاد فوضعہ ہنا کہ مقام جہاد میں جایا کرتی تھی انتہی محسن

اور بعض کتب میں ربیع الا برار مذکور کی ہی سدان الفاظ سے دیکھی گئی ہے

ان اسم الرابع من الجماعة التي ينسب جس کا حاصل یہ ہے کہ جماعت آباء

الہم معویہ کان ابی صباح مغن کا معاویہ سے چوتھے باپ کا نام ابی صباح

عسیفا شایا وسیما وکان ابوسفیان ہے جو حبشی ڈوم تھا پس باقی عبارت

ذمیما قصیرا فد عند ہند الی نفسہا کا مطلب وہی ہے جو اوپر کی سند

وقالوا ان عتبہ ابن ابی سفیان کان ابی صباح میں ہے۔

تاریخ مغلطہ ایوٹی بیان معاویہ میں ہر

کہ ہنر بنت عقبہ بن ربیعہ ام مویہ کا نکاح فاکہہ ابن مخیرہ سے ہوا تھا اور جب فاکہہ نے مروا بنی کو ہند کے پاس سے بھاگتے دیکھا تو اسکو ہند کے زنا کار ہونے کا شبہ ہوا اور اس نے ہند کو لاتیں مار کر گھر سے نکال دیا اور اس کے بعد ابوسفیان سے نکاح ہوا۔
انہی ملخصاً۔

تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی ذکرنا جرجالہ بعد وفات امیر المومنین علیہ السلام صفحہ ۱۱ میں العقیدین فی فضائل الشرفین سے منقول ہے اور شعبی نے کہا کہ فقال الشعبی وقد اشاہ رسول اللہ ﷺ بيشك آنحضرت نے اشارہ فرمایا فتح مکہ کے صلحہ اہی ہند یوم مکہ بشعبی من هذا دن کہ ہند بیعت میں کیوں مکث کرتی ہے فانہا لما جاءت تبایعہا قد اهدتہا حالانکہ اس روز اس کا خون بقیہ قصاص فقالت حکما بایعک فقال علی ان لاترین فقالت وهل تنفی الحرة ہر قصاص رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ زنا نہ کیجیو ہند نے کہا کیا منظر اہی عمر فتبسم۔ اس بھید کو سمجھ گئے اور حضرت عمر کے طرف دیکھا اور کہنے لگے۔

فصل اول در اثبات عصمت ہند معاویہؓ

یہ تو مانا کہ خاندان بنی امیہ نے بنی ہاشم کی خوب گت بنائی لیکن یہ بھی تو غور کیا جا کہ انھوں نے بعض ملوک بھی ایسے کئے ہیں جس کے مقابلہ میں حضرات شیعہ کو ان کا احسان بھی ماننا چاہیئے از انجملہ بیعت خلافت اولی کے وقت جناب پیڑ سے ابوسفیان نے کہا تھا اگر خلافت کی مخالفت تم کرنا چاہو تو میں سوا دو پیدل سے تمھاری مدد کیلئے مدینہ کو مجھ دیتا ہوں اگرچہ جناب پیڑ نے بنی تیم دہنی امیہ وعدی کی بجد کھوتی کے خیال اور

نور احسانات بنی امیہ

تینوں کے آپس میں حلیف ہو گئے قصور سے اوسیفان کے وعدہ اعانت کو لغو سمجھا کر
حقیقت میں لغو نہ تھا اگر جھوٹے کو گھر تک پھنچا دیتے تو حکمرانی امیہ کے احسانات جتنا نیکی
جرات نہ پڑتی دوسرا احسان یہ کہ حضرت عائشہ جو جناب امیر اور جملہ بنی ہاشم کی چھاپیں
سے ناراض تھیں جنکے سبب سے بکثرت شیعہ قتل ہو گئے اوکو جناب معاویہ نے باولی
میں لگا کر مار ڈالا چنانچہ تاریخ حبیب السیر میں بیع الابرار وکامل السفینہ سے منقول ہے
در شہور ثمان و تیسین (۸۳۳ھ) من الهجرة معاویہ بن ابی سفیان جنت بیعت پس
لعین خود ہمدنیہ رفتہ امام حسن علیہ السلام و عبد الرحمن بن ابی بکر و عبد اللہ بن زبیر
را بر بنجانیدہ عائشہ زبان ملامت و اعتراض بروئے بکشا و معاویہ در خانہ خویش چاہو
کندہ سر آئینہ شاک پوشیدہ و کرسی بنویس بر زیر آں نہاد و آنگاہ عائشہ را بضیست
طلب و ارشستہ بر کرسی نشانداد و آں چاہ افتادہ معاویہ سر آں چاہ را بہ ایک مضبوط
منودہ از دینہ بکہ رفت انتہی بلفظہ

کتاب الاوائل بیوٹی بیان اولیات معاویہ میں ہے کہ معاویہ پہلا شخص ہے
ان اول من ركب الصفا والمروة ۱۔ کچھوصفا و مروہ میں سوار ہوا اور پہلا شخص ہے
اول من اظهر شرب البسید والغنا کہ جس نے ظاہر انینہ پی اور گانا سنا اور پہلا
داول من اكل الطین و اباحہ و کھا
علی منبر رسول اللہ یاخذ البیعة پہلا شخص ہے جس نے آنحضرت کے منبر پر بیعت
لینید فاخو جبت عائشہ را سہا من کی بیعت لی پس حضرت عائشہ نے سر نکال کر
الحجۃ و قالت صد صد هل استند کہا چہ رہ چہ رہ ابو بکر و عمر میں سے کس نے
الشیخ لبیرم البیعة قال لا قلت اپنے فرزند کیلئے بیعت لی پس تو کس کی بیعت
فہم تقعدی امت فخل و نزل عن کتا ہے معاویہ نے سر نہاد ہو کر منبر پر سے
المنبر و بنی لها حفرة فوقع فیہا اتر کر اپنی فرو د گاہ پر گیا اور حضرت عائشہ کیلئے

باب ابلاک حضرت عائشہ

و مانتا۔
 گڑھا کھدوایا جس میں وہ گر کر گئیں اتنی محضاً
 پس ایسے قوی دشمن کے ہلاک کرنے کا احسان تو فراموش کیا اور طعن و ایراد کرنے
 لگے نہ شرم خدا و رسول نہ شرم دنیا۔ لیکن حضرات شیعہ ایسی مثالوں سے نہ مانیں گے
 لہذا جواب تحقیقی شروع کیا جاتا ہے۔

اول فریقین کے علماء کا کلیہ ہے کہ حدیث کی صحت روایت کے معتبر ہونے پر کیا کرتے
 ہیں تو شروع بسم اللہ ہی غلط کہ سناد مذکورہ میں سلسلہ روایت نہیں ہو دو م اگر کسی سند
 میں روایت کا نام ہے بھی تو وہ اکذب الناس جو فروش گندم نما اہلسنت ہیں سو م
 مثالب کی روایات نامعتبر خواہ ارضی ہو یا سماوی چہارم نفس روایات میں بیجا احتیاط
 ہے یعنی مثالب ابن السمان سے جناب معاویہ مسافر بن ابی عمرو کا لطفہ سے معلوم ہوتے
 ہیں اور روایات ہشام سے عمارہ اور سودان اور صلیح اور عباس بن عبد المطلب
 کا اور ربیع الابرار سے ابی صلیح حبشی دوم کا اور بکعت شہرت عام اور بلجاذ عقد
 ابو سیفان کا پس یہ اضطراب مقبولہ فریقین نہیں کچھ تاریخ اختلفا سوطی بیان متوفی ۳۱۲ھ
 کی روایت صحیحہ کو آپ حضرات نظر انداز کر دیا ہے کہ جس سے جناب ہند کی پارسائی
 پائی جاتی ہے چنانچہ کتاب مذکور میں ہے کہ جب ہند کے پاس سے فاکہ نے مرد جہنی
 کو بھاگتے دیکھا جس شبہہ پر اس نے ہند کو لاتیں مار کر گھر سے نکال دیا تو اس شبہہ کی تنقید
 میں ام معاویہ کے باپ عتبہ بن ربیعہ اور خود ہند میں بہت کچھ کہا سنی ہوئی اور ہند نے کہا
 اسے باپ خدا کی قسم میں کسی سے خراب نہیں ہوئی اس قسمائسی پر عتبہ کو اطمینان ہوا اور
 پھر عتبہ اپنے داماد فاکہ کا شبہہ رفع کر نیکی غرض سے ہند اور فاکہ اور چند کنبہ کی
 عورتوں کو ساتھ لیکر ایک مینی کا ہن کے پاس گیا اور راجہ کرایا اس مینی جو جہنی سے
 بنظر امتحان پہلے اور عورتوں کے حالات پوچھنے اور پھر ہند کا جانی پوچھا
 و قول انھن فی دن امن ہند حضرت نے خوب سے پھر ہند کے شاہ پر ہند کر

کہنا وقال انھن عیرو سحاف ولا نیت لکما کہ تو نے بدکاری نہیں کی اور تو اٹھ تو
 ولتلدن ملکا یقال لمعویہ فقط الیہا ایک بادشاہ جنے گی جسکا نام معاویہ ہوگا
 الفاکہ فاخذن بیدھا فانتزت یدھا فاکہ نے اپنے گھر لے چلنے کیواسطے ہند کا
 من یدہ وقالت الیہا فواللہ لا حرم ہاتھ پکڑا اور ہند نے اسے چھوٹا دیا۔ اور کہا
 ان یکون خلاص من غیرہ فترجھا خدا کی قسم تیرے میں اور یہی کرونگی پس عتبہ نے
 ابوسفیان فجات معویہ۔ ہند کا نکاح ابوسفیان سے کرویا اور جناب
 معاویہ پیدا ہوئے انتہی محمداً۔

ظاہر ہے کہ ہند اگر زنا کار ہوتی تو یمنی کا ہن ہند کے زنا کو ضرور بظاہر کر دیتا اور
 مرد اجنبی کے بھانگنے کے سبب سے زنا کے ہند کا جو شبہ فاکہ کو بوجھتا تھا وہ نہ جاتا تو فاکہ
 ہند کا ہاتھ ہرگز نہ پکڑتا اور یہ بیسی ام ہے کہ بعد تصفیہ فاکہ کا ہاتھ پکڑنا عذر تقصیر میں
 داخل ہوا اور ہند کی پارسائی پر دال ششم تذکرہ خواص الامہ میں ہند کا بڑا ہے
 میں زنا کار ہونا جو ظاہر کیا گیا ہے تو اس کا انکار ہی اسی روایت ششمی میں موجود ہے
 کیا معنی کہ جب حضرت نے فرمایا کہ آئندہ زنا نہ کیجیو تو ہند نے فوراً جواب
 فقالت وھل تزنی الحرۃ۔ دیا کہ کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے
 یعنی عرب میں تو باندیوں کے زنا کرنے کا رسم ہوا اور آپ مجھ آزاد سے زنا کی تو بہہ کر گئے
 میں پس اس معقول اور بر محل جواب کو سنکر حضرت نے سکوت فرمایا جس سے
 جناب ہند کی پارسائی ثابت ہو گئی۔

تنبیہ اس الزم کے دفعہ میں ایک قرینہ زنا کا مخالفین کے نزدیک اور باقی
 رہتا ہو کہ پیغمبر خدا ہند کے ہم وطن اور واقف کار عرب اور صاحب وحی والہا متھے
 اور جناب علی شاہ ولایت اور حضرت فاروق و ہات العرب پس ان تینوں صلحوں کے
 اشارے کئے بصورت اتفاق ہے اصل نہیں ہو سکتے ضرور زنا کا احتمال رکھتے ہیں

ہیں اس شبہ کی تردید میں ہم دو دلیل پیش کرتے ہیں۔

دلیل اول در عدم حجت بعض اقوال پیغمبر

بسیاق آیہ وافی ہدایہ ائمہ انما انباشتہ مثلکم وحی الی انحضرت ہم جیسے بشر تھے
ہائیں وہہ سو و نسیان و لغزش و خطا سے محفوظ نہ تھے جیسا کہ کثرت تغایر و شروح
احادیث سے ظاہر ہے باری یوحی الی کی تخصیص تو حضرات شیعہ کیلئے وہ بھی مفید
نہیں کیا معنی کہ ہمارے بحر العلوم کی شرح مسلم الثبوت کے صفحہ ۳۵۹ میں ہے کہ تم
دلائل تصحیح قول من یقول ان النبیین اوس شخص کی بات ہرگز نہ مانو جو یہ کہتا ہے کہ
کیف یخطئون فی احکام اللہ تعالیٰ فان انبیاء تبلیغ احکام خدا میں کیونکر خطا کر سکتے
ہذا لقول قد صدر من شیاطین ہیں پس یہ قول شیاطین اہل بدعت کے
البدیۃ کا الرواضی و غیرہم الوتر صا و رہا ہے جیسے راضی و غیرہ اور
اہل الحق من اہل السنۃ و الجماعۃ اہل حق یعنی اہلسنت و جماعت جو قانع
القامع للبدعۃ کا ٹھہرا اللہ تعالیٰ بخیر علیہ علیہ انبیاء الخطاء کا ظہر فی اساری
من سید العالمی صلوٰۃ اللہ علیہ جانتے ہیں جیسے کہ انحضرت سے اسیران بد
علیہ و علیہ الدوا صحابہ و ازواجہ میں خطا واقع ہوئی اور اسی طرح حضرت
اجمعین و کیف وقع من داؤد علیہ واو و علیہ السلام سے ایک کھیت کے
فی انحرث و فی الحکما احد المرعتین معاملہ میں ہوئی اور دوسری خطا و عور
مع کونہ للاخو کما هو مشروح فی کے معاملہ میں ہوئی جیسا کہ صحیحین میں
اصحیحین۔

یچنانچہ جناب بحر العلوم کا نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ اکثر صحابہ و جنوابعلماء معین

اعلام طہطہین و تبلیغ احکام خدا

کا تھا جسکو انھوں نے اپنے الفاظ میں ادا کیا ہے چنانچہ زمانہ صلح حدیبیہ میں قبل ہجرت
شجرہ حضرت فاروق نے آنحضرت سے بحث و مباحثہ کے بعد کہا تھا واللہ ماشکلت
منذ اسلمت الا بومعدن یعنی خدا کی قسم جیسا آج مجھے نبوت میں شک ہوا اسے قبل
ایسا ہوا تھا انتہی محضاً (تاریخ نمیس دیار بکری) اور اس عقیدہ کو رونق و قوت
آنحضرت کے مرض موت میں ہوئی کہ آنحضرت نے فرمایا قلم و دوات لاؤ میں ایک
امثونی بدوات اکتب لکم کتاباً بالتضلل و ستاویز لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد
بعدی گمراہ نہ ہو جاؤ۔

پس اس ارشاد پر صحابہ میں بید اختلاف اور شور و غل مچا اور کثرت صحابہ اور ہاتھوں
ان الرجل لیجو حسب کتاب اللہ عندنا حضرت فاروق نے کہا کہ اس پیغمبر کو بیان
ہو گیا ہے اور یہ کہ کتاب خدا کافی ہے اگرچہ پیغمبر خدا نے جھڑکے فرما دیا تو مواعی یعنی
یہاں سے نکل جا جس سے مطلب یہ تھا کہ خدا نے تو ہم کو ان معائب سے پاک کر کے
ہاوی خلق بنایا اور ہم کو یہ جاہل لوگ ہدیان کا عیب لگاتے ہیں لیکن اس ننگہ کبریٰ نے
غور نہ کیا اور خطا و نسیان و ذہول کے تصور پر پیغمبروں کو جکڑا اور اسی کو جہل اللہ سمجھتے
رہے اور اس عقیدہ کا کمال خلافت بنی مروانیہ میں ہو گیا اور اس کا اثبات جناب
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بخوبی کر دیا چنانچہ بر مع الابرار زخشری باب ثین میں ہے
قال یوسف بن اسباط رحمہ ابو حنیفہ یوسف بن اسباط نے کہا کہ امام ابو حنیفہ
علیہ رسول اللہ صلعم اربعہ مائتے نے رسول خدا کی چار سو احادیث کا رد
حدیث۔ کیا ہے اور اسی سلسلہ کلام میں زخشری

موصوف نے امام صاحب کی روشدہ احادیث کی جبارات لکھی ہیں اور اسی ہی رد
شدہ احادیث کا ذکر سبط ابن جوزی نے کتاب المنظر فی تاریخ الملوک و الامم
کے جزو خامس میں ابواسحاق فرزاری سے نقل کیا ہے اور انجملہ عنوان روایت

عن ابی الصحتی الفزاری قال سئل
اباحیف عن مسئلۃ فاجاب فیہا
فقلت یروی عن النبی کذا وکذا
فقال حالک هذا بذنب خنزیر۔
دم سے چھیل ڈال معاذ اللہ۔

پس پیغمبر خدا کے اقوال و ارشادات کی ان تقبیحات و تفضیحات سے ثابت
ہو گیا کہ پیغمبر خدا کے جملہ اقوال ماننے کے قابل نہیں ورنہ حضرت فاروق جیسے
اپنے دین کے مضبوط شخص ارشاد پیغمبر کی مخالفت نہ کرتے اور نہ ان کے باعد کے
زمانہ کے علماء و فقہاء و اولیاء اللہ وغیرہم احادیث پیغمبر کا رد کرتے پس پیغمبر خدا کے
جملہ اقوال بلکہ ارشادات لایق حجت نہیں تو ہند کے زلکے ذکر پر بغیر توجیہ صرف
ہنس دینا کیا کافی ہو سکتا ہے اور اس کے انکار پر کیا اعتراض ہو سکتا ہو۔

دلیل و عدم غیب پیغمبران

الغیب ما لا یكون محسوساً کایدل
علیہ محسوس او ما یضاہب۔
غیب وہ چیز ہے جو اس سے نہ دیکھا
ہو سکے نہ اوس پر کوئی محسوس چیز مثل اس
کے دالالت کرتی ہو انتہی محض اگرچہ گروہ قلیل اس کا قائل ہو کہ علم غیب پیغمبر و انکو
تھا جیسا کہ دعا کا ان اللہ یطلعکم علی الغیب و لکن اللہ عجیب من دسولہ
من یشاء اور عالم الغیب فلا یظہر علی غیب احدا الا من ارضی من
دسول آیات سے ظاہر ہوتا لیکن اہلسنت کا گروہ کثیر ان آیات کے خلاف
لہ نہیں ہو کہ ہمیں مطلع کر دے غیب پر و لیکن اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہو برگزیدہ کتاب و
سہ اللہ عالم الغیب ہے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سو اس رسول کے کہ جب کو وہ پسند کرے

میں آیہ قل لا یعلمون فی السموات والارض الغیب الا اللہ ہے پیغمبروں کے
 غیب میں ہونے کی نفی کرتا ہے اور یہود و اسلام کا یہی عقیدہ ہے ان کے کلمہ عام ہے عیسیٰ
 خدا کو بھی علم غیب نہ تھا چنانچہ ان کا حضرت عائشہ کا قصہ قرآن میں مشہور انا م ہے
 کہ آنحضرت پندرہ روز تک اس واقعہ سے پریشان رہے جب وحی خدا ہوئی تو معلوم ہوا
 کہ حضرت عائشہ ناکرہ گناہیں پس اگر آنحضرت کو علم غیب ہوتا تو پندرہ روز تک
 پریشان نہ رہتے بلکہ فوراً اسی وقت جان لیتے کہ یہ کیا افتون کی سازش ہے
 ووم آنحضرت کو ایک دفعہ خبر میں زہر دیا گیا اور خبر نہ ہوئی اور دوسری بار مرض
 موت میں زہر دیا گیا چنانچہ صحیحین میں ایک حدیث ہے جس کا بقدر ضرورت
 یہ مطلب ہے۔ آنحضرت نے فرمایا جو دو باغھے دی گئی ہے اوس میں مجھے خیر کے
 سے زہر کا اثر آتا ہے اور دوسری ہی تکلیف ہوتی ہے پھر تپے منع فرمایا کہ مجھے
 وہ دوانہ دینا لیکن یہوش پا کر پھر وہی زہر بھلی دوا دی گئی چنانچہ مشاریق الانوار
 حسن صفحہ ۱۳۱ باب الثالث صفحہ ۱۳۱ ابنہ حدیث ۴۸۸ میں بحوالہ بخاری حضرت
 عائشہ سے مروی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اسے عائشہ گھر والوں میں سے کوئی
 عائشہ کا بیوی احد فی البیت لا لانا باقی نہ رہ جائے ہوں سب کی حلق میں
 انظار العباس فانہ لم یستہد کو۔ اور اسی کا بیان ہے کہ وہ (دوا) آج
 وقت موجود نہ تھی اتنی محصلہ پس اگر آنحضرت کو علم غیب ہوتا تو جس نے زہر
 دیا تھا اسی کی حلق میں ڈالنے کا حکم دیتے سب کی حلق میں زہر ڈالنے کا حکم نہ
 دیتے۔ سوم حضرت صدیق اکبرؓ پر مشرک پناہیوں چھپاتے رہے اور آنحضرت
 یا صديق ان الشرك فيكم وحق من کو معلوم ہوا مگر جب کسی قرینہ سے معلوم ہو گیا
 دبیب الغل۔ تو فرمایا آپ نے کہ اسے ابو بکرؓ میں شرک
 چھپنے کی چال سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے انتی ملخصاً (اور لہذا آنحضرت مقصد دوم

زہر دہانی سے خبر خدا

صفحہ ۲۹-۱۹۹) چونکہ ان ہی روایات میں مذکور ہے کہ آنحضرت نے حضرت ابو بکر کو دعائے رخصت کی تعلیم فرمائی جس سے پورا ثابت ہو گیا کہ وہ بیسویں چھے شرک تھے۔

دلیل اول سے ثابت ہو کہ مذہب اہلسنت میں بغیر خدا کا ہر قول حجت نہیں ہے۔
دلیل دوم سے ثابت ہے کہ آنحضرت کو علم غیب نہ تھا اس لئے علاوہ ہندام معادیہ کا کوئی زنا کا دلیل فی الحال سبب ثابت نہیں وہ انبیب عند اللہ میں مستر ہوا ورنہ اس زنا میں زندے ہند کا کوئی مدعی تھا نہ گواہ اور نہ کوئی آیت زنا کے بند کے ہائیں نازل ہوئی لہذا آنحضرت اور جناب علی و فاروق کے اجمالی کتلاوں اور اشاروں کی بنا پر ہند کو زانیہ جان لینا درست نہیں بلکہ اس اشارہ کی مصلی حقیقت یہ ہے کہ عرب میں زنا عام تھا جس کی نحوست سے لوگ تباہ تھے دوم اس فعل کے سبب آئے دن آپس میں خانہ جنگیاں اور قتل و قتال رہتا تھا اگلے مصلحت الہی مقتضی ہوئی کہ اس قوم سے نہ ترک ہو جائے تاکہ یہ لوگ انسان بنیں پس اس عادت کے ترک ہونے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپے بغیر جو ب مومنات قبول اسلام کی بیعت کیلئے یا ایہا النبی اذا جاءک المومنات تمھارے پاس حاضر ہوں تو اون پر فرض بیاہنا علی ان لا یشترکن بالله شیئاً ہے کہ) وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ پجوری کریں نہ زنا اتھی

کلیہ قون کلایزینہن -

محسلاً (سورہ احزاب)

پس اس عام حکم خدا کے مطابق جناب امیر علیہ السلام نے ہند سے فرمایا تھا کہ تو ملک نہا کی توبہ کر تو اس توبہ پر نیکی بذات سے یہ مقصود نہ تھا کہ معاویہ اللہ جناب ہند زانیہ تھیں ہاں اگر آپ موصوف میں صوف فریات اور غیب سے توبہ پر نیکی بذات ہوتی اور جناب امیر اوس کو پیش کرتے تو البتہ حضرت شیوہ کا یہ دعویٰ اوس وقت درست ہو سکتا تھا اور

اب تو لغو ہے۔

فصل دوم در تردید انساب بمعایہ

سیرت ابوالنذر و ہشام اور تذکرہ خواص الامہ میں ہے ان معادیہ۔ کلن یقال من الادبۃ اور یہ مع الابرار زمرہ شری میں ہوں اسم الرابع من الجماعۃ الیٰ حق ینسب الیٰ ہم معادیہ۔ ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ جناب معادیہ چار نسب سے تھے ان الفاظ کی بنا پر معاندین کا خیال ہو کہ اہلسنت جو اپنی تئیں چار یاری کہتے ہیں تو وہ اسی سبب سے کہ جناب معادیہ چار نسب سے تھے چونکہ مذہب اہلسنت کے مجدد جناب معادیہ تھے اس تناسب سے یہ لوگ چاہی ہی ہو سے معاذ اللہ۔

اہلسنت کی نسبت یہ خیال محض لغو ہو کیونکہ اگر ایسا مہمل قیاس قبول کیا جائے تو ہند کے توسات آٹھ یا پائے جلتے ہیں یعنی مسافر بن ابی عمرو۔ ابی عمرو بن مسافر عمارہ بن الولید۔ سووان۔ فاکہہ بن مغیرہ۔ عباس بن عبدالمطلب۔ ابی صباح ابوسفیان پس مہشت یاری ہو چکی صورت میں چار بارہ ہی چہ معنی دار و دو دم بالفرض اگر جناب معادیہ چار نسب سے بھی منسوب کئے جائیں تو اس کے معنی نہیں کہ وہ چار آدمیوں کے لطفوں سے ہونگے معاذ اللہ چونکہ انسان ایک ہی لطف کا ہو کر نہ ہو اور عورت ایک ہی لطف کی تحمل زن و احذیر نہ ہو مرنی ہے اس ہی سبب سے عورت کو ایک مرد سے بخل کی اجازت ہو یا بعض فقہاء کے نزدیک بعض مولود دو لطفہ کا ہو مانا جاسکتا ہے لیکن حضرت شیمہ کے قطع میں دو گنا اور اضافہ ہے جو کسی کتاب سے ثابت نہیں۔ لہذا اب ہم خیال شیعہ کی اصلاح کرتے ہیں۔

ذکر بعض موالید مشترک النطفہ

مولوی نوب و حید الزمان خان الخاٹب بہ نواب وقار و از جنگ بہادری کے ملحق

ترجمہ صحیح مسلم جلد رابع کتاب للمصلع باب العمل بالحاق القائف الولدیں ایک حدیث لکھی ہے اس کی شرح میں صفحہ (۱۴۹۸) لکھا ہے کہ ابو ثور۔ سخون۔ ابو حنیفہ ابو یوسف رحمہم اللہ کے نزدیک لڑکا اپنے دونوں مدعی باپوں کا تصور کیا جائیگا انتہی بلفظ اسکے علاوہ بعض احادیث سے بھی ایک مولود کے دو باپ ہونے پائے جاتے ہیں اور دونوں کے لطفوں کی شرکت و اعانت پائی جاتی ہے چنانچہ موطا امام مالک باب لقننا بالحاق الولد بامیہ میں سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ایک ن دو آدمی حسنہ فاروق کی اجلاس پر حاضر ہو کر ایک بچہ کی نسبت اپنے اپنے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرنے لگے چونکہ حضرت فاروق نے بہت بیدار مغزی کثرت دلالت کے سبب سے لطفوں کی جلیج پیراں کیلئے پہلے ہی سے ایک محکمہ قائم کر رکھا تھا اور اوسکا کچھ عملہ بھی تھا (انہ شرح زرقانی) پس جناب موصوف نے اوس محکمہ کے عہدہ دار خاف رجلاں کلاہما مدعی ولدا مراءۃ | سان نامی قائف کو بلایا اوس نے جاکر خدا عمر قائفہ نظر الیہما فقال لقنا | کہا کہ اس مولود میں دونوں شریک ہیں اشتراکافینہ۔

اوس بچہ کی ماں کو بلا بھیجا اوس عورت نے بیان کیا کہ میں اوٹوں میں جایا کرتی تھی اور یہ دونوں یکے بعد دیگرے مجھ سے مقاربت کیا کرتے تھے مجھے نہیں معلوم کہ یہ بچہ کس کا لطف ہے پس قائف اپنی صحیح جلیج پر خوش ہوا اور حضرت فاروق نے قال عمر لعلام والیہما شئت۔ | فرمایا اے لڑکے تجھے اختیار ہے جسے چاہے اوسکو اپنا باپ بنائے انتہی محضاً۔

ممکن ہے کہ وہ بچہ بقاعدہ عام طبعی ایک ہی لطف سے ہو لیکن یہ بھی عجیب نہیں کہ دوسرے کے لطف سے اوس کی تکمیل میں کچھ اعانت ہوئی ہو جس کے سبب سے قائف نے اشتراکافینہ کہا تھا اور اس احتمال کا قرینہ موطا امام مالک باب لقننا موصوف

صفحہ ۱۴۴ میں عبداللہ بن امیہ سے مروی ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا تو
 اس نے بعد عدہ دوسرے شخص سے نکاح کیا ابھی اس نکاح پر ساڑھے چار ماہ نہ گزرے
 تھے کہ عورت کے ہاں مولود کا دل پیدا ہوا اس کے خاوند نے یہ شکایت بارگاہ فاسق میں
 پیش کی حضرت فاروقؓ نے چند واقعہ کار مہمیوں کو بلا کر اس عورت کو کھانچ کر
 فقالت امرأة من انا اخبرك عن هذه المرأة هلك عنها زوجها حين
 حملت فاهربقت عليه الدماء فحش ولد هافي بطنها فاما اصحابها
 زوجها الذي فكها واصاب الولد الماء عتول الولد في بطنها وکبر
 ضمدتها عمرو فوق بطنها۔

عمر نے اس بیان کی تصدیق کی اور زن و شو میں جدائی کر دی انتہی محضاً
 چونکہ پہلی حدیث سے ایک مولود میں دو نطفوں کی شرکت اور اس دوسری
 حدیث سے نطفہ غیر کی اعانت پائی گئی لہذا کسی انسان کے مولود کو بچانے دو
 اشترک نطفے کے چار نطفے کا سمجھنا معاندین کا جہل ہے پس ثابت ہو گیا کہ جناب
 معاویہ کو چار نسب سے منسوب کرنا حضرت شیعہ کی بد عقلی ہے۔

تبصرہ درج وجہ تسمیہ چاریاری

بعض معاندین کا یہ خیال ہے کہ مذہب اہلسنت کے بانی جناب معاویہ تھے اور
 لفظ چاریاری فارسی تو اہلسنت کو یہ خطاب ایرانی شیعہ نے بطور توریہ دیا ہوگا جس کا
 مطلب وہی ابوین اربعہ ہے چونکہ اسے صریح مصحک خطاب کو قبول کرنا اہلسنت

معاویہ نطفہ باجنین نطفہ غیر

کی غیوری اور تیرہمی سے بسا بعید ہے ہاں وجہ اس تشبیہ کی یہ وجہ نہیں معلوم ہوتی بلکہ یہ خیال ہی لغو ہے۔

بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ بانی مذہب معاویہ تھے اور ان کے معین و ناصر عمر و عاص۔ ابوہریرہ۔ سمرہ بن جندب پس ان چاروں کے مجموعہ سے اہلسنت خطاب چار یاری کے مستحق ہوئے یا بعض کا خیال ہے کہ معاویہ و عمر و عاص و مغیرہ بن شعبہ و عبداللہ بن زبایہ کی جان توڑ کوششوں سے مذہب اہلسنت پھیلایا اس وجہ سے اہلسنت کی چار یاری کہا گیا یا بعض محققین کا خیال ہے کہ زمانہ حیات پیغمبر خدا میں ہر مومن و منافق خطاب مومن و مسلم سے مخاطب کیا جاتا تھا اور وفات سرور کائنات کی تاریخ سے نا صبی ظاہر ہوئے اور ۲۴ سال بعد ان ہی نو اصحاب میں سے بعض نے نکلت بیعت کر کے جنگ جمل قائم کی وہ ناکثین ہوئے اور ساٹھویں سال مہمان نو اصحاب نے جنگ صفین قائم کی وہ قاسطین اور ان ہی میں سے بعض نے جنگ نہروان قائم کی وہ مارقین پس ان سب کی جنس حقیقی منافق اور نو اصحاب و ناکثین و قاسطین و مارقین انوع ہیں جنکے مجموعہ کا نام خارجی ہے اور ان انوع کے اصول و فروع آپس میں ایک ہیں ضرر بعض بعض مسائل فرعیہ کے اختلاف کے سبب ان فرق کے استعارہ پیدا ہو گئے ہیں لہذا ان چار فرق کے میل و مخلوط ہونے سے اہلسنت چار یاری ہوئے۔

اگرچہ محققین کی ان مختلف رایوں میں کچھ نہ کچھ اعلیٰ ضرورتیں کیونکہ جناب معاویہ نے حضرت عثمان و دیگرین کے فضائل کے مدارس چاری کر کے مذہب اہلسنت کو بہت فروغ دیا تھا جسکے سبب وہ مجدد مذہب بلکہ مجدد شریعت مانے جانے لگے سختی ہیں لیکن اہلسنت کے چار یاری ہونے کی وجہ تشبیہ بہت منسوی اور مستور ہے اسلئے اسکی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ اہلسنت کے چار یاری

ہونے کی حقیقت واضح ہو جائے اور حضرات شیعہ جو تمام اہلسنت کو برا جانتے ہیں اس خیال سے توبہ کریں۔

واضح ہو کہ مذہب اہلسنت تو اپنے فرق و فروع کے ساتھ ایک ہی ہے لیکن جس پر بعض عقائد و اعمال کے سبب سے نامی و خارجی میں فرق ہو گیا ویسا ہی اہلسنت اور چاریاری میں فرق ہو گیا ہے لیکن جو اہلسنت اولیٰ ہیں وہ مذہب و دینی نہیں وہ مروج اور وہ ہی چاریاری ہیں چونکہ جدید علم کلام کا یہ مسئلہ ہے اسلئے پہلے لقب اہلسنت کی وجہ تسمیہ بیان کی جاتی ہے۔

تتبع کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کی وفات کے اٹھائیس سال بعد معاویہ اور اوس کے ماتحت ہوا خواہوں نے جناب امیر علیہ السلام اور بنی فاطمہ و بنی ہاشم پر لعن شروع کیا جو مسئلہ ہجری تھا معاویہ نے اوس سال کا نام عام السنۃ رکھا چنانچہ منہلج الحقیق علامہ یحییٰ بن اکسن قرشی میں ہے کہ معاویہ نے جس سال سب ان معاویہ حین سن سب علیا جناب امیر شروع کیا اوس سال کا نام سنی خلافت العام عام السنۃ۔ عام السنۃ رکھا تھا اور ایسا ہی علامہ

حسن سہیل نے انوار الہدای میں لکھا ہے اور الصدوق ابن عبد ربہ اور تاریخ الخلفاء و سیوطی وغیرہ میں ہو کہ صحابہ رسول اور عام مسلمانوں کے بیگناہ قتل و غدات و شجوں کے صدمات سے بہت تنگ ہو کر جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے کچھ شرائط کر کے خلافت سپرد کر دی اوس سال یعنی مسئلہ ہجری کا نام معاویہ نے عام الجحاح رکھا پس ان دونوں سنوں کے مجموعہ سے موافقین معاویہ کا لقب اہلسنت و الجماعت پیدا ہوا اور رفتہ رفتہ اولیٰ کا اور اوس کے نسلوں کا نام اہلسنت و جماعت مشہور ہو گیا۔

بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ عام الجحاح تو وہی سہ ہو کہ جس سال جناب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ پر خلافت کو رد فرمایا لیکن بنید کی ولیمہ دی کی بیعت

حقیق عام السنۃ و عام الجحاحۃ

بھی سنہ کا نام عام السنہ ہے پس اس میل سے باصلاح تقدیم و تاخیر لقب اہلسنت و جماعت پیدا ہوا۔

بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ سال جماعت تو بہت اولیٰ کی خلافت کا سنہ ہے اور سال سنت تفویض خلافت کا سنہ ہے جو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلافت تفویض فرمائی تھی۔

بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ سال سنت واقعہ نذیر خم کا سال ہے اور سنت کے لغوی معنی راہ اور طریقہ کے ہیں اور اصطلاح فقہائیں وہ طریقہ جو رسول خدا یا صحابہ رسول کا ہو چونکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ایک ذبی اثر اور بدیر شخص تھے اور ان کی یہ رائے تھی کہ خلافت و نبوت بنی ہاشم میں جمع نہیں ہو سکتی چنانچہ اسکے مباحث حضرت عباس و فاروق و معاویہ کے درمیان بیوطی جلد ہوئے۔

تحت آیہ ام یحسداون الناس اور تالیخ کا ل بن اشیر جلد ۳ صفحہ ۲۴۰ اور تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۳۱ میں موجود ہیں۔ پھر اوی رائے کو حضرت ابوبکر و عثمان و معاویہ و یزید وغیرہم نے اختیار کر لیا۔ اور سال جماعت خلافت اولیٰ کی ہجرت کا سنہ ہے اور شاہ عبدالغیر صاحب نے تھمہ میں لکھا ہے کہ شیخ ابو نعیم نے اپنا لقب اہلسنت و الجماعت رکھا پس اس ترتیب سے لقب اہلسنت و الجماعت پیدا ہوا۔ لیکن اسکی تجدید معاویہ نے کی اور تندوین خلفاء مرومین نے اور تمیل بخاند عباسیہ میں ہوئی اور اس زمانہ میں سال سنت و سال جماعت کو پسند کر بیٹوالے لوگ لقب اہلسنت و جماعت سے ملقب ہونے لگے اور جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اہلسنت و جماعت کے عقائد میں تبدیلی پڑنے لگی اور رفتہ رفتہ اسکے دو گروہ عظیم الشان ہو گئے ان میں سے ایک گروہ اپنے مذہب قدیم پر ثابت قدم رہا اور دوسرے گروہ نے اپنے مذہب قدیم کے بعض اعمال ترک کر دیئے اور کچھ فرقے

عقائد باقی رکھے پس گروہ اول خارجی جبکی جنس حقیقی اتفاق ہے اور دوسرا گروہ چارنایا بن گیا۔

گروہ چارناری اور شیعہ میں سو اسے صوم صلوٰۃ کے یہی فرق ہے کہ اکثر چارناری عصمت اللہ کے قائل نہیں الا ماشاء اللہ اور دشمنان اہلبیت لعنت اجمالی کرتے ہیں اور شیعہ عصمت اللہ کے قائل و معتقد اور لعنت و تبریز تفصیل و تخلویل بلکہ باللہ کرتے ہیں۔

صفات اہل سنت اولی

آنحضرت کی وفات کے چھ یا دس دن بعد دس بارہ قبائل عرب خلافت اولی سے بگڑے جن میں بکثرت یمن و مردہ شامل تھے جیسا کہ صحیحین میں ہے اور اولن ہی ایام میں میراث و ہبہ پیغمبر کا واقعہ پیش آیا جس میں حضرت یحییٰ ناکام رہیں اور آپ نے آنحضرت کے مرض موت میں جو پیشین گوئی فرمائی تھی کہ یا حضرت تجھے آپ کے بعد اپنے برباد ہونے کا خوف ہے وہی اندیشہ پیش آیا (اسد الغابہ) یعنی باجماع ابو بکر حضرت عمر بہت سے صحابہ کو ہمزہ لیکر حضرت سیدہ کا بیکان جلالت پہنچے اور آپ دروازہ کی آڑ میں کھڑی تھیں اور حضرت عمر نے دروازہ پر ہاتھ مارا جس کا صدر آپ کے بطن پر ہوا اور اسی صدر سے حمل ناسق ہوا (امام احمد بن حنبل نے اپنی سند میں اس مولود کا نام محسن بتایا ہے) پس یہ پہلا قتل بنی فاطمہ ہے جس کے اقدام کی ڈگری خلافت سے ملی اور مرگلب حضرت فاروق ہوئے پھر جناب امیر علیہ السلام گرفتار ہوئے اور بیعت کی گئی کھینچے گئے غرض صحابہ ان حکام سے اعز بنی باشم خاک میں مل گیا اور وقتاً فوقتاً مصائب کی رسی دراز ہونے لگی اور جناب امیر علیہ السلام کی خلافت ظاہری کا زمانہ آیا اور اہل

سنت اولیٰ نے اعزاز و ثروت و محبت اہلبیت کی جڑیں اکھیریں اور جلی و صفین و نہروان کی جنگوں سے ایک منٹ آسودہ نہونے دیا کہ آپ شہید ہوئے اور آپ کے جانشین کو معاویہ نے حضرت ابوبکر کی نواسی جعدہ سے زہر دلو کر شہید کر دیا اور اس چودہ سال کے عرصہ میں علاوہ مقتولان جنگہائے مذکورہ کے بہت بیگناہ مسلمان اور بڑے بڑے جلیل القدر عابد و زائد صحابی خانہ نشین محبت اہلبیت کے ہرم میں قتل ہوئے اور سینے لوگوں کے معافیات و وظائف بند کر دیئے گئے چنانچہ نصلح کا کافیہ ابوبکر بن عبد الرحمن المعروف بہ سید شہاب کے صفحہ ۷ میں ہے کہ معاویہ نے عام الحجۃ یعنی مسئلہ ہجری کے بعد ایک سرکلر کتب معادیہ دستخطی واحدہ الی عمالہ جاری کیا کہ ہم ہی الذمیر ہیں اس شخص بعد عام الحجۃ ان بیعت الذمۃ سے جو علی اور ان کے اہل بیت کے ممن روی شیئاً من ہنزل ابی تمام آفاق میں کہ شیعیان علی کی کسی نہ تمام آفاق میں گواہی نہ لیجائے اور حکم جاری کیا کہ جس کی نسبت علیؑ اور ان کے اہلبیت کی محبت ثابت ہو جائے تو ان کے وظائف بند اور روزنہ موقوف اور جو او ان کے محب ہوں ان کو جلا وطن کر دیا جائے اور ان کے مکان گرا دیئے جائیں وغیرہ

وغیرہ اور نہ معاویہ شاہی میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے کم سن بچے عبد الرحمن و قثم باجائے معاویہ بسربن اطہار صحابی نے اونکی ماں کے سامنے میں میں فوج کرو پے جس جعدہ سے وہ برسوں بے لباس دیوانی رہ کر گئیں

وجہ قبول شہادت امام مظلومؑ

اوپر پھر عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام کو سات برس کی عمر میں شہید کر دیا جسکی قبر جنت البقیع میں ہے اوپر پھر حضرت مسلم اور اونکے کم سن بچے شہید کرے گئے پس یہ اور ایسے بکثرت مقدمات ہیں کہ انھوں نے جناب امام حسین علیہ السلام کو مع اولاد و احفاد شہید ہو جانے پر مجبور کر دیا اور پھر جو کچھ گذرا سو گذرا۔ اس واقعہ کے وقت فوج شام میں پانچ صحابی رسول بھی موجود تھے یعنی حضرت جابر اور ابوسید خدری اور سہل بن سعد اور زید بن ارقم اور انس بن مالک (تاریخ کبیر طبری)

ان ہی حادثات کی واقعیت پر غور کر کے معاویہ ابن زید بن معاویہ بن اثمنی بجالاں مثل دجال عمرو بنی اللہ ابوسفیان نے اپنے خطبہ میں کہا تھا کہ کیا عنہ علی اندماکان من حین جعلہا عمر فاروق جیسے لوگ مل سکتے ہیں۔ شوری و مصرفا عن لایسک فی حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ عمر نے جو عدالت ظلوفاً۔ مشورے کی بنیاد ڈالی صرف اس غرض سے کہ اصل شخص کو محروم کریں جسکے عدل و انصاف میں اوںکو بھی شک نہ تھا پس اس کارروائی میں وہ بڑا ظالم تھا انتہی محضاً (جودہ الیوان دیمیری جلد اول صفحہ ۵۵)

بحر الانساب سید رضی کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی صاحب زادوں میں سے حضرت ام صفری وام کبری و میمونہ و صفیہ علیہا السلام شہر حلب کی ایک مسجد میں چھپیں اولن کو قاسم بن ازرق نے شہید کر دیا او حضرت زینہ وام ہانی وام سلمہ ولایت رے کی مسجد میں چھپیں اولن کو یوسف و دافقی نے ایک چشمہ کے کنارے شہید کر دیا او حضرت فاطمہ و ابوعوالشہ کو کوفہ کی مسجد کندہ میں اباس مغربی نے شہید کر دیا الغرض خلفائے بنی مروان اور اونکے

واقعات شہادت بنات علیؑ

واقعات نقل مولانا عبدالحق

عمال و امرا بنے ان ظلموں پر یہ منافق کیا کہ حسین بن امام زین العابدین علیہ السلام کو تین برس کی عمر میں حجاج بن یوسف کے ہاتھوں ذبح کر دیا جتنی قبر سے میں ہے پھر صالح بن امام محمد باقر اور بعض کے نزدیک قاسم بن امام زین العبا علیہ السلام بھی سات برس کی عمر میں حجاج مذکور کے ہاتھ سے ذبح کر دیا انکی بھی قبر سے میں ہے پھر علی اقطر بن امام باقر علیہ السلام آٹھ برس کے سن میں احمد بن منصور کے ہاتھ سے ذبح کر دیئے گئے انکی قبر شام میں ہے پھر عبداللہ بن امام جعفر صادق علیہ السلام دس برس کی عمر میں خلیفہ بغداد کے سامنے عبداللہ ابن محمود کو فی سے ذبح کر دیئے گئے ان کی قبر بغداد میں ہے پھر یحییٰ بن امام جعفر صادق علیہ السلام تین برس کی عمر میں باسطان میں شہید کر دیئے گئے ان کی قبر باسطان میں ہے پھر صالح بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تین برس کی عمر میں یوسف بن ابراہیم کے ہاتھوں ذبح کر دیئے گئے ان کی قبر سے میں ہے پھر محمد جعفر بن امام تقی علیہ السلام چار برس کی عمر میں ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے ذبح کر دیئے گئے ان کی قبر کو فہ میں ہے پھر محمد جعفر بن امام عسکری علیہ السلام چار برس کی عمر میں اوسی ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے ذبح کر دیئے گئے ان کی قبر سے میں ہے پھر قاسم بن محمد تین برس کی عمر میں منصور بن ابراہیم کے ہاتھوں ذبح کر دیئے گئے ان کی قبر شیراز میں ہے لیکن مولوی قدرت اللہ صاحب جام جہان نامے ان آٹھ کے صاحبزادہ کے والد بزرگوار کا نام نہیں لکھا یا مولوی نجم الغنی خاں رامپوری صاحب تاریخ مذاہب الاسلام سے نقل میں تصحیف ہوئی جہاں سے ہم نے نقل کیا ہے (۱۹۹)

انکے علاوہ مختلف مقام و زمان میں بڑے چھوٹے ہنگامے اور قتل و غارت و احراق و خانہ سوزی و جلا وطنی کے صدقات خاندان علویہ و فاطمیہ و ہاشمیہ

پہر صدیوں تک ہوتے رہے جو لائق و لائق تھے ہیں وہ کسی کتاب میں مذکور نہیں
مگر شاذ اور وہ بھی بلباس دیگر کیونکہ وہ خلفائے جور کے جور سے صاف صاف
قلم بند ہو سکے ان اہلسنت کے نزدیک یزید بن معاویہ خلیفہ برحق انبیاء سے تھا اور
کبریٰ ابن تمیمہ

ان مصائب کے علاوہ قرمطہ و باطنیہ کے جھگڑوں میں شیعہ ان علی کی جانب
منالغ ہوئے اور تبہ بنی ساری میں جب شیعوہ اسماعیلیہ کی خلافت خیر میں ہوئی اور
وہ دوسو برس تک رہی تو محمّد بن حنفیہ بن یزید بن معاویہ نے ہشمار
شیعہ کو قتل کر ڈالا اور ان کے دیہات کو تباہ کر دیا۔ پھر ان کے بیٹے یزید بن معاویہ نے
فلاح بیت المقدس سے اولاد علی اور ان کے مذہب کا خاتمہ ہی کر دیا اور تعلیم مذہب
شافعیہ و مالکیہ کے مدارس جاری کر دیے اور صدر الدین بن عبد الملک بن دینار
کو قاضی القضاۃ مقرر کر دیا اور قاضی القضاۃ کے شاہی نائب مقرر کر دیے
دیکھو تاریخ ابن خلدون اور خطط مقرزی صفحہ ۳۴۳ بحال الشیعہ کے ہاں جو
ذاتیہ واجب اہل باطن یا گیارہواں صدی کے یہی وجہ ہیں۔

قصہ کوثر و نبخلفاء جو کہ ضعف سلطنت کے ترقی پکڑی اور مختلف مقامات
پر شیعوں کی سلطنتیں اور حکومتیں قائم ہوئے لگیں اور امراء شیعہ اور کچھ دولت مند
اور خیال حکومت ہونے لگے تاہم سنت اولی کے بعض وہ شیعہ النفس بزرگ جو
اپنے فرقہ کے اعمال یا اور عقاید بیہوش سے بطاہر و شاد اور باطن میں زلالاں ستھ اوکو
تحقیق حق کا موقع ملا اور بعض مقدس نفوس کو بھکت لازمیت یا تجارت یا حیات
یا کسی اور بنا پر عرب سے دور غیر ممالک میں جانا پڑا جہاں کے بعض محقق و مدق النظر
و انتحال خلافت بنی ہاشم کے راز سے واقف تھے پس ادن کی صحبت سے بعض
اہلسنت کے عقائد میں تبدیلی شروع ہوئی پس جن اہلسنت و جماعت کے اظلام

بیان ہووے وہ ہرگز چار یاری نہ تھے۔

تبلیغیہ جن جن علماء اہلسنت مثل شاہ ولی اللہ وغیرہم نے جو لکھا ہے کہ
ائمہ اثنا عشریہ میں سے کسی نے دین اسلام کی خدمت نہیں کی اور نہ اسلام پھیلانے
نے قرآن کی اشاعت کی وغیرہ وغیرہ اور حقد رائے کے ہوا خواہ اور دوست
تھے وہ سب جھوٹے اور بازاری تھے اسی سبب سے اسلاف اہلسنت نے اولن سے
احادیث نہیں لیں اور اسی وجہ سے کتب صحاح و کتب فقہ وغیرہ اجتہادات
ومرویات ائمہ سے خالی ہیں تو ایسے اقسام کے جملہ مفوات اولن جاہلوں کے ہیں
کہ جنہوں نے بہ تجاہل مصائب اہلیت رسول سے بالکل آنکھ بند کر لی ہے یا غیبی
اور بے تعلق کا سبب ہے۔

ورنہ اولن سلالہ نبوت و اجزائے رسالت نے تو رسول خدا کی شریعت کی اولن
ایام مصائب میں بھی ایسی خدمتیں کیں جو قوت بشر سے ماہرین اور باخصرین جناب
امام حسین علیہ السلام نے تو ہیں رسالت کے مقابلہ میں جو مصائب جھیل کر شہادت
قبول و اختیار کی اور سکی نظیر دنیا میں نہیں اگر فی الحقیقہ وہ مقدس نفوس محفظ
شریعت نہوتے تو دنیا میں ہواہ ابن الرسول اللہ نہ کہے جاتے اور جو خلفاء جو کی
طرح ایمان و اسلام سے کبر ہوتے تو بد معاشوں اور خلافتوں سے اولن کو کوئی
اذیت نہ پہنچتی اور جو اولن میں جو بہ نبوت نہوتا تو خلفاء جو کی نذر و نیاز کے سوا
اولن کا کوئی نام بھی نہ لیتا اور جیسے سیکڑوں ہندگان خدا سنی و شیعہ کے نام بندہ علی
و بندہ حسن و بندہ حسین و غلام علی و غلام حسن و غلام حسین و کلب حسن و کلب علی
و غلام قنبر و کنیرہ فاطمہ وغیرہ ہیں ان کی جگہ پر بندہ ابو بکر و بندہ عمر و غلام عثمان
و کلب یزید و معاویہ و کنیرہ حفصہ وغیرہ نام ہوتے لیکن نفس الامر یہ ہے کہ خلفاء
جو کی حکومت اور اثر سلطنت کے ہم و خوف کے سبب اولن سے خلق اللہ

جو وہ ترک احادیث اہل سنت

نبوت اعانت اسلام علی السلام

مقدمہ غایۃ اللطاف ترجمہ در مختار) کے لوگ اسے حاصل کر لیتے انتہی محصلاً
 مسلم اور ترمذی میں ہے اسخضر نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر تار ہائے ثریا
 و لو کان الايمان عند الفرياء لذهب جبل کے پاس بھی ایمان ہوتا تو ایک شخص
 من ابناء فارس يتناولون مقدمہ غایۃ اللطاف فارس کا جاتا اسلئے کہ اسکو حاصل کرے
 انتہی محصلاً نہیں ان بھی علم دوست کامل الايمان و راسخ للاعتقاد کے رنگ
 صحبت اور اونکی مجلس علمی نے ان اہلسنت پر ایسا اثر کیا کہ یہ حضرات پہلے جویا
 علوم ہوئے اور پھر فضائل عترت کے سوا انھوں نے وہ احادیث بھی نہیں کہ
 جنکے پوشیدہ رکھنے کا ہندوست حکم حضرت فاروق کر چکے تھے اور انکے افشا پر
 ایسے مظالم کرتے تھے کہ پھر کسی کو اسکی جرات نہوتی تھی چنانچہ الفاروق شبلی
 نعمانی میں ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود اور ابو درود اور
 ان عمر جس ثلثۃ ابن مسعود دیا اور ابو مسعود انصاری کو قید کر دیا اور
 للدداء وانا السعد لا انصاری فقال فرمایا کہ تم نے بہت سی حدیثیں اسخضر
 قال اکثرتم الحدیث عن رسول اللہ سے روایت کرنی شروع کر دیں انتہی
 اور رسالہ اثر بن عباسؓ عبدالحی لکھنوی اور ازالۃ الخفا وغیرہ میں ہے کہ حضرت
 عمر نے ابی بن کعب اور ابو ہریرہ کو مارا تھا کہ آئندہ ایسی احادیث نہ بیان کرنا
 ورنہ میں تمکو ارض قرۃ یا ارض دوس میں بھیج دوں گا اور ایسی ہی تنبیہ و سختی حضرت
 فاروق کی تفاسیر آیات قرآنی میں تھی جو ازالۃ الخفا میں ہے اور ان احکام
 کی پابندی حضرت عثمان و معاویہ و یزید و خلفا بنی مروانہ نے بڑے اہتمام سے
 کی تھی جسکا ابتلع بعض خلفا بنی عباس نے بھی کیا بلکہ ان کے زمانوں میں
 بھی فقہاء و محدثین جناب علیؓ سے روایت نہ کرتے تھے اگر اشد ضرورت ہوتی
 تھی تو قال ابو الزینب کہتے تھے قال علیؓ نہ کہہ سکتے تھے پس اہل فارس کی

نہ کہہ سکتی تھیں کہ انہیں ان احکام سے روایت نہ کرنا تھا

و نہ کہہ سکتی تھیں

تعلیم اور صحبت میں رہ کر وہ پوشیدہ احادیث اور فضائلِ عترت جمع کرنے شروع کیے جن سے ان کی کتب معرا اور مکان نا آشنا تھے اسکے بعد ان کی تسلیوں نے ان پر اور اضافہ کیا اور پھر بصر و دست وہ تعلیم یافتہ اہل فارس اور اونکی تسلیں ہندو عرب و عجم و توران وغیرہ میں پھیلیں ان میں سے بعض ضعیف العقل تو شیعہ ہی ہو گئے اور بعض مستقیم المزاج راستی پسند اہلسنت نے اپنے آبائی مذہب کے تحفظ کی سبیل نکالی کہ چاروں خلفاء راشدین کی مدح اور مساوات کا عقیدہ ظاہر کرنے لگے اور آبائی دشمنی کا کلیہ جو درشت چلا آتا تھا جیسا کہ وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے۔ کما نقل

انہ کان معذور لانی بعض علی کا حوالہ کہ اہلسنت و جماعت عداوت علی اور ہندو کا محبتہ کا بیجمع مع التسنن مخالفت علی میں معذروں کیونکہ محبت علی عقیدہ سنت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی انتہی محض اس کو بالکل بھول گئے اور ائمہ علیہ السلام کی نذر دنیا کرنے اور مجلس عز میں شریک ہونے اور تبرائے محل میں ہم داستان ہونے لگے اور رفتہ رفتہ بعض اہلسنت عداوتِ اہل الشہداء علیہ السلام بن گئے جنکے وجود بآج بھی ہندوستان میں موجود ہیں پس یہ اہلسنت چار یاری ہیں اور یہی قابل احترام ان چار یاری حضرات کا جملہ شیعہ کو شکر گزار و مشکور ہونا چاہیے اور ان میں سے جو لوگ خلفاء راشدین میں مساواتِ فضیلت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن شیخین کو جنابِ امیر علیہ السلام پر ترجیح دیتے ہیں یہ وہی خارجی ہیں کہ جنکی جنس حقیقی منافق تھی۔

الغرض اہل سنت کو جو چار یاری کہا جاتا ہے تو وہ ہندو ام معاویہ کے آشنائوں کے ہتھان یا ابوبن معاویہ کی تعداد کا ذیہ پر نہیں کہا جاتا۔

مذہب اہلسنت ضد ولایت علی

فصل سوم در ترتیب نسب و بیعی عائشہ

کوئی سنی یا شیعہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہندام معاویہ کا نکلج ابوسفیان سے نہیں ہوا اور نہ اس کا انکا کسی کتاب سے ثابت ہے اور نہ یہ ثابت ہے کہ جناب معاویہ کی ولادت ابوسفیان کے نکلج کے قبل ہوئی چونکہ فریقین کا مسلہ ہے کہ جس مرد کے نکلج یا مالک میں کوئی عورت ہو تو اس عورت کے بطن کی اولاد بلحاظ حصانت ندکج یا مالک کے نسب سے منسوب و ملحی کی جاوے گی خواہ نفس الامری میں اسکی نہو کیونکہ شرعی احکام احوال ظاہر پر ترتیب اور نافذ ہوتے ہیں اور باقی الغیب عند اللہ ہے دلیل قاہرہ سے ثابت ہے کہ جناب معاویہ ابوسفیان ہی کے لطفہ سے تھے۔

اس مسئلہ کی تصدیق بہت سی کتب سے ہو سکتی ہے از انجملہ موطا امام مالک باب القضاء بالحق الولد بابہ میں حضرت عائشہ سے مروی ہے او مخرجون عن عائشہ زوج النبی صلعم انھا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے مرتے وقت قالت کان عتبہ بن ابی وقاص اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے عہد الی اخیه سعد بن ابی وقاص کہا کہ زعمہ کی لونڈی کا لڑکا میرے لطفہ ان ابن ولیدہ زعمہ منی فاقض سے ہے تو اسکو اپنے پاس رکھو جب الیلہ قالت فلما کان عام الفتح مکہ فتح ہوا تو سعد نے اس لڑکے کو لے لیا اخذہ سعد وقال ابن ابی وقاص اور کہا کہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اوسنے کان عہد الی فیہ فقام الیہ عبد اس لڑکے کے لے لینے کی وصیت کی ابن زعمہ فقال حتی وابن ولیدہ ٹھہری عبد ابن زعمہ نے کہا کہ یہ لڑکا میرا بھائی ابی ولید علی فرامش غنسا و قال فی میرے باپ کی لونڈی کا جنما ہے پس

رسول اللہ صلعہ فقال سعد یا رسول اللہ ابن اخی قدام کان عہدا الیّ، فینہ وقال عبد بن زعمہ اخی وابن ولید ابی ولاد علیٰ فراسہ فقال رسول اللہ صلعہ ھولاء یا عبد ابن زعمہ ثم قال رسول اللہ صلعہ الولد للفراس وللعاھرا لھجر ثم قال لسودۃ بنت زعمہ حقیقی منہ لما رای من شہید لعتبہ قالت فادرا ھا حتی لقی اللہ عز وجل سے چھیا کر کیونکہ وہ لڑکا عتبہ کے مشابہ تھا سو اس لڑکے نے نہ دیکھا پھر کبھی حضرت سوزہ کو یہاں تک کہ اولن کا انتقال ہوا اتنی مخلصاً

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت کو سعد ابن ابی وقاص کی صداقت و دینداری اور مولود کے اشبہ عتبہ ہونے سے یقین ہو گیا کہ یہ لڑکا عبد الرحمن عتبہ کا لفظ تھا لیکن زعمہ کی ملک ہونے سے عبد الرحمن کو ابن زعمہ کے حوالہ کر دیا جسکے یہ معنی ہوئے کہ عبد الرحمن کا نسب زعمہ سے ملحق کر دیا اور حقیقی باپ عتبہ کے نسب سے خارج فرما دیا اور چونکہ مولود فی الحقیقہ ابن عتبہ تھا اس سبب سے حضرت سودہ کو اس لڑکے سے پردہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ فیصل کے لحاظ سے وہ لڑکا عبد الرحمن ام المومنین سودہ کا برادر حقیقی کہوتا تھا ایسی احادیث کی بنیاد پر فقہار نے بھی ایسے ہی اجتہادات کئے ہیں از انجملہ امام ابو حنیفہ کا یہ اجتہاد مشہور ہے جو تفسیر کبیر فخر رازی میں ہے۔

واما العکس فهو ان المشرقى اذا تزوج بالمرء ببيت وحصل هناك ولد فابو حنیفہ اثبت النسب هنا مع القطع بان غیر مخلوق من ماعداہ۔ کہ مرد مشرقی سے زن مغربیہ سے نکاح کیا اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو امام ابو حنیفہ مولود کا نسب نکاح سے ملا یا ہے حالانکہ یقین حاصل ہے کہ اس فصل و بعد کے سبب سے

وہ مولود نکاح کا نطفہ نہیں ہو سکتا اتنی محصلہ ایسا ہی حکم حضرات شیعہ کی کتاب فقہ جامع الرضوی ترجمہ شرایع الاسلام کتاب النکاح فصل چہارم فرع اول مطبوعہ مطبعہ نوکلشور کے صفحہ ۳۰۰ میں لکھا ہے انکہ نسب ثابت میشود بہ نکل صحیح و بطوی مشبہ و ثابت نمی شود بزنا و اگر شخصے زنا کند بزنا و از منی او مخلوق شود و ولد سے کہ یقین حاصل شود بانکہ از منی زانی ہم رسیدہ شرعاً منسوب بجانب زانی نمیشود اتنی بلفظہ پس جبکہ فریقین کے نزدیک نسب نکاح یا ملک سے ثابت ہوتا ہے اور ہندام معاویہ کا نکاح قبل تولد معاویہ ابوسفیان سے ہونا ثابت ہے تو اس صورت میں معاویہ کو کسی اور کے نطفہ سے جانا ناہل ہے اور حمل انسان کی مدت طبعیہ کے خلاف نکاح کے تین ماہ بعد جناب معاویہ کی پیدائش ابن السمان نے لکھی تو وہ کتاب اور او کا مولف دو کو نامتبر ہیں دوم جناب معاویہ کی ولادت کی اس قدر قلیل مدت نکاح کے بعد کی اور کسی نے نہیں لکھی اس وجہ سے یہ طعن بھی مہمل ہے اور جو علی الترتیل اس واقعہ کو صحیح مانا بھی جائے تو بموجب حدیث مذکورہ واجتہاد مزبورہ جناب معاویہ کو ابن ابوسفیان ماننا پڑیگا لہذا جناب معاویہ کے نسب کی نسبت حضرات شیعہ کے جملہ اعتراضات خلاف اصول مذہب اہلسنت بلکہ وہی تباہی ہیں۔

باب ششم ذکر ثبوت نسب عمرو بن العاص

جناب عمرو بن العاص کے نسب کی نسبت بھی حضرات شیعہ نے بہت قصے

فقال لکھواتانی فافظروا واشبهہم
بہ فالحقوبہ قلب علیک شبہ
العاصی فالحقوبہ۔

تیرا نسب ملا دیا اتنی مھلا۔

تظہیر الجحان ابن حجر مکی میں جناب امام حسن علیہ السلام کا قول ہے۔
واما انت یا عمرو فتنای فیک
خستہ من قریش قلب علیک
شبہ الامہ وحسباً داشہو

ثقلت وسط قریش فقلت ان
شانی محمد فانزل اللہ علی
نبیہ صلعم ان شانتک ہو
الابتہ ثم جوت عمدا صلعم

بثلاثین بیتاً من الشعر فقال
النبی صلعم اللہ وانی لا احسن
الشعر ولكن العن عمرو بن
کعبیت لعنتہ ثم انطلقت الی الجحی

بما علمت وعملت فاکذبک اللہ
ورذلک خائنات عدو بنی
ہاشم فی الجاہلیۃ ولا سلام
ہوں جسکے بعد تو نجاشی بادشاہ حبشہ کے ہاں گیا خدائے ویاں بھی تیری
تکذیب کی اور تجھے مردود کر کے نکالا پس تو دشمن ہے بنی ہاشم کا جاہلیت

عوض میں عمرو عاص پر لعنت کرتا

اور اسلام میں انتہی محصلاً
 اسی مضمون کی عبارت مذکورہ خواص الامہ سبط ابن جوزی ذکر ماجری
 کہ ابد و فاسات امیر المؤمنین علیہ السلام صفحہ ۱۱ میں ہے جناب امام ممدوح
 و اما انت یا ابن النبا بعد ادعاء
 خمسۃ من قویش غلب علیک کہ تیری اہنیت کا دعویٰ پانچ قریشیوں
 و لاء منہم و هو العاص و لک علی نے کیا اور تیری ولایت ایسے شخص
 فرائش مشرک و فیک ان شا کو بھونچی جو بدکار تھا اور تو فرائش شرک
 ہوا لایت و کنت عدو اللہ وعدو پر پیدا ہوا اور تیرے حق میں ان
 رسول وعدو المسلمین و کنت مثلاً ہوا لایت آیہ نازل ہوا
 اضرع لہو من کل مشرک اور تو خدا و رسول اور مسلمانوں کا
 دشمن تھا اور تیری ایذا رسانی تمام مشرکین سے زیادہ تھی انتہی محصلاً۔
 ان مطاعن نسب کی رونق اور تازگی کے واسطے حضرات شیعہ نے
 حیوۃ ایحو ان لغت جزور کی روایت سے حسب پر بھی حکم کیا ہے وہ یہ کہ
 حضرت ابن عاص کی نسبت لکھا ہے کہ جیسے عامر بن کریز اور حضرت
 زبیر بن العوام قصاب تھے ویسے ہی یہ بھی قصاب تھے اور ان عمرو کے
 والد ماجد عاص بن دایل بیطاری یعنی جانوروں کو بدھیا بناتے تھے اور
 کتاب مذکور میں بحوالہ صحیح مسلم ایک قصہ عمرو بن العاص کے قصاب ہونے
 کے ثبوت میں لکھا ہے کہ ابن عاص نے مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت
 کی تھی کہ جب تلگوں مجھے دفن کر چکو تو اس کے بعد اتنے عرصہ تک قبر پر ٹھہرنا
 کہ جتنی دیر میں شتر کھڑ ہو کر اس کا گوشت تقسیم ہو جائے تاکہ ہم تسے انس لیتے
 رہیں اور یہ تھیں کہ ملائکہ کیا حکم لاتے ہیں انتہی محصلاً چونکہ ان کا پیشہ

قصائی تھا اسلئے قبر پر ٹھہرے رہنے کی مدت بھی بتائی تو اونٹ کہہ کر ہونے اور اس کے گوشت کے تقسیم ہونگی بتائی اور ان کے بچیل ہونگی یہ دلیل بتائی گئی کہ جب یہ ہی عمرو عاص کا انتقال ہوا تو ان کے اندوختہ سے صرف سونا ۷۰ من ۲۰ پیر پختہ برآمد ہوا تھا۔

فصل اول ترتیب نسب عمرو عاص

اگرچہ جن جن کتب سے حضرات شیعہ نے مطاعن حسب و نسب جناب موصوف پیش کئے وہ سب یقینی اہلسنت ہیں اور یہ لوگ اون موقین سے ہیں کہ جنکی جملہ تالیفات سے مذہبی استدلالات کئے جاتے ہیں لیکن ان مطاعن پیش شدہ پر ہم بقسم کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب لقیہ باز اہلسنت تھے کیونکہ انھوں نے یا تو خود یہ روایات گھڑی ہیں یا اپنے جھوٹے آشناؤں سے حاصل کی ہیں چنانچہ ہم فضیلت عمرو عاص بیان کر کے ان کے اسلام کی بچنگی اور محب رسول اور وجہ الاسلام ہونا ثابت کرتے ہیں جن سے معلوم ہو جائیگا کہ جیسے ان کے عدو اللہ و عدو رسول کی روایات جھوٹی ہیں تو ویسی ہی مطاعن نسب کی بھی جھوٹی ہونگی۔ وہ ہذا۔

تظہیر الجنان اور تذکرہ خواص الامہ کے اسناد میں گذرا ہے کہ آیات مشائخ ہوا کہ ابتر عمرو عاص کے حق میں نازل ہوا ہے یہ اہتمام ہی چنانچہ ترمذی اور کنز العمال میں ہے۔

وجاء حدیث آخر اسلم الناس | دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ عمرو عاص
وامن بن العاص والخرعمرو | ایمان لائے اور دوسری انما دیہ شاہین
من العاص من صالحی قریش | ہے کہ عمرو عاص صالحین قریش سے

(اکمال)

تھے انتہی۔

روض المناظر محب الدین ابوالید معروف بہ ابن اشعثہ میں ہے
 اللہ صلی علی عمرو عاص عجلہ کہ آنحضرت نے جناب عمرو عاص کے
 وجیب رسالت واسطے یہ دعا کی کہ اے خدا عمرو عاص

پر درود بھیج کیونکہ وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت رکھتا ہے انتہی۔
 پس ان دونوں روایات سے جملہ صحابہ قریش و انصار پر جناب عمرو عاص
 کی افضلیت اسلامی بھی ثابت ہوئی اور محب رسول ہونا بھی اور ظاہر ہے
 کہ جو شخص باقرار صاحب وحی و الہام محب خدا و رسول ہے تو وہ عدو اللہ و
 و رسول و عدو مسلمین کیونکر ہو سکتا ہے اور وجاہت اسلامی اس سے ظاہر
 ہے کہ غزوہ ذات السلاسل میں کہ کوسروار لشکر بنایا گیا (تخصیص اصلاح جلد
 پنجم صفحہ ۲۵) اور تاریخ حبیب السیر وغیرہ میں ہے کہ جناب عمرو عاص کو سیر
 وادی الرمل میں سروار لشکر بنایا گیا جنکے ماتحت شیخین یعنی حضرت ابو بکر و
 عمر تھے اور جناب مدوح مع فوج بے سرواہا مذکور سے بھاگ کر مدینہ
 پہنچے تو جیسے احد کے بھگوڑوں پر آنحضرت نے ایک ماہ تک لعنت فرمائی تھی
 کہ جن میں حضرات شیخین اور عثمان غنی سب ہی تھے لیکن فراریان جہاد
 وادی الرمل کے جن میں کچھ نہ فرمایا پس آنحضرت کے سکوت پر معلوم ہوتا ہو
 کہ فراریان وادی الرمل پر لعنت نہ فرمائی محض محبت عمرو عاص کا سبب تھا۔

اب رہا لفظ ابتر کا جواب تو آپ کا سلسلہ نسب دراز ہونا ثابت ہے عجب
 نہیں کہ عمرو بن شعیب سے بعد بھی سلسلہ نسب چلا ہو چنانچہ ترمذی جلد اول
 باب الزکوۃ مال الیتیم اور اسی کتاب کے باب المساجد میں بعض حدیث کی
 سند اس طرح لکھی ہے عمرو بن شعیب ہوا بن محمد بن عبد اللہ

فراری عمن الجہاد

بن عمرو بن العاص پس جب آپ مقطوع النسل نہ تھے تو آپ کے حق میں آیہ ان شانئک ہو لا یتربھی نازل نہیں ہوئی لہذا ثابت ہو گیا کہ جیسے آپ کی نسبت عدو اللہ و رسولہ کا بہتان ہے ویسا ہی نسب کا بھی لیکن اب ہم نسبی مطاعن کی بھی تردید کرتے ہیں۔

الجواب

طعن الانسان العیون وغیرہ سے ظاہر ہے کہ ام عمرو عاص کا تعلق طہر واحد میں پانچ شخصوں سے رہا چونکہ حصہ اول کے باب اول فضل دوم میں بحوالہ کتاب رسوم جاہلیہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ایسا نکاح موسوم بہ نکاح جماعۃ تھا اور اس زمانہ کے اہل حجاز اسکو جائز سمجھ کر کرتے تھے لہذا وہ قومی گناہ نہ تھا۔ وہم یہ نکاح قبل بعثت کا ہے لہذا ابوین عمرو عاص شریعت محمدی کے بھی گنہگار نہ تھے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما کنا معذابین حتیٰ یبعث رسولاً کہ عذاب نہیں کرتے جب تک کہ رسول (سورہ ہود) کو مبعوث نہیں کرتے۔ سو ہم ابوین عمرو عاص سلمان ہو کر مرے اور یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہے کہ اتوبہ التائب من الذنب لکن لا ذنب لہ اگر نبی والا ایسا ہو کہ جیسے اسنے گناہ ہی نہیں کیا۔

چہاں کہ حصہ اول کے باب سوم فضل دوم میں ان ہی کے فرزند عبد اللہ کا قول آیہ ولقد ذرانا لجهنم کثیراً الخ کے متعلق لکھ چکے ہیں کہ ان عبد اللہ کے نزدیک ولد الزنا جہنم کا ایندھن ہے پس اگر عمرو عاص ولد الزنا ہوتے تو یہ خلف الرشید ولد الزنا کو ذرا جہنم نہ فرماتے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ عمرو عاص ولد الزنا ہونے سے عقلاً و عرفاً پاک تھے۔

اب رہا یہ امر کہ عمر و موصوف عاص بن وائل کا لفظ تھے یا
 ابولس بن عبد المطلب کا یا امیہ بن خلف کا یا عبد اللہ بن جعدان
 کا یا ابوسفیان کا تو المصلح ترجمہ صحیح مسلم جلد رابع کتاب الرضا
 صفحہ ۴۹۸ میں نواب وقار نواز جنگ بہادر نے لکھا ہے کہ ابو حنیفہ اور
 اسحاق اور ابو ثور کے نزدیک اسحاق نسب میں قائف کا قول معتبر نہیں
 اس سے معلوم ہوا کہ ابوبن کا قول معتبر ہے تو احمد ثور کہ اس اسحاق میں کوئی
 غیر نہیں خود نابنہ ہے دو حم علامہ حبثون اور محمد بن مسلمہ نے فرمایا کہ حکمی
 شیاہ سے مولود ہوگا اویسی سے نسب ملایا جائیگا چونکہ عمر و عاص بفضلہ
 اپنے باپ سے اشبہ تھے اس سبب سے اون کا بن عاص ہونا صحیح ہوگا۔
 سو حم امام شافعی و مالک بلکہ جمہور کے نزدیک باندیوں کی اولاد میں
 قائف کا قول معتبر ہے تو یہاں خود نابنہ ہی قائف اور باندی بھی ہے
 چھارہ حدیث مشہور الولد للفراش وللعاهر الحجر ہے یعنی مولود
 صاحب فراش کا اور زانی کیلئے پتھر یعنی رحم ہے تو صاحب فراش عاص
 بن وائل نے نابنہ سے نکاح جماعت کیا ہوگا جس جماعت کی تعداد پانچ
 تک ہوتی ہے (دیکھو رسوم جاہلیہ) یعنی ابولس و امیہ بن خلف و عبد اللہ
 بن جعدان و ابوسفیان بن حرب و عاص بن وائل تھے جو ایسا نکاح
 قبل قوت اسلام لوگ جائز جانکر کیا کرتے تھے اور شریعت نے زمانہ کفر کے
 نکاح کو آج تک جائز و قبول فرمایا ہے جس سے نتیجہ یہ نکلا کہ جب نکاح صحیح
 مانا گیا ہے تو اس نکاح سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بھی صحیح النسب مانی
 جائیگی الغرض ثابت ہو گیا کہ حضرات شیعہ کے جملہ نسب اعترافات ایسے
 وہی بتا ہی اور خلاف مذہب اہلسنت ہیں جو قابل التفات نہیں۔

تبصرہ درباب موبالکین یزان عرب

زمانہ جاہلیہ میں باندیوں کا زنا عام تھا حتیٰ کہ امیر غریب زویل شریف سب اپنے دروازوں پر باندیوں کو بٹھا کر زنا کرتے تھے جیسا کہ مولوی انشا اللہ اڈیٹر اخبار وطن لاہور نے ترجمہ ازالتہ الخفا شاہ ولی اللہ مقصد دوم صفحہ ۲۰۶ میں لکھا ہے۔

عقلاً اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ملک عرب کے بیشتر قبائل میں جنگ ہوتی رہتی تھی اور یہ غالب مغلوب کی جو روٹی وغیرہ کو لوٹدی بناتا تھا اور جس طرح چاہتا اوس سے ہر تاؤ کرتا لیکن لوٹدی غلاموں کے آزادی کا یہ بھی قانون تھا کہ اگر کوئی لوٹدی یا غلام اپنے مالک سے اپنی آزادی کے معاوضہ میں حسب خواہ مالک ایک رقم معین کر لیتا تھا تو اوس رقم کے ادا کرنے کے بعد وہ آزاد سمجھا جاتا تھا پس شریعت کی اصطلاح میں ایسے غلام وعدہ شدہ کو مکاتب کہتے ہیں اور مکاتب ہونے میں عورت عورت و مرد دونوں مساوی تھے۔ اور اوس معہودہ رقم کی ادائیگی کے واسطے وہ لوٹدی یا غلام جو پیشہ اختیار کرتے تو وہ مختار سمجھے جاتے تھے لیکن بعض شریعہ النفس ایسے بھی عرب تھے کہ وہ بچہ زنا ہی کرا کے اپنی رقم جلد وصول کر لیتے تھے۔ پس عجب نہیں کہ باندیوں کے زنا کا رواج جو عرب میں بتایا جاتا ہے تو دروازوں پر بٹھکر زنا کرنے والی باندیاں مکاتب زیادہ ہوتی ہونگی اور ادنیٰ ہی عورتوں کی خرچہ کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حلال بتایا ہوگا جو مالک و مملوکہ دونوں کو حلال سمجھی جاتی ہوگی چنانچہ شرح وقایہ حلبی باب اجارۃ الافاسد

مطبوعہ مطبع شاہدہ دہلی کے صفحہ ۹۸ میں ہے۔

افاخذت الزانیۃ ان کان یعقد
الاجارۃ خلال عند الاعظم
لان اجر المثل الطیب۔
کہ اگر مزید خرچی لیکر ٹھیکہ یعنی گتہ لبتی ہو
تو جناب امام ابو حنیفہ کے نزدیک حلال
ہے کیونکہ اجر مثل پاک ہو انتہی محصلہ۔

امام مدوح کے حلال بتانے کی وجہ اذن مکاتہ کی مجبوری ہے جو وہ
اپنے مالکوں کے جبر سے کرتی ہوئی اور ایسے اجتہاد کی مشیر آپ سورہ نور
رکوع تین ہے جس میں حکم ہے۔

ولا تکرہوا فیتک علی البغاء
ان اسما من خصنا التبتغوا حین
الحیوة الدنیاء من یکھن فان
الله من بعدا کراھمن عفو
دھیو۔
کہ اگر تھکاری لونڈیاں پاکدامنی کی خواہش
ہوں تو اذن کو بدکاری پر مجبور نہ کرو
کہ اس سے تم کچھ دنیا کا فائدہ حاصل
کرو اور جو انکو ایسے کام پر مجبور کرے گا
تو اللہ اوندکے مجبور کرینکے بعد بڑا سختی

والا مہربان ہے۔ انتہی۔ پس نابغہ عمر وعاص کا زنا بھی وجہ کتابت کے
سبب سے ہو تو تعجب نہیں ہے۔

اسد الغابہ میں نابغہ کی یہ کیفیت درج ہے کہ نابغہ کا نام سلمیٰ بنت
حرملہ تھا اور یہ بنت حرملہ قبیلہ بنی خلان بن عتبک بن اسلم بن یزید بن غترہ
یا غترہ سے تھی اور یہ کنیز بننے کے قبل دو شخصوں سے منسوب یا ملوث
ہو چکی تھی جن دونوں میں سے ہر ایک سے ایک بیٹا ہوا تھا چنانچہ ایک
بیٹا عمرو بن اثاثہ عدوی خاندان عدی سے تھا جو حضرت فاروق کا ہم چل
تھا اور حضرت عمر وعاص کا دوسرا بہادر راجا فی عتبہ بن نافع بن عبد
قیس فہری تھا پس قومی جنگ مغلوبہ کے سبب سے گرفتار ہوئی اور

اشعار
مجلع بکیر ان کاہرہ

لمکہ کے بازار عکاظہ میں فروخت ہوئی جسکو منہ نام معاویہ کے شوہر اول فاکہہ
ابن مغیرہ نے خریدا اور پھر اس فاکہہ سے عبداللہ ابن جدرمان سرور اپنی تیم
نے خرید کر اوسپر تصرف کیا پس عجیب نہیں کہ رقم کتابت ادا کرینگے سبب
تابعہ نے ابولسب و امیہ بن خلف و ابوسیفان و عاص بن وائل سے نکاح
جماعت کیا ہوگا جس سے حضرت عمر و عاص رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ۔
ابا یہی اس بات کی تحقیق کر یہ ابن عاص حقیقت کس کا نطفہ تھے
تو از روئے شہرت و فقہ اہلسنت تو بیشک یہ عاص بن وائل ہی کے
نطفہ تھے اور از روئے رغبت ابوسیفان کے اور چونکہ بنی ہاشم سے عمرو
بن عاص کو بچہ عداوت تھی اس وجہ سے ابولسب بن عبدالمطلب کے
نطفہ نہیں معلوم ہوتے اور چونکہ بوالہ صحیحین تلخیص الصحاح جلد پنجم باب غزوہ
ذات السلاسل سے ثابت ہے کہ عمرو عاص کو حضرت عائشہ و ابوبکر سے
بچہ محبت تھی د وہ ابتدا کے خلافت سے جوانکی ترقی ہوئی اور ہر
خلافت میں ممتاز رہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبداللہ بن جدرمان
تیمی کے نطفہ سے ہوینگے جو حضرت ابوبکر کا خاندان ہے اب رہا شہ عاص
بن وائل ہونے سے انکو ابن عاص کا نطفہ جاننا تو اطباء کے نزدیک
کسی مولو کی کسی سے مشابہت ہوتی صحت نسب کی دلیل قطعی تو نہیں ہے
لیکن ہم عصر لوگوں کے ابن عاص مان لینے سے کسی اعتراض کی گنجائش
نہیں ہے ۔ لہذا جملہ اے شیعہ کا اعتراض لغو ہے ۔

باب تمیز بنیٹ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ان جناب کے نسب کی نسبت بھی حضرت شعیب نے آفت طوفانی ہے چنانچہ

فرماتے ہیں اکمال فی اسما الرجال ترجمہ ابوہریرہ میں ہے۔ ابوہریرہ کے
 ہوا ابوہریرہ ثقافت الناس فی نام میں لوگوں نے اختلاف کیا اور ان کے
 اسم و اسم ایہ اختلاف کثیرا۔ باپ کے نام میں بحد اختلاف ہے انتی
 مقدمہ سنن ابی حنیفہ مرویہ صفحہ ۲۹ ترجمہ ابوہریرہ میں ہے۔

الصحابی الجلیل حافظ الصحابۃ صحابی بزرگ حافظ احادیث نبوی محمد
 اختلف فی اسم و اسم ایہ قیل انکے اور انکے باپ کے نام میں اختلاف
 عبد الرحمن بن صخر و قیل ابن غنم ہے بعض نے کہا کہ ابوہریرہ کا نام عبد
 وقیل عبد اللہ بن عائذ وقیل الرحمن بن صخر ہے اور بعض نے کہا ابن
 ابن عمرو وقیل بن عمرو وقیل غنم اور بعض نے عبد اللہ بن عائذ اور
 سکین بن رزما وقیل و جہان بعض نے ابن عامر اور بعض نے ابن
 وقیل ثول وقیل عامر بن صخر عمر داو بعض نے سکین بن رزما اور
 وقیل عامر بن عبد شمس وقیل بعض نے ابن ہانی اور بعض نے ثرل
 ابن عمیر وقیل یزید بن عشرہ و اور بعض نے ابن صخر اور بعض نے عامر
 قیل عبد نہر وقیل عبد شمس بن عبد شمس اور بعض نے ابن غیر
 وقیل غنم وقیل عبید بن غنم اور بعض نے یزید بن عشرہ اور بعض
 عمرو بن غنم وقیل ابن عامر نے عبد نهم اور بعض نے عبد شمس اور
 وقیل سعید بن الحارث (تقیہ) بعض نے غنم اور بعض نے عبید بن غنم
 اور بعض نے عمرو بن غنم اور بعض نے

التمذیب)

ابن عامر اور بعض نے سعید بن الحارث لکھا ہے انتی مصلاً۔

ان صاحب کے اسما و انساب بہ تفاوت کثیرہ دیگر کتب رجال میں بھی بہ کثرت
 لکھے ہیں اور تصحیح النظر فی توضیح نختہ الفکر مولفہ مولوی محمد حسین ہزاروی شاگرد

مولوی سید محمد حسین محدث دہلوی مرحوم کے مرقومہ ۲ معرفۃ اسماء الکینین میں ہے۔ ابوہریرہ کہ حد نام ہوا نام پدرش زیادہ برہیت قول اختلاف کر دیا
و محمد بن اسحاق صاحب معازی عبد الرحمن بن صفحہ اختیار کر دیا و حاکم ابو محمد
و زبیدہ و تصحیح نمودہ و نووی و شرح مسلم گفتہ ابوہریرہ ادل من کفی
بہذا الکذبة انتہی بلفظہ۔

اہل عرب کا مشہور قول ہے الاباء مفاخرت الابیاء یعنی باپوں
کی بزرگی اولاد کی بزرگی کا باعث ہے چونکہ ابوہریرہ کو اول تو اپنے باپ
ہی معلوم نہ تھے اور جو معلوم تھے بھی تو یادہ نہایت ذلیل و مجہ کے انسان
تھے یادہ ایسے برے طریق سے باپ بنے تھے کہ ابوہریرہ نے کبھی اولی کا
نام ہی نہ لیا اور جو اظہار بنیت کا موقع آگیا تو اپنی ماں کا نام بتایا جیسے
ایک لطیفہ شہور ہے کہ کسی نے خمر سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے تو اور نے
کہا کہ میری ماں گھوڑی ہے پس یہی کیفیت ابوہریرہ کی معلوم ہوتی ہے
کہ انھوں نے بھی اپنی ماں ہی کا نام لیا ہے چنانچہ العقد میں ابن عبد ربہ
نے اور الفایق میں علامہ زحشری نے اور مجملہ البلدان میں یا قوت
حموی نے ابوہریرہ کی یہ روایت نقل کی ہے ابوہریرہ کے کہنا کہ حضرت
فاروق نے ایک دفع مجھے امیر بحرین کیا اور میں نے بارہ ہزار دینار جمع کئے تھے
تو حضرت فاروق بحرین پہنچے اور مجھ سے کہا کہ اسے عدو خدا و مسلمین یا
عدو قرآن تو نے اللہ کے مال سے چرایا اور پھر وہ مال چھین لیا اور فرمایا
قال لا تقل یا ابوہریرہ قلت اے ابوہریرہ پھر امیر بحرین بنے ہو
لا قال و لہ قال قد عمل من ہو میں نے کہا نہیں تو عمر نے کہا کہ تم سے بہتر
خیر منہ یوسف قال جعلہ حضرت یوسف علیہ السلام تھے پس

احسن اصناف شیعہ بزرگوار

علی خزامی الاصل الی حفیظ (اور انھوں نے خواہش اور دعا کی کہ)
 علیہم قلت یوسف بنی ابی نبی اے خدا مجھے زمین کے خزانوں پر مال
 و ابوہریرہ ابن امیہ۔ (فراوے بیشک میں ہو یا رخا حفظ
 ہوں۔ میں نے کہا کہ یوسف خود بنی اور ابن بنی تھے اور میں ابن امیہ ہوں
 انتی حصار۔

محققین اہلسنت نے غیر مشہور صحابہ کے اسماء بھی بدولت ادنیٰ ولایت
 کے نہیں لکھنے الا ماشاء اللہ اور جنکے نہیں لکھنے وہ وہی ہیں کہ جنکو عنایت
 سرور کائنات یا حکومت خلفاء راشدین میں کچھ بہرہ نہ تھا لیکن حضرت ابوہریرہ
 سے پانچزار تین سو چوبتر احادیث مروی ہیں اور بعض کے نزدیک ابیہریرہ
 سے پانچزار اشخاص نے روایت کی ہے اس وجہ سے تمام کتب صحاح
 وغیرہ صحاح و فقہ میں زیادہ ان ہی کی مرویات ہیں پس ایسے مشہور آدمی
 کی ولایت نہ لکھنا شبہہ سے خالی نہیں دوہم اس زمانہ کے عرب
 اسکے عادی تھے کہ وہ ہر کسی ادنیٰ و اعلیٰ کا نام بغیر ولایت نہ لیتے تھے
 لیکن ابوہریرہ کے باپ کا نام آج تک اصحاب میں ہے اور یہ بزرگ ایسے
 باوقار بھی نہ تھے کہ لوگ بیکت ادب ان کا نام نہ لیتے ہوں کیونکہ یہ اپنے
 ابتدا سے اسلام میں نہایت ادنیٰ اور فلس و محتاج و اصحاب صفہ سے
 تھے اور ابوہریرہ جیسی ذلیل کنیت کا قبول و اختیار کرنا انکی سبکی عقل پر
 دال ہے اور چونکہ انھوں نے ادنیٰ درجہ سے روپیہ جمع کر کے ترقی کی جتنی
 کہ زمانہ فاروقی میں امیر مکرین اور زمانہ معاویہ و مروان میں امیر مدینہ
 رہے پس ایسے کثیر الخاطہ کے نسب اسے لوگوں کی اعلیٰ انکے جمول
 النسب ہو نہ کی قطعی دلیل ہے سو ہم تعجب ہے کہ ابوہریرہ نے

باوجود کثیر الخطاب ہو چکے باپ کا نام ترک کر کے ماں کا نام امیمہ بتایا جو
اس کی تصغیر ہے یعنی چھوٹی لٹدی اور ظاہر ہے کہ ماں کی ابنیت سے
منسوب ہونا اس زمانہ کے عرب میں اکثر و بیشتر ولد الزنا ہونے سے مخصوص
تھا الا اشار اللہ۔

فصل تشریح حسب باب العہر ہرہ

محققین کا نصف تحقیق اور ابو ہریرہ کی خرابی۔ وہ خوب انصاف
ہے اجماع حضرت پیغمبر خدا اور ان کی عترت اور خلفاء راشدین اور ان کے
علاوہ اور بکثرت مشاہیر حضرات کے جزویات و اعمال ضروریہ ظلم بند ہونے
سے رہ گئے بلکہ واقعات و حادثات عظیم میں بعض ایسے اختلافات ہیں کہ
جن کے تصفیہ نہونے سے اسلامی دنیا میں فساد عظیم پھیل گئے از انجملہ وضو
اور ترکیب و اعمال ادا سے بچکانہ اور اسکے تین اوقات کے اختلافات
اور جمع قرآن کا واقعہ اور اسکے ناقص و کامل ہونیکے ابحاث اور اس کی
ترتیب و تنزیل کے معارضات اور ناسخ و منسوخ کے بتائیں پھر ان
سب پر مجتہدان مطلق و مستحب استنباطات اور پھر ان کی نسبت شارحین
و مفسرین و فقہاء و اصولیین وغیرہ کی چھ بیگونیاں وغیرہ فریقین کے
نزدیک ایک دوسرے ناپید آتا ہے پس جب ایسے ضروری ارکان
اسلام کی یہ حالت ہے اور اول میں مخالف و تباین و تعارض ہیں تو
غریب ابو ہریرہ کا نسب کس شمار میں ہے۔

اول جبکہ یہ کلیہ نہیں کہ جس کو اپنا باپ معلوم ہو تو وہ ولد انحلال ہو گا
تو جس کو اپنا باپ نہ معلوم ہو اس کے لئے یہ کلیہ کو نکر ہو سکتا ہے کہ وہ ولد الزنا

ہر کہ نام انصاف

ہی ہوگا وہ سند مزبور میں ابن امیہ ہے جس پر قیاس ہوتا ہے کہ امیہ ابوہریرہ کے باپ کا ہی نام ہوگا کیونکہ اس زبان میں مونث صیغوں کے نام لوگ اپنی مقلاد ذکر کر کے رکھ لیا کرتے تھے جیسے امیہ طلحہ معاویہ۔ حالانکہ امیہ ذلیل باندی کو کہتے ہیں اور طلحہ بدکار عورت کو اور معاویہ اس وقت کو کہتے ہیں جو سبکتوں سے آگے بڑھ کر بھونکتی ہے لیکن یہ اسماء اولاد مردوں کے ہیں جو اسلامی دنیا میں آفتاب کی طرح روشن ہیں۔

اولاد ذکر کر کے مونث صیغوں کے نام رکھنے کی یہ وجہ پائی جاتی ہے کہ عرب کے اکثر معبودان باطل مونث تھے جیسے ہنود کی بعض معبودہ و پسمیاں مشہور ہیں مثلاً ستیا۔ بکھی وغیرہ اسی سبب سے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ وان یدعون من دونہ الا اناثا پس جو عرب زیادہ مذہبی لگاؤ رکھتے تھے وہ اولاد ذکر کر کے نام مونث صیغوں سے رکھنے سعود و مبارک جانتے ہو گئے اسی سبب سے اس زمانہ ایسا رواج پایا جاتا ہے پس ان دلائل پر قیاس کیا جاتا ہے کہ ابوہریرہ کے باپ کا نام امیہ ہی ہوگا سو ہم جبکہ ابوہریرہ کے اصلی نام میں اختلاف ہے باوجودیکہ وہ مشہور محدث ہیں تو اگر ان کے باپ کے نام بھی اختلاف ہو جو ادنیٰ ترین تھے تو اس سے حضرت ابوہریرہ کا ولد الزنا ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور نبی متقیص کس طرح لازم اور جائز ہو سکتی ہے چونکہ معرفت شخص کیلئے اسم مشہور کافی ہے اور عدم علم اب وجہ شہرت شخص کیلئے مانع و خارج نہیں اسی وجہ سے محققین المہنت نے نسب ابوہریرہ کی زیادہ جستجو نہ کی ہوگی چھارہم عرب میں مسلمانان کے ساتھ اظہار بنیت کا جو رواج تھا تو اس سے ہر حال کے صحت نسب مقصود نہ تھی بلکہ عام اشخاص یا بے کمالوں کی معرفت مقصود ہوتی تھی یا البتاس اسماء اب وجد و برادر و عم کے

حلیہ سے ہوتی تھی اور جو نفوس بکثرت کمالات ظاہر یا باطن یا کسی اور نسبت سے یا اولیٰ کا اسم و کنیت و علم البتاس و اشتراک اسمائے غیر سے اچھوتا ہوتا تھا تو انکے اظہار نسب کی ضرورت نہوتی تھی جیسے امر القیس و فرزدق و عبل وغیرہ۔ پیچھا بالفرض حضرت ابوہریرہ کی ماں کا نام امیمہ تھا لیکن جب تک اونکی بدچلتی کسی معتبر کتاب سے ثابت نہو اس وقت تک ابوہریرہ کی خرابی نسب پر احتمال کی گنجائش نہیں ششم حصہ اول کے باب سوم فصل دوم میں ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ ولد الزکوة ثلثہ کہتے تھے اور اوسکے جنازہ تک کی نماز نہ پڑھتے تھے پس اگر وہ خود ولد الزنا ہوتے تو اوسکو نہ بُرا کہتے اور نہ برا جاتے الغرض حضرت ابوہریرہ اور اوسکے باپ کے دس بیس نام ہونے میں محققین کا ضعف تحقیق ہے اور کسی کا ضعف تحقیق لیکن خرابی نسب کی دلیل نہیں ہو سکتا لہذا حضرت ابوہریرہ یقیناً ولد اکھلال تھے پس حضرت شیعہ کے جملہ اعتراضات نسب لغو و مہمل۔

فصل دوم در ترمیم و بافضال علام الغیو

حصہ اول کے باب اول فصل دوم اتمام نکاح میں بخاری و ابو داؤد کی حدیث مرویہ حضرت عائشہ جو لکھی گئی ہے اوس سے واضح ہے کہ صحیح نسب قرار و ادامات پر موقوف تھی یعنی اوس زمانہ میں امہات جبکہ نسب سے مولود کو منسوب کر دیتی تھیں وہ ہی نسب صحیح سمجھا جاتا تھا اور آج بھی فقہاء اہلسنت کے نزدیک صحیح نسب امہات کے منسوب کر دینے پر منحصر ہے اور امہات و فقہاء کا یہ توافق مرضی خدا کے مطابق ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر ایسے لوگوں کی یوں تسلی فرمائی ہے

اوانشی ووصلناکو مشعوب وبقائے اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک
لنعماء وخوانا کو مکہ عند اللہ عورت سے پیدا کیا اور تم کو قوم و قبیلہ
الغنیہ کو (سودہ محمد) بنایا تاکہ بچاؤنیشک خدا کے نزدیک

تم میں ہندگ وہ ہے جو قسمی ہے انتی محملاً

بلاعت کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ذکر اور انشی فرمایا زہج و زوجہ
یا انکح و نکوحہ نہ فرمایا ورنہ شعوب و قبائل کی حشناخت عقد سے وابستہ
اوسی پر پھڑھو جاتی پھر ان کو مکہ عند اللہ الغنیہ کو فرما کر واضح کر دیا کہ
خوشنودی خدا یعنی نجات و مغفرت یہ سب کچھ تقویٰ و طہارت پر موقوف ہے
حلالی و حرامی ہونے پر موقوف نہیں۔

اس تلیٰ فرما دینے کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ ہی بعض معیوب الانساب صحیح الانساب
سے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ کی طرف مائل ہو گئے دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ فخر انساب
و مطاعن نسب کی وجہ سے جو صدیوں سے فسادات قومی اور کشت و خون
ہوتے چلے آتے تھے وہ سب موقوف ہو گئے جسکے سبب سے بیواؤں کی کثرت
سد و داور زنا معدوم ہو گیا پھر اس خوبی پر یہ اصناف ہو کر برخلاف عداوتوں
کے ارشاد بین المؤمنین اخوة کے بموجب جسکے سب آپس میں ایک دوسرے
کے سچے دوست اور بھروسہ بن گئے اور جب اولن لوگوں میں ایسی عملگی اور جھگڑا
پیدا ہو گئی اور آرائش خدایں پورے اترنے لگے تو خدا تعالیٰ نے انکے
لصدق میں جملہ معیوب الانساب کی قیامت میں غرت افزائی کا وعدہ فرمایا
یعنی یہ بشارت دیدی کہ جب صور پھونکا جائیگا یعنی تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ
خاذا فتح فی الصور فلا انساب بینہم تو قیامت میں نسب کی پونچھ پانچھ نہوگی
یومئذ لا یستاع لون (سودہ مومنون) بلکہ صرف پرستش اعمال ہوگی کہ کیا کیا

بلاعت قرآن

بکمل نسب از اموات

اور کیا ساتھ لائے۔

دنیا میں اس بشارت و خوشنودی خدا کا ثبوت یہ ہے کہ نبیہ امتیاز ولد الاحلال
و حرام اولن سب کیلئے قرآن میں مثنیٰ اللہ عنہم و رضوا عنہ او رضیت لکم
الاسلام حیثا نزل ہوا او اذ حضرت نے بھی بغیر تنقید و امتیاز نکاح و سفاح
اولن لوگوں کو بھی مالی و فوجی عہدے عنایت کئے کہ جنکے نسب کے مطابق گذر
مثلاً حضرت معاویہ کو مالی عہدہ دیا اور ہادی و مہدی کی دعا فرمائی (دیکھو صحیحین)
او حضرت عمرو عاص کو سر یہ ذات السلاسل و سر یہ ولدی الرمل میں فوج
کی امارت بخشی اور خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم جیسے ولد الاحلال کو و نکاحاً تحت
بنایا (حبیب السیر وغیرہ) اور اللہ صلی علیہ و آلہ و سلم عاص یحبک و حب
دوسواک کی دعا فرمائی (روض المناظر) اسی طرح حضرت خالد بن ولید کو جنگی
عہدہ دیا اور سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا اسی طرح اور بکثرت حضرات کو عہدے اور
خطابات عطا فرمائے پس خدا و رسول کی ان عنایات بیغایات پر ہم کہہ سکتے
ہیں کہ آیہ کہ ما قد سلف ان اللہ کان عفواً راحماً کا وعدہ پورا ہو چکا
جسکی بنیاد پر اگر درحقیقت بھی وہ حضرات جہول و معیوب الانساب فرض کئے
جائیں تو بھی سب صحیح الانساب ہو گئے۔

اضافہ (اب) بظاہر جلد قطع ہو جاتی ہے اور بقضائے قدرت عملاً
ماں کیساتھ بکثرت ایام حمل و رضاعت و پرورش بدرستی ہے اسکی خاص وجہ
یہ ہے کہ ام اہل ولد ہے چنانچہ مصلح میں ہو و ائم الشیعہ اصلہ اور گوسالہ پرستی
کے جھگڑے پر حضرت موسیٰ سے حضرت ہارون نے جو کہا یا ابن ائم لا تاخذنا
بلحیف یعنی اے میرے بھائی میری داڑھی نہ پکڑے تو اسکی وجہ یہی تھی کہ
حضرت ہارون نے اہل کی طرف توجہ دلائی حالانکہ وہ حضرات ایک ماں باپ

سے تھے یا ابن عمران کہہ سکتے تھے اسی وجہ سے بعض احادیث مشہورہ سے پایا جاتا ہے کہ قیامت میں نسب کی پونچھ پانچھ نہوگی بلکہ لوگ اپنی ماؤں کے نام سے پکار لئے جائینگے جس سے معلوم ہوا کہ تکمیل نسب اہمات سے بھی ہو سکتی ہے جو صحت نسب کیلئے باپ سے ہی منسوب کرنا ضروری نہیں چنانچہ اس دعویٰ کے ثبوت میں بہتین دلائل پیش کرتے ہیں۔

دلیل اول المعلم ترجمہ صحیح مسلم جلد ۱۲ کتاب اللعان صفحہ ۵۶۹ میں ابن عمر عن ابی عمریان وجلا عن امرءة علی عہد رسول اللہ ففرق رسول بینہما والحق الولد بامہ۔

مگر دی اور پڑے کا احاق انوکھی ماں سے فرمایا انتی محسلا چو نکہ خاں ہے کہ زانی و مزنیہ دونوں شریک حال تھے تو شوہر سے جدا کر کے زانی و مزنیہ دونوں کے زیر پرورش مولود کو کر دینا چاہیے تھا اور جو زانی نامعلوم تھا تو بموجب قاعدہ حنفیہ شوہر ہی سے مولود کا احاق کرنا چاہیے تھا کیونکہ یہاں عورت کے زنا کے ابتکار کی صورت میں ہوا کرتا ہے لیکن یہ دونوں باتیں نہیں کی گئیں اس سے معلوم ہوا کہ ماں کا استظهار نسب ہے۔

دلیل دوم نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کی شمار التکلیف میں ہے رافعی گفتہ کہ تلمیقین میت بعد دفن مستحب رافعی نے کہا کہ بعد دفن میت تلمیقین مستحب ہے کہ دیوں کہما جا کے اسے اللہ امۃ اللہ اذکر ما خرجت علیہ من کے بندے اسے اللہ کی ٹونڈی کے بننے اللہ نبیاشہ احکام لا الہ الا اللہ وان محمدی رسول اللہ وان الجنة حق والہان

دلیل اول

دلیل دوم

قال قال الحافظان روحی الطبری عن ابی امامہ قال اذا انامت قتلہ فقتلہ
 عن ابی امامہ قال اذا انامت قتلہ فقتلہ
 فی کما امرنا رسول اللہ صلعم ان تصنع موتانا امرنا رسول اللہ صلعم
 اذا مات رجلکون اخواتکوفیقہ التراب علی قبرہ فلیقم احدکم علی
 راس قبرہ شعر لیل یافلان ابن فلان فان یقول اشد نایرجو
 اللہ ولکن لا تشعرون فلیقل ذکر ماخرجت علیہ من الدینا شہادۃ
 ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبده ورسوله وانما رضیت باللہ دینا
 وبلاسلام دینا وبالقراں املنا فان منکرنا ویکبر یاخذ کل واحد
 منہما بید صاحبه ویقول تظلم بنا ما یقعہنا عند من لقن حجتہ
 فقال رجل یارسول اللہ صلعم یصرف ام قال ینسب الی امہ
 حوی یافلان ابن حوی وامننا فی رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے
 اور قرآن کے امام ہونے سے پس منکر و نکیر آپس میں کہیں گے ایسے شخص کے پاس

برحق ہے لیسا بشک کہا) حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ طبرانی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے وہی نصیح موتانا امرنا رسول اللہ صلعم کی کہ جب دنیا سے میں رحلت کروں تو مجھے اسی طرح تلقین کرنا چاہیے کہ رسول اللہ صلعم نے تلقین کا حکم دیا ہے (آنحضرت نے فرمایا) کہ جب کوئی تمہارا بھائی مر جائے اور تم اسکو دفن کرو تو چاہیے کہ ایک شخص تم سے اسکی قبر کے سر پر کھڑا ہو کر یہ کہے اے فلاں فلاں کے جیسے پس وہ مروئے گا اور جواب نہ دینگا پھر کہے کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے پس وہ توفی پر چلا بیٹھ جائیگا اور کہے گا کہ تھے مجھے ہدایت دی اللہ تیرے رحم فرمائے لیکن تم اسکی نہ سنو گے پس اس وقت تلقین کرنا والا کہے یا دیکر اسے اعتقاد دے کہ جسے تو نے دنیا کو چھوڑا تو گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور تو راضی تھا اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے

بیٹھنے کی ضرورت نہیں چلو یہاں سے جس نے اپنی حجت کی تلقین پائی (اس
ارشاد نبوی کو سن کر) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میت کی ماں کا نام
معلوم نہ تو کوہو کر تلقین کیا جائے (تو اپنے فرمایا یوں کہے اسے فلاں حوا کے
جسے اتنی مصلیٰ۔

معجزہ میں طہرائی نے بھی ان ہی ابی امامہ سے بعینہا یہی روایت کی ہے
پس ان جملہ احادیث میں تلقین کیلئے ماں کی ہنیت سے منسوب کرینکا ارشاد
نبوی اور اس کی بیانیہ پابندی کا ارشاد ہے اگر حقیقی ماں کا نام نہ بھی معلوم ہو
تو اس حوی زوجہ حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب کیا جائے مگر باپ کے نام کی نسبت
کہیں حکم نہیں کہ ابن آدم ہی کہا جائے لہذا مقام عورہ ہے لہذا انساب میں باپ کی ہی
اضافت ضروری ہوتی تو میت کو باپ سے ہی منسوب کیا جاتا اور اضافت امہات
صحیح نسب کیلئے کافی ہوتی تو اضافت بعیدہ یعنی حضرت حوی سے منسوب نہ کیا جاتا

نکتہ

خدا و رسول کا توافقی یہ ہے کہ جیسے خدا تعالیٰ نے عبوب انساب کی ستاری کا
وعدہ فرمایا فلا انس ابیدینہم یومئذ فلا یتساءلون پھر خبر خدا نے اوس کا اہتمام
تلقین میت سے شروع کیا اور جو بعض صحابہ اضافت اب کی جائے اضافت ام کو مستحب
جانتے تھے اون کی اوس نفرت و وحشت کی اس ترکیب سے اصلاح فرمادی عجب
نہیں کہ آیہ سورہ احزاب ادعوہم اباؤہم و اباؤہم و اباؤہم عند اللہ منوٰخ ہوئی
ہو اور حضرت شعیب اس سے پیغمبروں جو طعن نسب سے باز نہیں آتے ۔

دلیل سوم مروج الذہب بخودی جلد دوم صفحہ ۱۱ میں حضرت عباس بن
عن العباس بن عبد المطلب قال عبد المطلب سے مروی ہو وہ فرماتے ہیں

نکتہ

کہنت عند رسول اللہ صلعم اذ قبل علی بن ابی طالب بخمارہ اسفری وجہہ فقلت یا رسول اللہ انما لتسفری وجہہ هذا الغلام فقال یا عمر واللہ لہ اسد جبال منی ولو لیکن نبی الباقیۃ بعدا من صلیہ هذا ان اذاکان یوم القیمۃ تک الناس باسما عہم واسماء اہماتہم ستوا من اللہ علیہم الا ہذا وشیعۃ فانہم یدعونہا باسما عہم واسماء اہبائہم۔

کہ ایک دن میں آنحضرت کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگاہ علیؑ آئے تو آنحضرت ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پیا کیا مینے کہ اس بچہ کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے ہیں آنحضرت نے فرمایا اے چچا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ علیؑ کو مجھے بہت زیادہ چاہتا ہے اور جب قدر بنی گذرے ہیں او انکی نسل کا بقا او انکی اولاد سے رہا جو اور میری نسل کا بقا علیؑ سے رہیگا اور جب قیامت ہوگی تو (سر عیوب کے لحاظ سے) لوگ اپنی ماؤں کے نام سے پکار

جائینگے مگر علیؑ اور ان کے شیعہ باپوں کے نام سے پکارے جائینگے۔ انتہی محصلہ اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو قیامت میں ماؤں کے نام سے پکارا جائے جس سے اصناف اہمات صحت نسب کیلئے کافی ثابت ہوگی دوسری یہ کہ بیٹی کے بطن کی اولاد سے باپ کی نسل قائم رہی جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نسب عمران سے از روئے قرآن مان لئے گئے ہیں جبکہ قصہ پارہ تملک المومل تحت آیہ اخلاص امراءۃ عمران اکثر تفاسیر میں درج ہے اور یہ عمران وہی ہیں جنکی زوجہ سماء حنظل کے بطن سے حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں اور ان کے بطن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے چونکہ ان باتوں کو حضرات شیعہ بھی مانتے ہیں لہذا جو صحابہ صرف ماؤں کے نام سے یا بنیہ بنیت اقصیٰ پکارے جاتے تھے وہ سب صحیح النسب ثابت ہو گئے اور مطاعن شیعہ

لغو و مہمل و الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

نکتہ در تصحیح شریعت

اگر حضرات شیعوہ کو خدا تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائے تو وہ اس حدیث شریف کو خوب غور سے سمجھیں کہ بفضلہ و کرمہ جملہ اہلسنت و جماعت ایسے مقبول خدا و محبوب کبریا ہیں کہ اون کا نبی عیب چھپا نیکی غرض سے اللہ جل شانہ قیامت میں بھست ستاری اونکی ماؤں کے نام سے بلائیگا اور چونکہ آپ حضرات خلفائے ثلاثہ و عنوان ہیں علیہم سب و شتم کرنا حلال جانتے ہیں جس سے اللہ جل شانہ بید ناراض ہے بایں وجہ آپ حضرات پر یہ عتاب ہو کہ آپ حضرات کا شرعیوب نہ کیا جائیگا بلکہ بنظر رسوائی قیامت میں آپکو باپوں کے نام سے پکارا جائیگا اللہ تعالیٰ حفظنا من کل بلاء الدینا و الاخرۃ۔

باب شتم در مقدار عصیت و اطاعت زنا

احکام حلال و حرام سے خدا و رسول کو اپنی سطوت و حکومت جتنی مقصود نہیں بلکہ حلت و حرمت کے احکام میں حسب قدر شدت و ولینت ہے وہ سب انسان کی ذاتی منفعت و غیر گزہی کی غرض سے ہے یعنی جو شئی یا فعل انسان کے لئے نیا وہ بخش ہے او یہ قدر وہ عام طور سے جائز و مباح و حلال ہے اور جو کم نفع بخش ہے تو اوکی اباحت و جواز و حلت میں ویسے ہی ترخصات و احکامات میں پس بعید نہایتی ملوث و وجہات کسی شئی یا فعل کے مکروہ و حرام ہونے میں ہیں یعنی جو شئی یا فعل انسان کیلئے بید حضرت رسان ہے وہ مبطلہ و ناکید حرام ہے اور جو اوکی حضرت میں کمی و ضعف ہے تو ویسی ہی اوکی حرمت میں قلت

و ضعف ہے جن درجات کا نام مکروہ تنزیہی و تحریمی و حرام ہے مثلاً بعض علماء
اہلسنت کے نزدیک کچھ اسب و حکم حرام و مکروہ حلال ہے اور بعض کے نزدیک
مکروہ اور بعض کے نزدیک حرام یا بعض علماء شیعہ بھی کے نزدیک وطی فی الدبر
السوان کے حرام و مکروہ متباح ہونے میں معارضہ و جو حصہ دل کے باب اول فصل سیم
اقسام جمیع خانہ ساز میں بیان ہوا اسی طرح شیعہ کے ہاں چنانچہ رسالہ شہاب ثاقب
میرزا محمدی خاں تلمیذ سلطان العلماء ایدہ محمد صاحب مجتہد لکھنویس نے بعضے از علماء اہل
نقیین و ابن جریر و شیخ ابو القویح الرازی و راوندی و کتاب باب وید ابو الکلام حقا
بلا لہ القلا و فاضل آملی تلمیذ محقق و غیرہ ایشان حرام می دانند و بر شے رشتہ اما آن را
مکروہ بکر است شدید و منغلظہ و التمسہ الذماتی لم یقلہ نس اسی حلت و مکروہ بلحاظ معارضہ
بمقتضائے طبع علماء یا ضرورتہ یا کسی و قوم یا ضعف تحقیق کا نتیجہ ہو جو قابل التفات نہیں۔
اب یہی زندگی ممانعت شدید تو اس کا سبب خاص یہ ہے کہ بعض مواقع میں نا
انسان کے تمدن اور با کھوش تدبیر منزل کیلئے یہی ضرر رسان ثابت ہوا ہے اور وہ ضرر
یہ ہے کہ خلق اللہ میں وقوع زنا سے فساد اور آپس میں دشمنی راسخ ہوتی ہے اور
بعض وضمرو کے روزگار اور عورت کے نفقہ میں نقصان پہنچتا ہے اور مولودانہ
قوانین ملک و ملل اپنے اصلی باپ پر پرورش کا حق نہیں رکھتا ان حضریوں کی
مشہرت عام سے بے تعلق لوگ بھی اپنی ذات و تعلقات میں ایسے الزام و رسوائی کی
قابلیت پاکر زانی و مہترہ سے ناراض بلکہ دشمن جان ہو جاتے ہیں جو ہم عورت
ایسی فاحشہ مقاربت سے دوولی ہو جاتی ہے جس کے سبب ندرج منکوحہ پر بھروسہ نہیں کر سکتا
معوہ مہترہ اور دل الزنا و سائل رزق کے تیر شدید و نقصان شدید کے سبب اکثر
آسائش و تحصیل کمالات سے محروم ہو جاتے ہیں چھارہم بعض مواقع پر رسوائی
عام کے علاوہ جان کا تلف بھی ہو جاتا ہے پس ایسے ایسے وجوہ کی بنیاد پر

وجہ مانعت شدید زنا

زانی و مہتر بے وقار ہو جائے ہیں چونکہ تمام ممالک و مل و اقوام مذہب و نامہ و
میں زنا کے محصنہ و جومات بالانہایت برہان کیا گیا ہے لہذا ان نقصانات کے
مقابلہ میں کہا جاتا ہے کہ زنا مطلقاً حرام ہے مگر بشرط تمق و کھا جائے تو ان نقصانات
و تغییرات مذکورہ کے جملہ حدود و معاش و تدبیر منزل کی خرابی یا اذیت جسمانی ختم
ہو جاتی ہے باقی دل و دماغ جو مسکن روح حیوانی و نفسانی اور مخزن علوم و جہان
اور مبداء فنون و نباتات اور مہبط انوار تجلیات ہیں ان کو زنا و لواطت کے ارتکاب سے
بغیر انہماک کے چنداں ضرر نہیں پہنچتا اور وقوع زنا و لواطت پر انفعال کے سبب
سے جو روحانی تکلیف ہونیکی شہرت ہے تو وہ خلق اللہ کی وہی فرضی قرار داد ہے
جو فحاشات ہم جنس کے سبب سے ہوتی ہو ورنہ ظاہر ہے کہ مقاربات حلال و حرام کی
صورت و فعل و نتائج یکساں ہیں یعنی مقاربات حلال کی غرض و غایت تکفیل
لذت یا اولاد یا اصلاح مزاج تو یہ باتیں مقاربت زنا سے بھی حاصل ہو جاتی
ہیں۔

اس تہید سے نتیجہ نکلا کہ زنا قوی گناہ ہے اور جو بقدر قوی یا اخلاقی گناہ ہیں انکی
ممانعت اسلام اور غیر اسلام دونوں میں یکساں ہیں اس بنا پر دعویٰ سے کہا جاتا ہے
کہ اگر قرآن و احادیث میں زنا کی ممانعت نہ بھی ہوتی تو بجاظ حسن معاشرت و تدبیر منزل
اسکو ترک کرنا پڑتا جیسے مالک مختلف میں قوانین سلطنت کے سبب خلق اللہ نے
بعض اشیاء و افعال کو ترک و اختیار کر رکھا ہے جنکی حلت و حرمت کا ظاہر اسلام
میں کوئی حکم نہیں۔

غضب حق اللہ و حق ایسا گناہ ہے کہ اسکا مرتکب قطعاً ایمان و عرفان سے
محروم ہو جاتا ہے لہذا صاحبان متدک و الاصول و کثر العمال و لالی مصنوعہ
و تلویح شیعہ تو صلیح و غیرہ کی رائے باب سوم حصہ اول تنبیہ الانساب فی قبائل

زنا گناہ قوی

الاعراب میں ولد الزنا کی نسبت جو لکھی گئی ہے کہ ان حضرات نے حدیث متبیح
 ولد الزنا کی عمومیت سے انکار اور اس کی شقاوت ازنی و ابدی اور جہالت و نفیہ کے
 تمیز سے اعتراف کیا ہے بلکہ ولد الزنا کی قصار و شہادت و نبوت و امامت کو تسلیم
 کیلئے تو ان صاحبوں کا یہ انکار و اعراض بے معنی نہیں ہے بلکہ حقیقہ و واضحہ و باہرہ
 کے ساتھ یہ ہر مہن قاطعہ مدلل ہے کیونکہ اگر حلق و لواطت و زنا کے ترکیب میں
 الری یا ابدی شقات ہوتی تو ایسے لوگ ہمیشہ کفر و جہالت میں پھنسے رہتے اور
 اونکو ایمان و ایقان و عرفان و تقرب احدیت ہرگز حاصل نہوتا اور جب اونکو
 یہ درجات و مرتبت حاصل نہوتے تو دنیا میں ایسے لوگوں کی نہ کوئی تقلید کرتا
 نہ اتباع اور نہ وہ مرجع خلائق ہوتے نہ ہادی برحق اور نہ اونکے لئے رحمۃ اللہ
 علیہ کی دعا ہوتی نہ رضی اللہ عنہ کی اور نہ اولیٰ سے سلسلہ بیعت چلتا پس ثابت
 ہو گیا کہ تلبیس ابلیس ابن جزی کے صفحہ ۱۳۵ میں جو ہے کہ ایمان کے ساتھ
 لا یضر مع الايمان معصية ككالا ينفع | کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا جیسے کفر کیساتھ
 مع الکفر طاعة | کوئی طاعت نفع بخش نہیں۔ لہذا
 یہ بات بالکل حق اور درست ہے۔

اب یہاں مقام خورج کہ علماء رشید نے جو لواطت و زنا کو صرف بعض نیکان
 اہلسنت کیلئے باعث سلب ایمان و عرفان ظاہر کر کے بعض مرتکبین زنا و لواطت
 کے احترام و فضائل سے انکار اور اونکی تقلید و اتباع سے عار و لائیکلی کوشش
 کی ہے تو اولن کا یہ جھوٹا دعویٰ کمانتک درست ہے۔

امام اہم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قیاس فقہی کی بنا دلائل عقل و
 نقل یا جماع صحابہ پر ہے اوس میں مقیس علیہ یعنی اصل اور مقیس یعنی
 فرع اور علت شرعیہ دیکھی جاتی ہے اور پھر ان مقدمات کی ترتیب سے

جمہور جماعت بحالت صوم و صلوة ذکر قیاس فقہی

نتیجہ یہ لکھا جاتا ہے اور اسکے چار قاعدے ہیں جنہیں سے ایک یہ ہے کہ مقیس علیہ میں کسی شے یا فصل کی حلت یا حرمت ہو تو اسکی فرع یعنی مقیس میں بھی وہی حکم لگا یا جائیگا جیسے نخل دائمی اصل ہے اور نخل موقت اوکی فرع ہے چونکہ جماع نفس الامر میں حرام و میسوب نہیں بلکہ بعض صحابہ اپنی ازواج سے بحالت صوم و صلوة بھی تھوڑا بہت اس فعل کو کر لیتے تھے پس زنا و لواطت کے مرتکب پر بھی وہ الزام و حرم ہرگز قائم نہیں ہو سکتا جو غاصب حق اللہ پر ہو سکتا ہے چنانچہ تلخیص الصحاح جلد چہارم صفحہ ۴۴ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت کی خدمت میں صفوان بن مہطل کی زوجہ اوس وقت حاضر ہوئیں کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بھی حاضر تھے اوس وقت اون بی بی فقالت ید رسول اللہ زوجی یضہنی نے کہا یا رسول اللہ جب میں نماز پڑھتی اذ اصلیت ویفطر فی اذا صمت ہوں تو صفوان مجھے (جماع ذکر کرے) ہم فلا یصلی الفجر حتی یظلم الشمس مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو (جماع سے) افطار کر دیتا ہے اور بغیر سورج نکلے نماز نہیں پڑھتا مگر اویہ کہ اوس وقت تک روزانہ مشغول جماع رہتا م

فقالت رسول اللہ صلحہ لا تصوم پس اس واقعہ کو سنکر آنحضرت نے فرمایا امواۃ الا باذن زوجھا۔ کہ کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت بغیر روزہ نہ رکھے چونکہ زوجہ صفوان نے دو شکایتیں کی تھیں جن میں سے صرف اذن زوج پر صوم کی رخصت ہے اور نماز کے ترک و اعادہ کا کوئی حکم اس حدیث میں نہیں لہذا صلوة پر جماع کو تقدیم معلوم ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک داعظ صاحب نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ بیان کیا کہ انکی زوجہ ام شریک ہر وقت بنی سنورہی رہا کرتی

تھیں ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو اون کا سر جھانپھا دیکھا تو دریافت فرمایا کہ خیر تو ہے یہ تیری کیا حالت ہے ان بی بی نے ام المومنین سے عرض کیا کہ میں بناؤ کس کیلئے کروں میاں کو روزہ نماز سے ہی فرصت نہیں پس ام المومنین نے یہ اجر پیغمبر خدا سے عرض کیا آپ بہت برہم ہوئے اور خطبہ میں فرمایا کہ دنیا تلوگ مجھے بھی آگے بڑھ جانا چاہتے ہو میں باوجود نبی مرسل ہونے کے اظہار بھی کرتا ہوں اور صائم بھی ہوتا ہوں اور اپنی ازواج کے پاس بھی جاتا ہوں پس یہ خطبہ سن کر بعض صحابہ نے عرض کیا کہ ہم نے ازواج کے پاس جاگنی قسم کھالی ہے پس اس پر حاکمیت نازل ہوئی کہ تمہاری قسموں میں سے جو لامنی لایواخذ کو اللہ باللغو فی ایمانک۔ | قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ اون کا تم سے مواخذہ نہ کریگا۔ انتہی یعنی ایسی قسمیں (پارہ دوم)

بغیر کفارہ کے تیر دو۔

الغرض بعض جماع کی ایسی عظمتوں پر خیال اور بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم کے عمل پر غور کر کے ہمارے بعض فقہاء رحمہم اللہ نے سن و مہاشرت و طلق و جماع کو سب حالت صوم و صلوة جائز و مباح قرار دیا حتیٰ کہ ان افعال سے غسل اور تجدید و بنوئی تکلیف بھی ساقط فرمادی چنانچہ مثال کے طور پر چند اجہتاوات فقہاء پیش کر دیئے جاتے ہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں جلد اول کتاب الصوم فصل خامس فیما لا یفسد الصوم ومن الناس من قال لا یفسد حضورہ و انما یتعاب بالکفھل یبأ ان یغسل ذلک فی غیور رمضان ان اراد الشهوة لا یباح و ان میں ہے بعض لوگوں سے وہ شخص ہر جو کہتا ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا اور اسکے ہاتھ کے کام کرنے یعنی حلق سے ٹوکیا جاتا رہے الجواب شہوة تیز کر نیکی خیال سے تو

مسلک المظہوۃ قالوا انما لا
اکون اثما ایضا اذا جامع بجمیۃ
ولم یمنزل مبتدئ ولم یمنزل اثناء
بیدۃ او جامع دون الفج ولح
یمنزل ولکن النائمۃ والمجنون اذا
جامعھا فوجھا علیہما القضاء
دون الکفایۃ وقال زفر حمہ
اللہ لا یفسد صومہا لانہما فی
معنی النسیان -

جائز نہیں ہاں اگر تکلیف شہوۃ کی غرض
سے کیا جائے تو ہم امید کرتے ہیں کہ جائز ہو
اسی باب فضل میں ہے کہ جب کسی بچہ
یا میت سے جماع کیا جائے بغیر فرج کے
یا جلق لگا یا جائے اور منزل نہ تو جائز ہو
اور اسی طرح سوئی ہوئی عورت اور مجنونہ
سے اگر جماع کیا جائے تو بغیر کفارہ کے
قضا ہے اور امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ اگر بوجہ
فرمایا کہ ایسی باتوں سے روزہ خراب

نہیں ہوتا کیونکہ دونوں بھول کے معنی میں ہیں انتہی محصلاً۔

اسی فتاویٰ کی جلد اول کتاب الصلوۃ باب الحدیث فی الصلوۃ فی ما
لا یفسد الصلوۃ صفحہ ۱۱۱ میں ہے۔ اگر مصلیٰ بحالت صلوۃ راتوں میں جماع کرے
ولو کان متلمذاً فی الصلوۃ فجامعھا
فوجھا بین الفحذین فسد
صلوۃھا وان لم یمنزل منها
بل وکان لوقبلتھا بشہوۃ او غیر
شہوۃ او مسہا بشہوۃ ولو نظر
الی فرج المطلقة طلاقاً وجب
عن شہوۃ لصلوۃ راجعاً ولا
یفسد صلوۃ فی رجاۃ وکان
لو نظر الی فرج امرء بشہوۃ

بشوطیکہ انزال نہ تو نماز فاسد نہ ہوگی اور
اسی طرح اگر مصلیٰ عورت کا بوسہ بشہوۃ یا
بغیر شہوۃ کے لے یا ساس کرے (تو اوکا
بھی وہی حکم ہے) اور اگر مصلیٰ مطلقہ رجعیہ
کی فرج کی طرف بشہوۃ دیکھے تو وہ راجع
ہوگا اور اوکی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر مصلیٰ
کی نظر کسی اجنبیہ کی فرج پر بشہوۃ پڑ جائے
تو اوکی ماں اور بیٹی مصلیٰ پر حرام ہو جاتی
ہیں اور نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر کسی

حرم علیہا مہاجبتہا فلا یفسد
صلوۃ (الی ان قال) ونظر لئلا
من تحت القتیص ودای عرق المصلیٰ
لا یفسد صلوۃ ولو قیل المصلیٰ
امرؤ ولو شیتہا لو یفسد صلوۃ انتہی محملاً۔

پس ایسے ہی فتاوے اور کتب فقہ میں بھی ہیں چنانچہ سر اجیہ میں ہے کہ
ولو نظر الی فرج امرأۃ قد طلقها
وهو فی الصلوۃ یصیر راجعاً لہا
ولا یفسد صلوۃ لانه لیس عمل
کثیر۔

عمل کثیر نہیں انتہی محملاً۔ اسی طرح جامع الرموز شمس الدین قسستانی نے
کتاب النظم سے اپنی کتاب کتب میں فقہار سابق کا اجتہاد مندرجہ ذیل نقل فرمایا ہے
جسکو صاحب درمختار نے کتاب الطہارۃ میں ان الفاظ سے لکھا ہے۔

ولا عند وطی بھمتہ اذ میتۃ اوصفت ہمارے نزدیک چوپائے اور میت اور
غیر مشتملہا کابان یصیر وقفاً
بالوطی علیہا الحشفۃ ولا ینقص
الوضوء فلا یلزم الغسل۔
واجب ہوتا ہے انتہی محملاً۔

وضو کے ناقص نہونے اور غسل کے لازم نہونے کے اسناد کتب صحاح میں
بکثرت ہیں چنانچہ بحوالہ صحیحین تلخیص الصحاح جلد چہارم کتاب الطہارۃ ص ۱۱۳ میں
وعن ابی بن کعب ان قال یا ابی بن کعب کے روایت ہے انھوں نے

رسول اللہ ﷺ اذ لجامع الرجل
امرأت فلم یزل قال یغسل
وما من للمرأة من ثوب یوضا
و یصلی الخرجہ المشیخان۔
آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر مرد غسل
انزال عورت سے جدا ہو جائے تو غسل
کے واسطے فرمایا ذکر نہ ہو ڈالے اور
وضو کر کے نماز پڑھے انتہی۔

ایسی ہی حدیث کتاب مذکور کے صفحہ ۵۹ اور صفحہ ۶۰ پر یوسف اور ابی بن کعب
سے مروی ہیں غالباً ایسی ہی احادیث کی بنیاد ولید بن یزید بن عبد الملک
بن مروان رضی اللہ عنہ ایک دن نشہ شراب میں مست اور مصروف جماع
یقال نہ وقع جارية له وهو سکرانہ تھے کہ موزن نے غلیفہ کو قیام جماعت کی
وجاء الموزنون یؤذن له بالصلاة اطلاع دی پس ولید نے قسم کہا کہ
مختلفہ لایصلی باللباس لانی ویکر کہا کہ آج کوئی نماز نہ پڑھائے سوائے
خلبست ثیاب و تنکرت و صلت اس کنیر کے پس اس کنیر نے ولید کا
بالمسلمین وہی جنبہ مسکری لباس پہنا اور اسی حالت میں کہ جنبہ
میں امام جماعت بن کر نماز پڑھائی انتہی محضاً چونکہ دبیری صاحب جوہر بحوالہ
نے اعادہ ضلوہ کا ذکر نہیں کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ولید اور وہ کنیر منزل
نہیں ہوئی تھی اسی سبب سے بغیر غسل صرف وضو کر کے نماز پڑھائی ہوگی۔
الغرض کتب صحاح و فقہ سے بتا چل گیا کہ جماع نفس الامرئین نہیں کہ جس سے
نہ ایمان و عرفان میں فرق اسکے یا تقرب احادیث میں خلل واقع ہو بلکہ کتب
صحاح سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن صحابہ میں رجولیت نہوتی تو ازواج کی شکایت
پر تفریق کر دی جاتی تھی پس اس عمل تفریق سے نفس جماع کی عصمت کا
انذارہ نہیں ہو سکتا۔

ہمارے نزدیک صاحب و مختار نے امام جامعہ کیلئے ثم الاکابر سنا

ذکر امام کنیر غلیفہ ولید

فلا صغر عضو کی شرط جو کافی ہے کہ امام کا سر بڑا اور ذکر چھوٹا ہو تو یہ جماع کی غلطیوں کا سبب ہوگا۔

نکتہ در اظہار غفلت شیعہ

تاریخ اختلاف سیوطی بیان یزید بن عبد الملک بن مروان صفحہ ۱۷۱ میں
قال الکلبی نشأت وهو فقہون کلبی سے روایت ہو وہ کہتے ہیں کہ لوگ
صحی بنو امیہ یوم کو بلا بلال دین کہا کرتے تھے کہ بنی امیہ نے دین کو کربلا
ویوم العقیقہ بالکرام میں اور کرم کو عقیقہ میں ذبح کیا راتھی۔
مراویہ کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت گویا دین کا ذبح ہونا تھا معاذ اللہ
کس قدر حضرت شیعہ کے دل اور آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑا ہے یہ غور نہیں فرماتے
کہ جیتا جناب ممدوح زندہ رہے تو اون کی غفلت و تمیست سے نہ احادیث مزبور
جاری ہو سکتیں نہ فتاویٰ مذکورہ پس جن عقل آرائیوں اور ذہنی خوبیوں سے
دین کو سہل اور مزین کرنا چاہتے تھے فقہاء و محدثین نہ کر سکتے تھے لیکن حضرت
کی شہادت کے بعد زمانہ کے مطابق احادیث میسر آنے لگیں اور ان کے حیل و بینا و
پر فقہاء اپنی رائے زیریں ظاہر کرنے لگے جس کو دنیا کے اسلام نے بخوشی قبول
کر لیا۔

عالم الباء ایسی احادیث و فقہ کی ابتدائانہ یزید بن معاویہ سے ہوئی اور اون کو
روقی یزید بن عبد الملک نے دی اور انکی تکمیل ابو العباس امین بن ہارون رشید
شاگرد امام مالک کے زمانہ میں ہوئی چنانچہ تاریخ اختلاف سیوطی بیان میں صفحہ ۱۷۱
قال ابن جریر لما ملک الامامین میں ابن جریر کا بیان ہے کہ جب امین

یزید مذکور نہایت سختی تھا اس کو مخالفوں نے کربلا کے قریب موضع عقیقہ میں قتل کیا تھا ۱۷۱

اتباع الخصیان وغالی بھرو
صدیقہ مخلوق ورفض النساء
والجودی۔
پادشاہ ہوا تو اس نے غنٹوں کو بڑی
بڑی قیمتوں سے خریدا اور ان سے
لواطت کی اور ازواج و کنیزوں کو
ترک کر دیا۔ انتہی محصلا۔

چونکہ خلفا کو امیر المومنین مشہور ہوئی خواہش اور فقہاء کو حفاظت خود داری
ملاحظہ تھی اس سبب سے صلح ارامہ کے افعال و اقوال و مرویات موسومہ سے استنباط
کر کے اجتہادات شائع کئے گئے جن سے اجراء حد و دین کی اور خلفا رنگینا
ہو گئے۔ اور اسلام کی رونق بڑھ گئی لاکھ فی الدین کی تصدیق ہو گئی۔

باز آدم بر سر مطلب

فریقین میں زنا کی تعریف یہ ہے کہ بغیر اشتباہ حلت اجنبیہ کی فج
میں ذکر داخل کرنا بشرطیکہ وہ زن محسنہ آزادہ۔ عاقل۔ بالغ مسلمان ہو۔
پس ایسے زانی و فریضہ پر بعد عینی شہادت کاملہ فی المکمل کے رجم ہو سیکے گا
اور جو ان پانچ شروط میں کسی یا شہادت ناقص ہوگی تو رجم ہو سیکے گا جیسے نبلی
بنت سنان زہبہ مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت خالد نے زنا کیا
اور صحابہ کرام نے خالد کے رجم ہونے پر اجماع کیا (صحیحین) لیکن شبہہ تملیک پر
حضرت ابو بکر نے خالد کا رجم نہ کیا بلکہ حضرت خالد کی خطا اجتہادی مانکر حضرت
مالک بن نویرہ کی ویت اوکروی اور اس احسان کے صلہ میں وراثت ابن
نویرہ کو کوئی معاوضہ نہ دیا اسی طرح حضرت مغیرہ بن شعبہ کے زنا میں پانچ
شروط کے علاوہ عینی شہادت بھی تھی لیکن شہادت کاملہ فی المکمل میں
کسرہ گئی پس حضرت مغیرہ رجم سے بچ گئے اور ام حبیل بنت انعم زوجہ حلاج بن
تملیک بھی بلکہ قلام مغیرہ حضرت ابو بکر و اوزاع کے مادی برادر مسلمان نافع

فریقین

فریقین

وشبل ابن سمیہ پر انتہی انتہی کوڑے حد قذف کے پڑ گئے پس جب ایسے
 صریح زنا پر شہین جیسے سخت کوشش نے رجم نہ کیا تو بعض صحابہ یا اونکے اوین کے سر
 صریح زنا نہ تھے کہ جن پر حضرات شیعہ نے یہ دھوم مچائی ہے کہ خدا کی پناہ اور لطف
 خاص یہ بھی ہو کہ جیسی تنقید و شہادتین صاحبان مدوح کے زنا پر گزریں ملزمان
 شیعہ کے زنا ایسے باعلاں نہیں گزرے جنکے مطاعن سنتے سنتے کان ہرے ہو گئے
 ان ہی المعاصی من امر الجاہلیۃ البتہ گناہ جاہلیت کے کاموں سے ہیں لیکن
 احادیث صحیحہ بارنگاہی بالابا الشر حضرت شیعہ جو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ
 اس کا مطلب کافر ہو جاتا ہو تو یہ خیال محبوب (بخاری)
 حدیث بخاری محض لغو ہو رہا ہے شرک کرنے سے کافر ہو رہا ہو جاتا ہو پس زنا و لو
 کو اس حد تک ہم بلکہ غالباً جملہ مہذب دیان و مل گناہ اور برا جانتے اور مانتے ہیں
 لیکن بعض احادیث و رفیقین سے جو گناہ زنا ہم رتبہ شرک پایا جاتا ہے تو ہمارے بلکہ
 تمام عقائد کے نزدیک ایسی احادیث موضوعات صریح ہیں کیا معنی کہ اگر حضرات شیعہ کا یہ
 لکھنا درست ہوتا تو بعض صحابہ اپنی فزنیہ جو رو کو ضرور طلاق دیدیتے چنانچہ بحوالہ ابوداؤد
 و نسائی تلخیص المصلح جلد پنجم صفحہ ۵۵ فصل خامس میں ابن عباس سے مروی
 عن ابن عباس قال جاء رجل الى رسول الله ان امرأتی لا تحب اللہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری جو رو کسی
 فقال عتبہا فقال انی اخاف انک انتی کونی رومنی یعنی کسی سے انکار
 تنبہا فضعی قال فاستمع ہمارا عمن کیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرا ہنس سکی
 جاری کا حکم کرتے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے فائدہ اوٹھا انتہی گواہ استمع جھا
 آنحضرت نے اعتراف کیا ہی کہوں نہ کہا ہو مگر اس فزنیہ زوجہ سے ترک و مفارقت کا حکم

بصراحت ثابت نہیں۔

بیشک زنا سے نقص ہوتا ہو تو تعجب نہیں کہ جب آدمی زنا کرنے کو اوس سے
عن ابیہمیر قال اذا نزل العبد خج منہ | نورہاں نکلے اوی کے سپر رشل سایہ کن
ایمان فکات فوق راسہ کا الظل غانی | ہو جائے اور جب زنا سے فارغ ہو تو ریا
مخلاف العمل تحلیلہ ایمان (ترمذی ص ۲۳۳) | پٹ کرواپس آجائے انتہی۔

لیکن دس پانچ منٹ کی ایمان کی جدائی پر بشرک کی طرح ہمیشہ کیلئے زانی و
مزنہ کو بے ایمان و بیدین سمجھنا خلاف عقل و نقل ہے اور عقلی بات ہو کہ جب
زانی و مزنہ کے ساتھ عام قوانین اللہ تعالیٰ اور بالخصوص مذہب اہلسنت استدر کثرت
سے سختیں کشیں اور بااحت کی صورتیں قائم کر دیں تو دل الزنا کا تو کوئی قصور ہی
نظر نہیں آتا۔ پھر حضرات شیعہ کیوں بے موقع چھل کود کرتے ہیں اور جبکہ مذہب
اہلسنت میں نخل محقق جائز و درست متولدہ بزنا حلال اور محرمات ابدی سے جماع
بہ شہرہ شیعہ اور اورینیر عقد و تملیک مجنونہ و نابالغہ سے زنا حکم زنا میں داخل نہیں اور
خلیفہ مطلق کا زنا معاف تو پس جب عواذ کی بکثرت صوتیں اسی موجود ہیں تو
حضرات شیعہ خلاف اصول اہلسنت کیوں مناظرہ فرما کر اپنے گروہ پر شکوہ کو مندر
کرتے ہیں سچ ہے نہ کہ خدا خواہد کہ پردہ کس در و میلش اندر طعنہ نیکان نہ بد۔

فصل اول در بیان مباشرت صوفیہ کرام

عقل اور مشاہدات سے ثابت ہو کہ بعض صوفیہ کرام ہر سون حسن پہنٹی
اور پس و مباشرت امر و واجبیہ کر کے رہے جو امالات زنا میں اور بعض زنا
میں مبتلا بھی ہو گئے لیکن اوس حالت میں بھی خلق اللہ اودن سے کسب ایقان
و عرفان کرتی رہی اور اودن ہی حضرات کے وسیلہ سے فائز المرام بھی ہوتی ہی

تلبیس ابلیس ابن جوزی باب تلبیس علماء کثیر من الصوفیہ فی صحبت
الاحداث میں بہت سی پاکیزہ اور غیر پاک دامن صوفیہ کرام کے حالات
صفحہ ۸۰ سے صفحہ ۱۰۴ تک لکھے ہیں جنکے تراجم کا اقتباس یہاں پیش کرتے ہیں
بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حلول خوبصورت اشیاء میں ہے۔

ابو عبد اللہ ابن حامد نے کہا کہ بعض صوفیہ اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
آوی کی صفت میں ہوا اور اچھی صورت میں اوسکے حلول سے انکار نہیں کرتے
ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے ایک کتاب موسوم بہ سنن الصوفیہ تصنیف کی ہے
جس کتاب کے آخر باب میں اول جنیزوں کا بیان کیا جو جن کیلئے صوفیہ کے نزدیک
رخصت و اجابت ہے اس باب میں رخص و غنا و اچھی صورت دیکھنے کا جواز
بیان کیا ہے اور اس جواز کی توثیق کیلئے وہ حدیث بھی لکھی ہے جو اس حضرت نے
اطلبوا الخیر عند حسن الوجہ | فرمائی ہے کہ تم خیر کو اچھی صورتوں کے
وامنہ قال ثلث تجلو البصر المنظر | پاس سے طلب کرو اور فرمایا کہ تین
الی الخضرۃ والنظرۃ الی الماء والنظر | چیزیں آنکھوں کو جلا بخشتی ہیں ایک سبزہ
کا دیکھنا۔ دوسرے پانی کا تیسرے

الی الوجہ الحسن۔

اچھی صورت کا دیکھنا۔ انتہی محضاً اور اسی معنی میں حضرت ابن عمر کی بھی حدیث ہے
صوفی ابو البختری نے کہا کہ میں ہاروں رشید کے دربار میں جایا کرتا تھا تو
میں اوسکے بیٹے قاسم کو بہت گھورا کرتا تھا ایک دن ہاروں رشید نے کہا کہ
کیا ارادہ ہے مینے کہا معاذ اللہ میرا ارادہ نہیں ہے لیکن اچھی صورت دیکھنے کی
حدیث ہے (مطلب یہ کہ اوسکی تعمیل کرتا ہوں)

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ہمارے اوتاد و حافظ محمد بن ناصر نے کہا کہ ابن
طاہر مقدسی نے امر کی حسن پرستی کے جواز میں ایک کتاب لکھی ہے۔

خیر نساج کہتے ہیں کہ میں مسجد حقیقہ میں احرام باندھے ہوئے محارق ابن حبان صوفی کے ساتھ تھا کہ اہل مغرب میں سے ایک خوبصورت لڑکا ہمارے پاس آیا محارق اوسکو بے طرح گھورنے لگے تو میں نے اونکے گھورنے کو مکروہ جانا جب وہ لڑکا چلا گیا تو میں نے کہا کہ آپ حالت احرام اور ہلہ حرام اور شہر حرام اور شعر حرام میں مفتوحہ کی سی نظر کرتے ہیں۔

احمد غزالی کو ایک صوفی نے رقعہ لکھا کہ کیا تم اپنے ترکی غلام کو چاہتے ہو اس اونھوں نے رقعہ کو ٹپکڑ کر غلام کو بلایا اور منہ پر بلا کر غلام کی آنکھوں کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ اس رقعہ کا یہ ہی جواب ہے۔

ابوطیب طبری نے کہا کہ ہکو اولن صوفیہ کی خبر ملی ہے جو راگ سنتے ہیں اور امر کو بلاتے ہیں اور بسا اوقات اولن کو زیور پہناتے ہیں اور اونکو خوب آراستہ کرتے ہیں اور اولن کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ فعل عین ایمان ہے۔

(ابن جوزی کہتے ہیں) اصل بات یہ ہے کہ یہ گروہ عمدہ عمدہ غذائیں اولیائے کھانے کھا کھا کر حرکات مذکورہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور جب غذاؤں سے اونکے جی بھر جاتے ہیں تو نواج کا نا اور خوبصورت لڑکوں کی خواہش میں پڑ جاتے ہیں اور بعض صوفیہ کی برائی خصلتیں ہیں اور اولن کے سلسلہ کے پیرو بھی ایسے ہی تھے۔

ابوالکھیت لکھتے ہیں کہ میں نے ہرجان ہودی کو دیکھا کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو وہ صوفی بنکر ایک خوبصورت امر کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

صوفیہ میں اکثر ایسے بھی ہیں کہ جن کا عجاہرہ لیک مدت تک برقرار رہا پھر اونکے جنس نے بدی کی خواہش کی۔

خیر نساج نے کہا کہ میں امیہ بن صلت صوفی کے ساتھ تھا انھوں نے

ایک خوبصورت لڑکے کی طرف دیکھ کر کہا کہ جہاں تم دو گے خدا تمہارا ساتھ ہے
اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے۔

ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ عہد اللہ بن موسیٰ صوفیوں کے سردار و سرگروہ تھے انہوں
نے بارہویں ایک حسین لڑکا دیکھا اور اس کے عشق میں از خود فتنہ ہو گئے۔

و یفهم من دعتہ نفسہ الفاحشا | بعض صوفی ایسے تھے کہ جنکے نفس نے
فقتل نفسہ۔ | فحش کی طرف بلایا اور وہ ہلاکت میں
مبتلا ہو گئے۔

بعض صوفی ایسے تھے کہ جب ان کو ان کے معشوق سے لوگوں نے جدا کر دیا
تو وہ بخنوں نے اس معشوق ہی کو مار ڈالا (معاذ اللہ)

ومن ہولاء من غارب الفتنۃ فوقع | بعض صوفی ایسے تھے کہ جب وہ فتنہ
فیہا ولم یمنع دعویٰ نصبر و | کے قریب ہو گئے تو ان کے صبر اور مجاہدہ کا
المجاہدا۔ | دعویٰ اریحاب لواطت سے باز نہ رکھ سکا

انتہی۔

صیغ الغوانی صوفی کے چند شعبہ ہیں جن کا خلاصہ یہ کہ بھول سے رخسار اور
بڑی بڑی آنکھیں اور دل بالونہ جیسے دانت اور رخساروں پر خمدار زلفیں اور
سینوں پر سیوہاے انا پس ان سب چیزوں نے مجھے حسین عورتوں میں پکھا کر
گرا دیا اس وجہ سے لوگ مجھے صیغ الغوانی کہتے ہیں یعنی خوبصورت عورتوں کا
پچھڑا ہوا انتہی محضاً۔

اس کتاب میں امروا صوفیہ کرام کے اور بہت سے قصص مختلف ابواب و
فضول میں بھی ہیں جو اکثر ترکے دے گئے لیکن ہا تبیس علی ذکر العوام صفحہ ۱۵۱
میں اسمعی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں ابو نواس صوفی کے ساتھ تھا

ذکر تلامذہ بعض صوفیہ

دیکھا کہ ایک لڑکا حجر اسود کا بوسہ لے رہا ہے ابو نواس نے کہا کہ واللہ میں حجر اسود کے پاس سے اس کا بوسہ لے بغیر نہ ٹلوں گا مینے کہا تجھے خدا کی ماری خدا سے ڈر تو شہر حرام اور خانہ خدا میں ہے اسنے جواب دیا کہ میں اس میں مجبور ہوں یہ کہہ کر سنگ اسود کے پاس گیا اور لڑکا آیا تو ابو نواس نے بڑھ کر اپنا رخسار اس کے رخسار پر رکھ کر بوسہ لے لیا مینے کہا واسے ہو تجھے تو حرم خدا میں ایسا کرتا ہے اسنے کہا میرا اللہ غفور رحیم ہے پھر یہ اشعار اس نے پڑھے جن کا حاصل یہ ہے عا شق و معشوق کے خیمارے حجر اسود کے بوسہ دینے کے وقت مل گئے اور دونوں پر گناہ بھی نہیں ہوا انتی محملاً۔

فتوحات مکیہ میں ابو محمد بن ابی نصر باقلی معروف بہ شیخ روز بہان سلمیٰ العرفا شیرازی القسوی جنکی تفسیر عرائس مشہور ہے اسکے علاوہ شرح شطیحات و کتاب الانوار فی کشف الاسرار وغیرہ عربی فارسی میں تالیفات موجود ہیں اونکے کمالات باطنی کی روایات کے علاوہ ابن عربی نے ایک یقینہ بھی لکھا ہے کہ یہ شیخ روز بہان صاحب ایک معنیہ پر بیچ فریفتہ ہو گئے تھے اور جیسے اپنے وجد و دل میں لا الہ الا اللہ کی خبریں لگاتے تھے ویسی ہی خبریں معنیہ کے عشق میں بھی لگاتے تھے مگر جب آپ کے مریدین و معتقدین نے حضرت کا برا حال دیکھا اور اس طوائف سے سفارش کی تو وہ اپنے پیشہ سے تائب ہو کر انکے گھر آ بیٹھی اور تاجات انکے پاس رہی انتی۔

الغرض صوفیہ کرام میں بہت سے مقدس و پرہیز گار و متدین نفوس بھی تھے کہ اگر ذرا بھی اونکے نفوس نے بدی کا ارادہ کیا تو اونھوں نے فوراً اپنے جسم کو کاٹ ڈالا اور بعض اپنی ٹہنیں پہاڑ سے لڑکا دیا اور بعض نے اس سے بھی سخت مجاہدات کئے اور بعض مبتلا کے زنا و لواطت بھی ہو گئے لیکن دولہا

اقسام کے صوفیہ کے نورایمان و عرفان و تقرب احدیت میں فرق نہ کیا حالانکہ بعض حرم خدا میں امر خلافت شریعت و شرافت مرکب ہوئے تھے پس ثابت ہوا کہ غضب حق اللہ ہی ایسا گناہ ہے کہ جبکہ صدور سے نورایمان و عرفان میں فرق آجاتا ہو اور جبکہ سببے انسان ہمیشہ کیلئے دوزخی اور زندہ درگاہ رب العالمین ہو جاتا ہے لہذا یہی حکم بعض ابوبن صحابہ اور بعض صحابہ کے اعمال شنیعہ پر قیاس کرنا چاہیے کہ اون کا اسلام قبول کرنا تمام مصیبت کو کھا گیا تھا۔

فصل دوم در صدور کرامات بامرات ناما

اگر نفس الامر میں زنا ایسا ہی برا ہوتا جیسا کہ حضرت شیعہ نے بعض صحابہ بعض ابوبن صحابہ کی نسبت خیال کیا ہے تو امارات زنا سے صدور کرامات اولیاء اللہ ہرگز نہ ہوتے چنانچہ مثال کے طور پر دو حضرات کے کرامات یہاں درج کئے جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرات شیعہ کو فہم سلیم عطا فرمائے تاکہ ایسی فاحشہ محافل کا سد باب ہو۔ وہو ہذا۔

لوح الا انوار عبد الوہاب شمرانی میں حضرت شیخ محمد شبر مبنی رحمۃ اللہ علیہ کے حال کے بعد عارف باللہ حضرت شیخ خوفہ رضی اللہ عنہ کی کرامات لکھی ہیں ازراہ جملہ یہ بھی لکھا ہے شیخ مدوح اپنے غلاموں سے فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں سے کہو کہ شیخ نواطت کرتا ہے اور اسی کتاب میں آپ کی یہ کرامت بھی لکھی ہے کان رضی اللہ عنہ اذا امراء احس مبدا علی مقعدہا ولو کسی عورت کو دیکھتے تو اسکی مقعد پر کامنت امرأۃ امیر لا یروی احلام ہاتھ پھیلتے تھے اگرچہ وہ کسی امیر کی انکروا علیہ بلیہم داع وکجات ہی عورت کیوں نہ ہو۔ وہ کسی کی رعایت

اذا حضر قوال الفقراء حمل القوال
 علی کتف یصیر نیریح بہ کان
 نہ کرتے تھے اور جب کوئی اون کی
 اس حرکت سے ناراض ہوتا تو اسکو
 کسی تکلیف میں مبتلا کرتے تھے اور جب
 عصفور۔

فقرا کا کوئی قوال حاضر ہوتا تھا تو اسکو کندہ پہناتھا لیستے اور اسکو چڑایا جاتا
 تھے انتہی محضاً۔

اسی کتاب میں حضرت شیخ مدوح کی یہ کرامت بھی لکھی ہے۔ بعض
 واخبر بعض الثقات انہ دخل یوما
 علی بعض اصحابہ فتوکل صاحبہ
 و انصرف یثو دخل فوجدہ یقبل
 زوجتہ فرجع فاخبر الاناس فقال
 لا الشیخ خناقة تاخذنا روحا
 فطنہ الخناقة قال لا التادیم
 اذہب بنا فقال حتی یحضر
 دقہ فذا فہن ثو انصرف۔
 ایک روز اپنے کسی دوست کے ہاں
 گئے اور وہ شخص کس ضرورت سے
 اٹھیں چھوڑ کر باہر گیا جب واپس آیا
 تو اسنے دیکھا کہ شیخ مدوح ان کی زوجہ
 سے بوسہ کر رہے ہیں وہ دھوکہ
 یہ رنگ دیکھ کر پکڑا گیا اور دونوں کو
 خبر دی کہ شیخ صاحب میری جورو سے

ایسا فعل کر رہے ہیں پس جناب شیخ آویں دوست سے کہا کہ بھئی خناق الیہا
 ہو جائے گے میری روح کو پکڑ لے پس وہ شخص مرض خناق میں مبتلا ہو گیا اور کچھ
 خادم نے کہا کہ آپ اوس مریض خناق کے پاس چلئے شیخ مدوح نے
 فرمایا کہ ہم اوسکے دفن کے وقت جائینگے پس شیخ مدوح نے بعد فوت اوسے
 دفن کیا اور واپس آگئے۔ انتہی محضاً

اسی واقعہ الا نور امام شعرانی نے حضرت شیخ محمد بن اسماعیل رضی اللہ عنہ
 کی یہ کرامت لکھی ہے۔ شعرانی صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سیوطی نے

واحترم شیخ شہاب الدین ^{بسطی} اللہ
 قال انکرت علیہ صبراً فانافى
 المنام وضربتى بصا شوم ^{ہلے}
 مرافق وعلی رکتی حق مکنت
 نحو شہر وانا لاقدر امد رجلی
 ولا ارض یدی فمن ذلک الیوم
 ما تعرضت له ومن مددہ ^{لحقی}
 انه اذا مر علیہ احد من الجنین
 الذی یفعل فیہ الفواحش بقولہ
 تعالی ثم یمسح بیدہ علی مقعدہ
 فیتوب لوقتہ ولو کان ابونا
 شفی من مرضہ ذلک وکذلک
 اذا مرت علیہ زانیۃ یفعل معھا
 نظیر ذلک او امرؤ تمیل الیہ
 النفوس وتارة یقبلہ او یقبل
 المراۃ فلا تسود المراۃ تنزنی
 ولا احد ینظر الی ذلک الا مراً
 بشہوة الی ان یلتقی وکذلک
 اذا مر علیہ شارب خمر
 او من یدبغ الخثیس بقولہ
 تعالی فما یطعم شیئاً او یسقیہ

مجھ سے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے
 شیخ مدوح پر اعتراض کیا تو میں نے
 جواب میں دیکھا کہ وہ میرے پاس
 آئے اور انہوں نے اس زور سے
 میرے گھٹنوں اور کہنیوں پر لکڑیاں
 ماریں کہ میں ایک ماہ تک ایسا
 پڑا رہا کہ مجھ میں طاقت نہ تھی کہ
 پاؤں پہلا سکوں یا ہاتھ اٹھا سکوں
 پس اوس روز سے بنے اوپر کبھی
 اعتراض نہیں کیا اور اون بزرگ
 کی باطنی امداد یہ تھی کہ جب کسی محنت
 کے پاس وہ جاتے تو اپنے ہاتھ سے
 اوس محنت کی مقعد چھوتے تھے
 تو وہ اوسی وقت فعل بد سے توبہ
 کرتا تھا اگرچہ وہ خلقی و پیدایشی
 محنت کیوں نہوتا تو بھی شفا پاتا
 تھا اور اسی طرح جبکہ مزنیہ کے پاس
 جاتے تھے تو اوسکی فرج کو ہاتھ
 لگاتے تھے اسی طرح اگر کسی لونڈے
 کو دیکھتے کہ جس کی طرف لوگوں کے
 نفوس میل کرتے ہیں تو بھی ایسا ہی

شیئاً او یبصق فی فمہ فلا یصیر کرتے تھے اور کبھی اوسکے بوسے
 یفعل شیئاً من ذلک واخبر فی لیتے تھے تو وہ عورت زنا کی طرف
 شخص انہ مر علیہ راجع الی المرءۃ کبھی رغبت نہ کرتی تھی اور نہ کوئی
 من بنات الخطایز فی بہا وارسل اوس امر دکی طرف نظر شہوۃ سے
 لہا الخمر والفاکحۃ فقال لا دیکھتا تھا یہاں تک کہ وہ صاحب
 نعال فتنع علی ذکر خول اللہ ریش ہو جاتا تھا اور اسی طرح جب
 عنہ محبة الزنا من ذلک الوقت کسی شہ ابی یا بھنگڑ کے پاس جناب
 فی ثلاث المراءۃ وغیرہا۔ ممدوح جاتے تو اوس سے فرماتے

کہ آپس پھر وہ کوئی چیز نہ کھاتا نہ پیتا پھر حضرت ممدوح اوس کے منہ میں
 تھوک دیتے تھے پس پھر وہ شخص شراب نہ پیتا تھا اور ایک شخص نے
 بیان کیا کہ حضرت شیخ ممدوح ایک شخص کے پاس گئے جو اوس وقت
 کسی فاحشہ کے پاس جا رہا تھا جو ملک خطا کی بیواؤں سے تھی
 تاکہ وہ اوس سے زنا کرے (اور اس) فصل کے قبل وہ شخص اوس
 رنڈی کو شراب اور میوہ بھیج چکا تھا تو شیخ ممدوح نے اوس سے
 فرمایا کہ ادھر آ۔ پھر اوسکے ذکر پر مس کیا تو خدا تعالیٰ نے اوس شخص
 کے دل سے اوس وقت سے زنا کی رغبت نکال دی پھر اوسکو نہ
 اوس عورت اور نہ کسی اور عورت کی طرف رغبت ہوئی انتہی محضاً
 پس اگر فی الحقیقہ لواطت و زنا ایسے ہی بد ہوتے جیسا کہ مطاعن شیعہ
 سے ظاہر ہے تو ان اخطاب و سلطان العرفاء سے بذریعہ امارت
 زنا و لواطت ایسے کرامات ظاہر ہوتے کہ ہر ایک فاعل و مفعول
 و شارب خمر اون کے مس و مباشرت سے مجتنب ہو جاتا لہذا ثابت

ہوا کہ حضراتِ شیعہ کا یہ دعویٰ بھی غلط و مہمل ہے۔

نکلیطف برائے تہذیبِ شیعہ

بعض صحابہ مثل حضرت خواتِ بدریہ و ابوالیسر و حمل بن ابی لکب و خالد بن ولید و مغیرہ بن شعبہ کہ جنکے زنا کی روایات و اتہامات حصہ اول میں درج کئے گئے اسی طرح جناب عفان پدر حضرت عثمان غنی و عبید اللہ پدر حضرت طلحہ و ولید پدر حضرت خالد سیف اللہ کی مابونیت کی روایات اس حصہ اور حصہ اول میں بیان کئے گئے یہ سب حضرات رضوان اللہ علیہم برگزیدہ خدا تھے مگر وہ یہ کہ ان دونوں اقسام کے حضرات کی فاعلیت و مفعولیت سے زنا و لواطت کا سد باب ہو جاتا ہوگا اور ان کی مفعولیت و فاعلیت سے خلق اللہ بد اعمالیوں سے مجتنب ہو جاتی ہوگی کیونکہ جس زمانہ میں خلقت جن بد اعمالیوں میں مبتلا ہوتی ہے اور مشیتِ خدا اویں کو دور کرنا چاہتی ہے تو اویں کے اعمال کے دفعیہ کیلئے اپنے خاص بندوں کو ایسے معجزات و کرامات عنایت کرتی ہے جن کے صدور سے مشیتِ خدا کا منشا پورا ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحروں کے دفعیہ کے لئے معجزہ عصا اور یدِ بیضا عنایت ہوا تھا چونکہ صحابہ کرام کا درجہ تمام اقطاب و ابدال و اویا اللہ سے زیادہ مان لیا گیا ہے پس کوئی تعجب نہیں کہ اسمائے مرقومہ بالا دواعی اسلام اقطاب وقت ہوں اور اپنی اپنی فاعلیت و مفعولیت سے گمراہوں کو اس طریق

و اعمال سے راہ ہدایت پر لاتے ہوں اور ظاہر میں لوگوں نے ان کے حرکات ناملائم کو زنا و لواطت سمجھا ہو۔ اور حقیقت میں کچھ اور ہی بات تھی واللہ اعلم بالصواب۔

خاتمہ

آنحضرت نے فرمایا کفی بالمرء کذباً ان یحدث بكل ما سمع یعنی جھوٹ بولنے کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ جو کچھ سنے وہ لوگوں سے بیان کر دے پس یہ خاص حالت حضرات شیعہ کی ہے کہ تحقیق کا مادہ نہیں جو کسی مخالف کا قول سنتے ہیں وہ اپنی کتب میں بھر لیتے ہیں اور دم ایال کی خبر نہیں رکھتے اسی سبب سے ہمارے علماء رحمہم اللہ نے اس جہل کو ناپسند کر کے تاکید فرمادی ہے کہ شیعہ کی کتب نہ دیکھی جائیں اس سے گمراہی پھیلتی ہے اور صحابہ کی شان یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اصحابی کا لجنوم بایضہ و اقتدایتہم اہتدیتم۔ اور حضرات شیعہ منشاء حدیث موصوف کے خلاف صحابہ کی تقلید و اتباع سے روکتے ہیں اور ہم اس سے باز نہیں آسکتے کیونکہ جمہور اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

اولیٰ اصحاب محمد صلعم	کہ اصحاب محمدؐ تمام امت سے افضل
کانوا افضل ہذا الامۃ	دلوں کے پاک علم میں گھرے
ابھا قلوبا و اعماقہا علما	تکلف سے برہی ہیں خدا نے
واقفہا تکلفا اختارہم اللہ	اپنے پیغمبر کی رفاقت اور دین

هجرة نبیه و لا فامة دینه
فا عرفوا الله و فضلہ
و اتبعوا هم علی اثرہ
و تمسکوا بما استطعتم
من اخلاقہ و سیرہ
فانہم کانوا علی الہدی
المستقیم (مشکوۃ)

کے استوار کرنے کیلئے ان کو
چن لیا ہے ان کی بزرگی مانو
ان کے قدم بقدم چلو جہاں تک
ہو سکے ان کے اخلاق و عادات
سیکھو کیونکہ وہ راہ مستقیم
پر تھے۔ انتہی لمخضا۔

پھر صحابہ میں بھی حضرات شہین کہ جن کے محامد و فضائل سے
کتب اسلامی مالا مال ہیں چنانچہ کتب کثیرہ میں اقتد و ابوالذین من
بعدی ابوبکر و عمر حدیث موجود ہے صواعق میں خواجہ نصر اللہ
کاملی نے لکھا ہے۔

قال رسول الله صلعم حب
ابی بکر و عمر شکرة واجب
علی امتی و قال علیہ السلام
ان الله فرض علیکم حب
ابی بکر و عمر و عثمان ر علی
کما فرض علیکم الصلوة
و الزکوۃ و الحج۔

کہ آنحضرت نے فرمایا ابوبکر و عمر کی
محبت اور اون کا شکر یہ میری
امت پر واجب ہے اور آنحضرت
نے فرمایا کہ تمہارے ابوبکر و عمر و عثمان
و علیؑ کی محبت ایسی ہی فرض
ہے جیسے نماز و زکوۃ و حج
انتہی۔

تحفہ اثنا عشریہ مولفہ شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔
روی ابن عدی عن النس
عن النبی صلعم ان قال
حضرت انس کہتے ہیں آنحضرت
فرمایا کہ ابوبکر و عمر کی محبت ایمان

محامد و فضائل صحابہ

و محبت محبت شہین

حبابی بکرو عمر ایمان ہو فقہا ہے اور اون سے بعض رکھتا
کفر ہکذا ارفاء ابن عساگر کفر ہے اور ایسی ہی روایت
عن جابر۔ ابن عساگر نے حضرت جابر سے

کی ہے انتہی پس ایسی ایسی احادیث صحیحہ کی بنیادوں پر بعض
فقہائے فرمایا ہے من انکرام امامۃ ابی بکر فہو کافر۔
وأخذ عوانا الحمد لله رب العالمین

تمت بالخیر

۹۹۳

فهرست حصه دوم تنزیه الانساب فی مشیخ الاوصیاء

مصابین	مصابین	مصابین	مصابین
۱	جواز نکاح با محارم	۲۸	ترویذ شیعه
۲	جواز نکاح انجنت حقیقی	۲۹	باب سوم در بحث نسب حضرت طلحه
۳	مثال جماع امین با عمه	۳۰	مطالع نسب طلحه مع جوی و یوسفیان
۴	مثال جماع ولید با دختر نیک اختر	۳۱	ذکر نخل ابوسفیان
۵	تنجیه در تنزیه مذمب اهل سنت	۳۲	ذکر پیشه ابوسفیان
۶	باب پنجم در بحث نسب حضرت عثمان	۳۳	زناکاری ابوسفیان
۷	فصل دوم در نسب عثمان بن عفان	۳۴	طعن بر دیدار ام اسحاق در وجه طلحه
۸	سنت تم حضرت عقیل ابوبکر و معویه	۳۵	طعن سوم مخنث
۹	ترویذ مع دلائل تنزیه نسب	۳۶	فصل اول در تنزیه نسب طلحه
۱۰	حضرت عثمان	۳۷	اختلافات مشتعل مع ترویذ شیعه
۱۱	ذکر مخنث اول و دوم	۳۸	فصل دوم و علت تبدیل زوج
۱۲	ذکر مخنث سوم	۳۹	حلت زوج غیر
۱۳	ذکر مخنث چهارم	۴۰	فضیلت کذب
۱۴	ذکر مخنث پنجم	۴۱	باب چهارم در بحث نسب ابوسفیان
۱۵	حلیات فضیلت نسب پیغمبر خدا	۴۲	ذکر نسب امیه
۱۶	محالفت شیعه و بنات و بیانات	۴۳	فصل در تنزیه نسب ابوسفیان
۱۷	ذکر حبیب حضرت فوج علیه السلام	۴۴	ذکر مخنث حاتم و زرقا
۱۸	بحث کفو	۴۵	وجاهت ابوسفیان و معویه
۱۹	اکفا و کفو عثمان از پیغمبر خدا	۴۶	باب پنجم در بحث نسب معاویه
۲۰	عدم اثبات تلخیص قول زوج عثمان	۴۷	طعن در دانات معاویه
۲۱	تقیذ بنات رسول ترویذ بنات رسول	۴۸	طعن مزاح سید معاویه
۲۲	ذکر نکاح بنات علی علیه السلام	۴۹	طعن در باب گوز معاویه
۲۳	وجه تنجیه ذوالنورین	۵۰	رد شیعه مع جواز گوز در صلوة
۲۴	ترویذ قیدی نکاح کفو	۵۱	طعن بنوک در نسب معاویه
۲۵	ذکر اولاد رسول	۵۲	ذکر تبری و یونگ مع ترویذ
۲۶	عدم انکار امام حسن از صبیح عثمان	۵۳	طعن مشهور در نسب معاویه
۲۷	قباس بکارت خدیجه بکارت لیث	۵۴	ذکر انساب اهلیم معاویه
۲۸	تنجیه قیوم کلثوم باظهار اسلام	۵۵	ذکر بنات طارق
۲۹		۵۶	فصل اول در اثبات عفت هند و ام کلثوم
۳۰			
۳۱			
۳۲			
۳۳			
۳۴			
۳۵			
۳۶			
۳۷			
۳۸			
۳۹			
۴۰			
۴۱			
۴۲			
۴۳			
۴۴			
۴۵			
۴۶			
۴۷			
۴۸			
۴۹			
۵۰			
۵۱			
۵۲			
۵۳			
۵۴			
۵۵			
۵۶			
۵۷			
۵۸			
۵۹			
۶۰			
۶۱			
۶۲			
۶۳			
۶۴			
۶۵			
۶۶			
۶۷			
۶۸			
۶۹			
۷۰			
۷۱			
۷۲			
۷۳			
۷۴			
۷۵			
۷۶			
۷۷			
۷۸			
۷۹			
۸۰			
۸۱			
۸۲			
۸۳			
۸۴			
۸۵			
۸۶			
۸۷			
۸۸			
۸۹			
۹۰			
۹۱			
۹۲			
۹۳			
۹۴			
۹۵			
۹۶			
۹۷			
۹۸			
۹۹			
۱۰۰			

مضامین	مضامین	مضامین
۱۲۸	۴۹	۷۸
۱۲۹	۱۰۰	۷۹
۱۳۰	۱۰۱	۸۰
۱۳۱	۱۰۲	۸۱
۱۳۲	۱۰۳	۸۲
۱۳۳	۱۰۴	۸۳
۱۳۴	۱۰۵	۸۴
۱۳۵	۱۰۶	۸۵
۱۳۶	۱۰۷	۸۶
۱۳۷	۱۰۸	۸۷
۱۳۸	۱۰۹	۸۸
۱۳۹	۱۱۰	۸۹
۱۴۰	۱۱۱	۹۰
۱۴۱	۱۱۲	۹۱
۱۴۲	۱۱۳	۹۲
۱۴۳	۱۱۴	۹۳
۱۴۴	۱۱۵	۹۴
۱۴۵	۱۱۶	۹۵
۱۴۶	۱۱۷	۹۶
۱۴۷	۱۱۸	۹۷
۱۴۸	۱۱۹	۹۸
۱۴۹	۱۲۰	۹۹
۱۵۰	۱۲۱	

